وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

سنہ ۱۳۴۸ھ

نوید جاوید

جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور نے ۱۲۹۶ھ میں
تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک
جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں
یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے

اور جس کو بمعاوضۂ معقول رقم مصنف رح کے وارث سے اجازت حاصل کرکے
نہایت صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں
اضافہ کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلۂ نظر ثانی میں طباعت اول کے بعد اضافہ فرمائے تھے۔

ملنے کا پورا پتہ

نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد دہلی

معجز نما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مع کامل تفسیر اردو

(۵۳ خوبیوں والا)

زیرمتن دو ترجمے۔ ترجمہ اول حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ و ترجمہ دوم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جوکہ اغلاط و خلل لفظی سے پاک ہیں اسکے حاشیہ پر تفسیر جو وعظ و نصائح کے لیئے صحیح ترین روایات کا مجموعہ ہے جو احادیث و تفاسیر کے حوالہ سے درج ہے ہر ایک صفحہ میں ۱۱ سطریں ہوتی ہیں کل قرآن مع مضامین مقدمہ ۹۲۸ صفحات میں ختم ہے۔ اس کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ شامل ہے جسمیں پیدایش عالم اور حضرت آدمؑ سے لیکر خلفائے راشدین تک تمام پیغمبروںؑ اور اُن کی امتوں اور اقوام عالم کا صحیح بیان ہے۔ بہترین کاغذ پر نہایت خوشخط اور نہایت صحت کے ساتھ تازہ ترین چھپ کر تیار ہے۔ کاغذ دو قسم ہے۔ قیمت کاغذ سفید حنا شدہ بے جلد ۵ء ۔ جزبندی کی بہترین جلد ۷ عہ کاغذ فیروزی بے جلد ۵ء ۲ہترین چرمی نقرئی جلد ۷ عہ۔ بے جلد کا محصول ۱۳ ار دو عدد کا ۱عہ تین عدد کا محصول ۵ ار۔ مجلد کا محصول ۱عہ، دو عدد کا ۱عہ تین عدد کا محصول ۵ عہ۔

معجز نما حمائل شریف مُترجم مع کامل تفسیر اُردو

(۵۰ خوبیوں والی)

زیرمتن ترجمہ مولنا مولوی شاہ اشرف علی صاحب تھانوی۔ حاشیہ پر کامل تفسیر بحوالہ کتب احادیث و تفاسیر جو وعظ و نصائح کے لیے نہ ختم ہونیوالا صحیح روایات کا بہترین مجموعہ ہے اسکے بھی ہر ایک صفحہ میں ۱۱ سطریں ہوتی ہیں۔ کل حمائل مع مضامین متعلقہ (۱۰۴۰) صفحات پر ختم ہے اس کے شروع میں بصورت کتاب ایک مقدمہ شامل ہے جسمیں اقوام عالم کا بیان رسول خدا صلعم کی کامل سوانح عمری اور کفار عرب کا بیان جو آپ سے برسر جنگ ہوئے اور خلفائے راشدین کی سوانح عمری بزرگان نقشبندیہ و چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ کے مخفی اعمال قرآن و فہرست مضامین قرآن وغیرہ۔ کاغذ دو قسم ہے۔ قیمت کاغذ سفید حنا شدہ بے جلد کاغذ فیروزی بے جلد للعہ بہترین جزبندی کی نقرئی جلد ۱عہ محصول بے جلد ہو یا مجلد ۹ر دو عدد کا ۵ ار تین عدد کا ۱عہ چار عدد کا محصول ۱عہ صرف ایک کارڈ آنے پر بذریعہ وی پی قیمت طلب روانہ ہوگی۔

خط کیلئے صرف یہ پتہ اور یہی الفاظ کافی ہیں

نور محمد مالک اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب عقب جامع مسجد دہلی

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

۱۳۴۸ھ

نوید جاوید

جس کو امام المناظرہ حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصورؒ نے سنہ ۱۲۹۶ھ میں
تصنیف کیا اور اعلان فرمایا کہ ابتدا سے آج تک اور آج سے قیامت تک
جسقدر اعتراضات غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر نقلاً یا عقلاً ہوئے ہیں
یا ہوں گے اُن سب کا اس میں جواب دیا گیا ہے۔

اور جس کو بمعاوضہ معقول رقم مصنفؒ کے وارث سے اجازت حاصل کر کے نہایت
صحت کیساتھ میں نے چھپوایا اور نیز اُن تمام حواشی اور نوٹوں کا اس میں اضافہ
کیا جو مصنف مرحوم نے سلسلۂ نظر ثانی میں اضافہ

ملنے کا پورا پتہ

... محمد مالک کارخانہ تجارت کتب ...

عنوان مصنف

فہرست مضامین کتاب نوید جاوید

دیباچہ مع ۱۲ سبب

لوح اوّل کہ جس میں دو کلیسیا ہیں

کلیسیا اول مشتمل بہ بعض آیات قرآن مجید کہ جن میں توریت وانجیل وغیرہ کا نام آیا ہے

کلیسیا دوم اس میں دو فصح ہیں

فصح اول مشتمل برضرورت لیاقت مناظرہ اہل کتاب کے ساتھ

فصح ثانی اسمیں دو برے ہیں

برہ اول بیان کاملیت اسلام

برہ ثانی دو ... دنیا کی بے ...

اصلی

لوح ثانی اس میں کلیسیا ۳ سے کلیسیا ۱۲ تک یعنی ۱۰ کلیسیا ہیں

کلیسیا سوم اسمیں ۶ سکرمنٹ ہیں اور ایک ... و ...

کلیسیا چہارم اس میں ۱۰ سکرمنٹ ہیں

سکرمنٹ ۱ کتب خمسہ توریت کے ۱۰ مقام جنسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی تصنیف نہیں ہے

سکرمنٹ ۲ توریت کے زمانہ بربادی اور بعض مقامات محرف یونانی وسامری وغیرہ

سکرمنٹ ۳ کتاب یشوع کے چند فقرے جنسے ثابت ... تصنیف ...

سکرمنٹ ۴ تحریفات کا بیان جو پایہ ثبوت کو پہونچ ... ہیں

سکرمنٹ انجیل کے بیانمیں جعلی مصنفوں کا زمانہ اور فہرست کتب جعلی

سکرمنٹ ۳ نامجات مشمولہ اناجیل کی بے اعتباری

سکرمنٹ ۵ دینداروں کی طرف سے تحریف

سکرمنٹ ۲ چار انجیلوں مروجہ کا حال

سکرمنٹ ۴ تحریف کا بیان مع بعض کوڈکس کا حال وغیرہ

سکرمنٹ ۶ اختلاف اقوال روح القدس وشمہ بیان بے تر... اناجیل

خداوند یہوواہ نے مجھکو علماء کی زبان بخشی تاکہ جانوں کہ وقت پر اُسکو
جو تھکا ماندہ ہے کیا کہا چاہیے
یسعیاہ ۵۰ باب ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ
شَهِیْدًا ؕ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی
التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی
سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۠ (جزو ۲۶ فتح ع ۴)

ہوشعنا الوہیم حیّ احد — الوہیم بے والد و بے ولد
الوہ آفرینندۂ روح پاک — رساند باوج فلک جسم خاک
خدائے صفی و خلیل و ذبیح — خدائے کلیم و خدائے مسیح
یہوواہ مستغنی از ہست و بود — ی از نصارے غنی از یہود
خدائیکہ لاثانی امکان اوست — بہ تثلیث کے منقسم شان اوست

ہلیلویاہ علی احسانہ کہ ہنوز آفتاب مشرق سے طلوع کرنا بندہ تائب کو باب رحمت الٰہی تک ۱/ ہ

ہے میرے اس سچ کہنے پر صبح صادق گواہ ہے وہ اپنے بندوں پر سترّ درجے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اُس نے بنی اسرائیل سے فرمایا اے یعقوب کے گھرانے اور اے اسرائیل کے خاندان جو باقی رہے ہو جو رحم سے مجھ پر بار ہو پڑے اور جنہیں پیٹ سے میں نے گود میں لیا میری سنو میں بوڑھاپے تک بھی وہی ہوں اور سر سفیدی کے وقت تک گود میں لئے رہوں گا

یسعیا ۴۶ باب ۳ صفحہ

باز آباز آہر آنچہ ہستی باز آ ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ صد بار گر توبہ شکستی باز آ

الٰہی ہم کس زبان سے تیرا شکر بجالائیں کہ تیری ادنیٰ بخشش کا بھی ہم شکر ادا نہیں کر سکتے اگرچہ ہر سر مو بدن پر زبان ہو اور ہر زبان ہزار داستاں ہو۔

ہر صنعت تو برون زادراک بیحد ہمہ کبریائی تو	ادنےٰ ادنےٰ بمسر کرز خاک اللہ اللہ خدائی تو

الٰہی ہماری زبان کو ہمارے بشیر و نذیر خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں گویا کہہ کہ جو ہماری بخشش اور نجات کے لئے ہمیشہ فکر مند ہے اگر تیری راہ سے ہمارے پاؤں کو لغزش ہو تو اُس کے دل کو گزند ہے۔ ۱ یوحنا ۲ باب ۱

مسیح از مقدم او مژدہ گوئی قدش را پایۂ گردوں خرامی	کلیم از مشعل او شعلہ جوئی لبش را مایۂ یحی العظامی

اور خدا کی رحمت ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکے سب آل اور اصحاب پر ہو کہ جنہوں نے شام اور مصر اور عراق اور فارس وغیرہ تمام ملکوں کو نور ایمان سے منوّر کیا اور جہّال زبان دراز کو زبان تیغ سے خاموشی سکھلائی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

امابعد عبدہ سید محمد ابو المنصور بن جناب سید محمد علی صاحب مغفور ابن جناب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ کی طرف سے صاحبان عقل پر واضح ہو (اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۱۵) کہ یہ کتاب جس کا نام نوید جاوید ہے اس میں دو لوحیں ہیں اگرچہ علت غائی اس کی تالیف سے صرف اتحاف خدمت ارباب عیسائی ہے لیکن

بحکم آنکہ اولاً خویش بعدہ درویش[1] (متی باب ۵) لوح اول میں کہ دو کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل یہو
اسلام کے لئے کچھ ہدیہ برگ سبز بالخیر ہے اور لوح ثانی میں کہ دس کلیسیا جس سے متعلق ہیں اہل
کتاب کو سبز باغ کی سیر ہے پس دونوں لوحوں سے ۱۲ کلیسیا کو علاقہ ہے جس طرح۔

۱ قبائل بنی اسمٰعیل بارہ ہیں — پیدایش ۱۷ باب ۲۰

۲ اسباط بنی اسرائیل بارہ ہیں — خروج ۲۸ باب ۹ و ۱۰

۳ بروج فلکی کہ جن سے انتظام بارہ مہینوں سال کا ہے بارہ ہیں۔

۴ جواہر بیش قیمت بارہ ہیں — مکاشفات ۲۱ باب ۱۹ و ۲۰

۵ ہر دن اور ہر رات کی ساعتیں بارہ ہیں — یوحنا ۱۱ باب ۹

۶ حضرات حواریون بارہ ہیں — اعمال اول باب ۲۶

۷ ایمۂ معصومین بارہ ہیں۔

۸ انسان کی معصومی کے سال بارہ ہیں — لوقا ۲ باب ۴۲

۹ حروف لا الہ الا اللہ بارہ ہیں۔

۱۰ حروف محمد رسول اللہ بارہ ہیں

۱۱ حروف اسماء ان تینوں انبیاء بزرگ کے یعنی موسیٰ عیسیٰ محمد بارہ ہیں۔

۱۲ حروف غیر مکرر توریت زبور انجیل فرقان بارہ ہیں

اس طور سے کہ (ت و ر ی) (ز ب) (ا ن ج ل) (ف ق) اور اُن کی ترتیب تہجی
یہ ہے۔ ا ب ت ج ر ز ف ق ل ن و ی۔ پس ف ق سے جو بیشتر ۶ حروف ہیں اُن
سے اشارہ یہ ہے کہ اُن تینوں کتابوں کے نازل ہونے سے چھ سو برس بعد فرقان نازل ہوا[2]
اور عجیب یہ کہ ان ۶ حرفوں کے عدد بھی یہی ہیں یعنی ۶۱۳ چھ سو تیرہ اور پچھلے چار حرفوں سے جوف

---

[1] عیسیائی مذہب کے قدیم بزرگان قوم راہب یعنی درویش کہلاتے تھے چنانچہ سورہ مائدہ میں خدا فرماتا ہے ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لا یستکبرون۔ یعنی اور تو پاویگا سب سے زیادہ محبت میں اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں یہ اسلئے کہ انمیں عالم ہیں اور درویش اور وہ غرور نہیں کرتے۔

[2] میزان الحق چھاپہ لودہیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے کہ محمد صلعم نے تو مسیح کے چھ سو دس برس ۶۱۰ بعد خروج کیا اسی طرح شروع ۳۴ باب میں ہے اور صفحہ ۲۰۱ میں لکھا ہے کہ مسیح کا ظہور دنیا کی پیدایش سے چار ہزار برس بعد تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چھ سو ۶۲۰ بیس برس شمسی پہلے۔

قؔ کے بعد باقی رہے یہ مراد ہے کہ چار ہی کتابیں الہامی ہیں چنانچہ وؔ سے زبور اور لام سے انجیل اور یؔ سے توریت اور نونؔ سے فرقان خیال کر لینا چاہیے یہ قاعدہ بھی قدیم سے ہے دیکھو مشارق الانوار میں خؔ سے مراد بخاری اور مؔ سے مسلم اور قؔ سے متفق علیہ اب وہ مکرر حروف جو رہ گئے تھے یہ ہیں یعنی توریت سے تؔ اور زبور سے وؔ رؔ اور انجیل سے یؔ اور فرقان سے رؔ الفؔ نؔ پس ان میں سے بھی پیشتر حروف فرقان سے یہ چار حرف ہیں یعنی تؔ وؔ رؔ یؔ کہ چار سے مراد چاروں الہامی کتابیں اور ان چاروں کے عدد بھی وہی ہیں یعنی چھ ۶ سو ۱۶ سولہ

پس اس کتاب کی پہلی لوح سے جو دو۲ کلیسیا اور دوسری لوح سے دس۱۰ کلیسیا متعلق کی گئیں اس کا سبب یہ ہے کہ شروع میں تمام یہودی بنی اسرائیل کہلاتے تھے مگر حضرت سلیمان ؑ کے بعد ان میں دو صنف ہو گئے ایک صنف میں دو فرقے تھے جو یہودی کہلائے اُن کا تخت گاہ بیت المقدس تھا اور دوسری صنف میں دس۱۰ فرقے تھے جن کا تخت گاہ سمرون تھا اور جو بنی اسرائیل کہلائے (۲ تواریخ ۱۰ باب ۱۹) اور اُن میں بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ بیدینی اور بت پرستی[۱] پھیل رہی تھی اور حضرت موسیٰ ؑ نے جب بارہ جاسوس ملک کنعان میں بھیجے تو دس۱۰ اُن میں سے نالائق اور دو۲ لائق نکلے تھے گنتی ۱۳ باب۔

اور حضرت عیسیٰ ؑ بارہ حواریوں میں سے دو یعنی یعقوب اور یوحنا کو زیادہ پیار کرتے تھے پھر یہ بھی کہ طہارت بقدر نجاست اور حصہ بقدر جثہ دستور ہے۔

[۱] مفتاح الکتاب صفحہ ۵۵ میں ہے کہ اسرائیل کے بادشاہت کی کل انیس بادشاہ ہوئے اور سب کے سب بے دین نکلے اس ہی سبب سے اُس قوم میں خرابی پھیلی اور جلد تباہ ہوئی یہودا کے بادشاہ کئی ایک خداترس اور حقیقی دیندار ظاہر ہوئے اور اُنہیں کی دعا اور مناجات اور کوشش سے وہ قوم مدت تک بحال رہی انتہی۔

لوحِ اوّل

کہ جس میں دو کلیسیا ہیں

m-Shafi

کلیسیا ۱

غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید ہدایت یہود و نصاریٰ کے لئے بھی لاجواب ہے ہر مسئلہ اُس کا تسکین موافق اور مخالف کے لئے انتخاب ہے انسانی کوئی تصنیف اگرچہ کیسی ہی عرق ریزی کے ساتھ کی جائے کلام اللہ کے ایک نکتہ کو بھی نہیں پہونچتی اور اس میں کچھ مشقت بھی درکار نہیں ہے قرآن میں علاوہ مطابقت شرائع و قصص وغیرہ کے ایک سو اکتیس ۱۳۱ جگہ کتب سماوی سابقہ یعنے توریت و انجیل کا کہیں جدا جدا اور کہیں ایک ساتھ ذکر ہے اور جن مقاموں میں صرف یہود و نصارے یا انبیاء سلف کا بغیر تذکرہ کتب بیان ہے وہ اس شمار کے سوا ہیں جیسے کہ سورہ مائدہ رکوع ۷ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ

یعنی اور کہتے ہیں یہود و نصارٰے ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُس کے پیارے تو کہہ (اے محمدؐ) پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو اُس

ف ۱ قرآن میں الواح کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوحیں دو سے زیادہ تھیں اور توریت میں صرف دو لوحیں لکھیں ہیں شاید الواح سے مراد یہ ہو کہ دو لوحیں ٹوٹ گردو اور لوحیں بنی تھیں پس چار کو الواح کہہ سکتے ہیں اور اُن پر تو ۹ حکم مندرج تھے کہ اعداد کی حد تک ہے مگر نصاریٰ نے ایک حکم کو دو حصے کر کے دس احکم قرار دیئے اور دو لوحیں اس لئے تھیں کہ ایک لوح پر وہ حکم لکھے تھے جو ذات الٰہی سے متعلق ہیں اور دوسری پر وہ حکم جو انسان سے علاقہ رکھتے ہیں ۱۲ ف ۲ کلیسیا یونانی لفظ ہے جس کے معنے متفرق قوموں سے نکلی ہوئی لوگوں کی جماعت چونکہ اس کتاب میں متفرق زبانوں کی کتابوں سے مضامین انتخاب کئے ہوئے جمع ہیں اس لئے اس کے ہر بڑے حصہ کا نام اکلیسیا یعنے کلیسیا رکھا ۱۲ ف ۳ چنانچہ سورہ بقر میں ۲۴ جگہ سورہ آل عمران میں ۱۷ جگہ سورہ نساء میں ۹ جگہ مائدہ میں ۱۸ انعام میں ۸ جگہ اعراف میں ۴ توبہ میں ۱ یونس میں ۲ ہود میں ۲ یوسف میں ۱ رعد میں ۲ نحل میں ۱ اسرائیل میں ۵ مریم میں ۱ طٰہٰ میں ۱ انبیاء میں ۳ مومنوں میں ۱ فرقان میں ۱ شعراء میں ۱ قصص میں ۲ عنکبوت میں ۳ سجدہ میں ۱ سبا میں ۲ ملائکہ میں ۱ صافات میں ۲ زمر میں ۱ مومن ۲ شوریٰ میں ۳ فصلت میں ۱ زخرف میں ۱ جاثیہ میں ۲ احقاف میں ۲ فتح میں ۱ نجم میں ۱ قمر میں ۱ حدید میں ۲ صف میں ۱ جمعہ میں ۱ تحریم میں ۱ مدثر میں ۱ عبس میں ۱ اعلیٰ میں ۱

(ترجمہ) یعنی کہاوت اُن کی جن پر لادی توریت پھر نہ اوٹھائی اُنہوں نے جیسے کہاوت گدھے کی پیٹھ پر۔ پچلتا ہے کتابیں انتہے۔ مطلب یہ ہے کہ گدھے پر اگرچہ بہت عالی مضمون کی کتابیں لدی ہوں مگر وہ اُن کے مطالب سے بالکل بے خبر رہتا ہے اور اُن سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح یہودیوں کو اگرچہ بہت فائدہ مند اور عزت والی کتاب ملی مگر انہوں نے کچھ اُس کی قدر نہ جانی یسعیاہ اول باب ۳ میں یہودیوں کو گدھے سے نسبت دی گئی ہے کہ بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور گدھا اپنے صاحب کے چرنے کو بنی اسرائیل نہیں جانتے میرے لوگ کچھ نہیں سوچتے ہیں انتہے۔ چونکہ سوائے زبور کے اور سب صحائف عہد عتیق توریت ہی میں شامل سمجھے جاتے ہیں اور قرآن مجید میں توریت کو فرقان بھی لکھا دیکھو سورہ انبیاء رکوع ۴) اور قرآن کو بھی فرقان لکھا ہے پس فرقان سے فرقان تک یعنی ابتداء سے انتہا تک یہودیوں پر یہ مثل گدھا ہونے کی کلام الٰہی میں موجود ہے۔

کلیسیا۲

اس میں دو فصح ہیں

فصح اول[1]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (اعراف ع ۵) متی ۲۵ باب ۳۵

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ فَادْعُ[2] وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ (شوریٰ رکوع ۲ و ۳ طمطاوس ۴ باب ۵)

ہر اہل دین پر واجب ہے کہ غیر دین والوں سے بھی بقدر امکان واقف کاری حاصل کرے

[1] فصح کے معنے کود جانا چونکہ فرشتہ جو مصریوں کے پہلوٹھوں پر آیا تو بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں پر سے گذر کر اور اونہیں سلامت چھوڑ کر مصریوں کے پہلوٹھونکو ہلاک کیا تھا اسی طرح اس ساری کتاب کی تصنیف سے جو غرض ہے اُس سے اِن دو کلیسیا کو مستثنیٰ سمجھنا چاہیے ۱۲

[2] اس واسطے تو بلا (طرف اسلام کے) اور قایم رہ جیسا تجھکو حکم دیا گیا ۱۲

کیونکہ اگر یہ ضرور نہوتا تو خدائے عالم الغیب مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے عقاید سے خبر نہ دیتا حالانکہ
بکثرت اس کا قرآن مجید میں ذکر ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جزو ۱۴ رکوع ۱
اور صحیح بخاری میں بروایت عبد اللہ بن عمر لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا
عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ یعنے پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت
ہو اور بیان کرو بنی اسرئیل کی طرف سے اور کچھ مضائقہ نہیں انتہے فربی شارح بخاری نے
لکھا ہے کہ حدیث قصہ عمرؓ کی جس میں ممانعت تہی کہ توریت نہ پڑہو اس حدیث سے منسوخ
ہے اس واسطے کہ وہ ممانعت اوائل اسلام میں تہی اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمر بیضاوی نے
شرح مصابیح میں لکھا ہے اس کے سوا وہ حدیث ممانعت صرف مشکوۃ کے آخر کتاب الایمان
میں بروایت دارمی مرقوم ہے کہ جس میں سب قسم کی حدیثیں صحیح و غیر صحیح جمع کی گئی ہیں اور صحاح
ستہ میں اوسے مندرج نہیں کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ۔ بلا اپنے رب کی راہ پر پکّی باتیں سمجھا کر اور نصیحت کرکے
بھلی طرح اور الزام دے اُن کو جس طرح بہتر ہو آخر سورہ نحل واآخر جزو ۱۴) پس بعض مسلمان جو
توریت و انجیل پڑھنے سے منع کرتے ہیں یہ اُن کتابوں سے ناواقف ہونے کے سبب ایسا
کہتے ہیں۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ یعنی کوئی نہیں پر جھٹلانے لگے
ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں اُس کی حقیقت (سورہ یونس رکوع ۴)

دوسرا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید میں غیر مذہب والوں کی ہدایت کے لئے اول تعلیم
ہے بعدہ اگر وہ نہ مانیں تو اُس کی جوابدہی خدا کے سامنے اونہیں کے ذمہ ہے لیکن جب
تک تم اُن پر یہ حجت تمام نکرو تب تک اُن کی جواب دہی خدا کے سامنے تمہارے ذمہ ہے
کیونکہ یہ کام خدا نے ہماری ہی محنتوں پر منحصر رکھا ہے ابو امامہ سے روایت ہے کہ قیامت
کے دن اس امت سے ایک قوم سور و بندر کی صورت اوٹھے گی اس سبب سے کہ وہ
لوگ بدوں کے ساتھ صحبت رکھتے اور انہیں نصیحت نہیں کرتے تھے (از تواریخ فخر الدین
رازی باب ۲۱) پس فرض یہی ہے کہ جب تک تمہارے دین کی طرف سے اُن کے دلوں میں
شبہے اور شکوک مانع حال باقی رہیں تب تک اپنی ساری ہمت سے سچے دین کی حقیقت اور

اور باطِل مذہبوں کا بطلان ان کے ذہن نشین ہوجانے میں کوشش کرنا چاہیے تو اپنے بھائی کو نصیحت کر تاکہ تو اُس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے (احبار ۱۹ باب ۱۷) اور تاریکی کے لاحاصل کاموں میں شریک نہو بلکہ بلبشتر اُن کو ملامت کرو (افسیوں کا ۵ باب ۱۱) اونہیں جو گناہ کرتے ہوں سب کے سامنے ملامت کرو (اول طمطاؤس ۵ باب ۲۰) تو کلام کی منادی کر وقت اور بے وقت اُسی کام میں مشغول رہ کمال برداشت اور تعلیم سے الزام دے اور ملامت اور نصیحت کیا کر کیونکہ ایسا وقت آوے گا جب وے صحیح تعلیم کی برداشت نکریں گے پر کان کھجاتے ہوئے اپنی بُری خواہشوں کے موافق استاد پر استاد بلادیں گے اور کانوں کو سچائی کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر لگادیں گے سو تو ساری باتوں میں بیدار رہ دُکھ سہہ کلام سنانیوالے کا کام کر اپنی خدمت کو پورا کر (۲ طمطاؤس ۴ باب ۲ و ۵) تو اونہیں سختی سے ملامت کر تاکہ وے ایمان میں صحیح ہوں اور یہودیوں کی کہانیوں اور ایسے آدمیوں کے حُکموں پر جو سچائی سے پھر گئے ہیں متوجہ نہو۔ (طیطس اول باب ۱۳ و ۱۴) یہ باتیں کہہ اور نصیحت کر اور تمام اختیار سے ملامت کر کوئی تجھے حقیر نجانے طیطس ۲ باب ۱۵) اُن باتوں کو دھیان میں رکھہ اُن ہی کا ہو رہ تاکہ تیری ترقی سبھوں پر ظاہر ہووے اپنی اور اپنی تعلیم کی چوکسی کر اُن پر قایم رہ کیونکہ یہ کر کے تو آپ کو اور اُن کو جو تیری سنتے ہیں بچاوے گا (اول طمطاؤس ۴ باب ۱۵ و ۱۶)

تیسرا سبب یہ کہ لو فرضنا کسی عالم کو بسبب عقیدہ کامِل کے کسی غیر مذہب والے کے مقابلہ میں چپ ہو جانے سے لغزشِ ایمان کا خطرہ نہو لیکن جب کہ وہ عالم بسبب ناواقفی ذمائم مذہب غیر مدعی کو مناظرہ میں جواب معقول ندے سکے گا تو اور کم علم مسلمان جو کہ دلیل مدعی کو مسئلہ لاجواب سمجھیں گے اُن کے عقیدہ میں فتور آجانا کچھ تعجب کا مقام نہو گا اور وہ عالِم بھی باوجود عقیدہ کامِل اور نقص طاقت کے اُس تپھر کی مانند سمجھا جائے گا کہ جسے ہوا جنبش نہیں دے سکتی اور اُس میں سے صدا بھی بلند نہیں ہوتی پس اگرچہ بسبب عقیدہ کامِل کے وہ بت پرست تو نہیں ہوا مگر آپ ہی بت بنگیا کہ کسی کے بہکانے سے نہیں بہکتا مگر کسی کو جواب بھی نہیں دے سکتا اور جبکہ وہ عالم آپ ہی بت بنگیا تو اُس کے معتقدین کہاں تک بت پرست نہو جائیں گے

چوتھا سبب یہ کہ قرآن میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتانے والا (فصح ثانی کے بڑہ اول میں اس کا مفصل ذکر ہے) مطلب یہ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور پیشوایان دین محمدی صلعم نے ترقی اسلام میں کوشش کرتے ہوئے جس طرح تمہیں مناسب حال نصیحت کی اسی طرح چاہئے کہ تم بھی ترقی دین کے واسطے ہر ایک کے مناسب وقت نصیحت کرو اور اسے فعل رسول اللہ صلعم اور تابعین اور تبع تابعین بلکہ سب کاملین اور صادقین کا سمجھکر اس کی عظمت اور ضرورت کو مقدم جاننا چاہیئے جسطرح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کے جو بڑے عالم اہل یہود میں اور صاحب تفسیر توریت تھے سوالوں کا جواب دیا اور عبداللہ بن سلام اسلام لائے اور جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے سبا کی بیگم یعنی بلقیس کے سوالوں کا جواب دیا

اول سلاطین ۱۰ باب ۱ و ۱۵- لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ؕ یعنے تاکہ ہلاک ہو جائے جو کوئی ہلاک ہوا دلیل میں اور زندہ رہے جو کوئی غالب ہوا دلیل میں (سورہ انفال رکوع ۵) قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؕ یعنے لاؤ اپنی دلیل اگر ہو تم سچے" (سورہ بقر رکوع ۱۳)

پانچواں سبب یہ کہ تم سب کتابوں اور سب نبیوں پر ایمان رکھتے ہو پس جب سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو تو سب کے حال سے بھی واقف ہونا چاہیے تاکہ اونہیں کی کتابوں سے اونہیں جواب دے سکو۔ کیونکہ اگر تم اپنی کتابوں سے اونہیں سمجھاؤ گے تو جب تک ان کا عقیدہ تمہاری کتابوں پر نہیں ہے وہ تمہاری دلیلوں کو تسلیم نکریں گے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ (قیامہ رکوع ۱) دیکھو کتاب شواہد النبوۃ مولانا جامی قدس سرہ العزیز نے کتنی ہی پیشین گوئیاں توریت وانجیل سے شہادت نبوت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں انتخاب کرکے لکھی ہیں اگر مولانا صاحب کو اس سے آگاہی نہوتی تو کیونکر لکھ سکتے۔

چھٹا سبب یہ کہ سورہ آل عمران رکوع ۹ میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؕ

یعنی سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل پر مگر جو اسرائیل نے اپنے نفس پر توریت نازل ہونے سے پہلے حرام کر لی تھی تو (اے محمد صلعم) کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر تم سچے ہو انتہی یہودیان مدینہ سے درباب کھانے اور نکھانے بعض قسم گوشت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی کتاب یعنی توریت پر حوالہ کیا کہ لاؤ توریت اور پڑھو یہ حجت تمام کرنے کا بہتر دستور ہے اور خدا نے بھی اسی کو پسند کیا لیکن اب کوئی مسلمان اگر توریت سے واقف نہو تو اسطرح پر کیونکر حجت تمام کر سکے گا اور اگر غیر مذہب والوں کے مسائل سے کچھ کام نتھا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بموجب حکم الٰہی یہودیوں کو اونہیں کی کتاب سے قائل کرنا مناسب سمجھا یہ کوئی غیر ضروری بات نتھی اور نہ صرف اس ایک ہی دفعہ بلکہ بار بار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا اتفاق ہوا ہے۔ دیکھو سورہ آل عمران رکوع ۳- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ الخ چنانچہ ایک نصرانی عالم کا قول ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے آدمی کو دین میں شک پڑجاتا ہے اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو مذہب ایسا ہے کہ دوسرے مذہب کی کتاب دیکھنے سے اُس میں شک پڑ جاتا ہے تو بیشک وہ جھوٹا مذہب ہے مذہب وہی سچا ہے کہ ہر مذہب کی کتاب پڑھ کر اُس میں قایم رہ سکے بلکہ اُس میں ترقی ہو (رسالہ اول حقیقی عرفان ماہ جنوری ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۱ و ۱۲)

ساتواں سبب یہ کہ اگرچہ ہم لوگوں پر مخالفین اسلام کے دلائل کی بے اصلی ثابت ہے لیکن باقی نسلوں اور آئندہ پشتوں کے لئے بھی جو ہم دنیا میں چھوڑ جائیں گے ایسے وقت میں کہ قرب قیامت اور کثرت منکرین حضرت رسالت صلعم سے ضرور ہمیں کچھ حفاظت ایمان کی تدبیر کرنا چاہیے اور اس لئے یہ کام ہم پر اس زمانہ میں نماز و روزہ سے بھی زیادہ فرض ہے کیونکہ ایمان سب سے مقدم ہے پس ایسے حال میں ہمیں چپ رہنا نچاہیے۔

آٹھواں سبب یہ کہ جو لوگ دنیا میں خدا اور رسول کے نام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے وہ عاقبت میں خدا کو کیا منھ دکھائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی شفاعت اونہیں کیونکر نصیب ہوگی- اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ (انبیاء)

نواں سبب یہ کہ اگر ہم دین اسلام کی حمایت سے ایسے وقت میں پہلو تہی کریں تو وہ لوگ جو انکار عظمت اسلام کا غل مچا رہے ہیں ضرور سمجھیں گے کہ اہل اسلام میں اب کوئی دین کی حمایت کرنے والا باقی نہیں رہا یا یہ کہ اسلام کی صداقت کی بابت کوئی دلیل اور دعوے اب باقی نہیں ہے۔ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۔ سورۂ رعد رکوع ۶ جزو ۱۳

دسواں سبب یہ کہ جو لوگ اسلام کی حمایت اور مدد سے غافل ہیں اونہیں اپنی تنگی اور مصیبت میں دعا مانگتے وقت خدا سے شرم کرنا چاہیے یہ سمجھ کر کہ ؎

وقت کرم در بغل وقت دعا بر خدا
دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را

ہر خطیب کے منہ سے سر منبر یہی دعا نکلتی ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منھم۔

قال تعالے جل شانہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ ط
یعنی اے ایمان والو ہو جاؤ تم مددگار اللہ کے یعنے دین اللہ تعالے کے انتہی (اخر سورہ صف جزو ۲۸)

گیارہواں سبب والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ۔ بخاری میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اُس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایمان دار نہیں ہوگا۔ جب تک میں اُس کے نزدیک اس کے بیٹے اور اُس کے باپ سے زیادہ پیارا نہو جاؤں انتہے پس بیٹے کو اگر کوئی برا کہے اور نالایق بتائے تو ماں باپ کس طرح لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ایسی بات کسی طرح سُننا نہیں چاہتے اور کسی کے باپ کو اگر کوئی برا کہے تو کس قدر غیرت آتی ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت سر بازار سنکر کیونکر چپکا رہنا جائز ہے اور اس حالت میں پورا ایمان کہاں ثابت ہوا اس لئے ہمکو چاہیے کہ اس کام کو سب سے مقدم سمجھیں آپ مخالفین اسلام کو لاجواب کریں اور جو نکر سکیں تو اوروں کے جو یہ کام کرتے ہیں مددگار ہوں۔

حقتعالے فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ۔ بقر ع ۱۷

یعنے وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو انتہے۔ پس یہود و نصارے تو حضرت کو اس طرح پہچانیں اور ہم مسلمان ہو کر اپنے بیٹے اور اپنے باپ سے زیادہ پیار نکریں افسوس۔

بارہواں سبب قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اذا کان یوم القیمۃ دفع اللہ الی کل مسلم یہودیا او نصرانیا فیقول ہذا فکاکک من النار ط

مسلم میں ابو موسےؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دے گا پھر فرماوے گا کہ یہ تیری دوزخ کی مخلصی کا بدلہ ہے یعنے تیرے بدلے یہودی یا نصرانی دوزخ میں جائے گا تو چھوٹ گیا شارح حدیث کا قول ہے کہ یہ اُن مسلمانوں کے حق میں ہے جو بے عذاب بہشت میں جاویں گے اس واسطے کہ حضرت صلعم اکثر مسلمانوں کو شفاعت کر کے دوزخ سے نکلوادیں گے اگر سب دوزخ سے بچتے تو شفاعت کی پھر کیا حاجت تھی۔ پس اس فضل کے مستحق وہی لوگ ہیں جو یہود و نصارے کے مقابلہ میں سیکڑوں سخت و سست باتیں سننے اور اُن کے دعووں کو باطل کرنے اور اسلام کے فضائل ثابت کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔

تیرہواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یجئ یوم القیمۃ ناس من المسلمین بذنوب امثال الجبال فیغفرھا اللہ لھم ویضعھا علی الیہود والنصارٰی یعنی حضرت صلعم نے فرمایا کہ لاویں گے قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر خدا اُن گناہوں کو اُن سے معاف کردے گا اور اُن گناہوں کو یہود اور نصارے پر رکھدے گا الخ اس حدیث میں وہ مسلمان مراد ہیں جن کو یہود اور نصارے سے سخت تکلیفات پہنچیں اور اونہوں نے صبر کیا (مشارق الانوار)

واضح ہو کہ اسی طرح کا مضمون انبیا سلف کے صحیفوں میں بھی موجود ہے کہ شریر لوگ صادقوں کے بدلے اور خطاکار پرہیزگاروں کے عوض فدیہ دیئے جائیں گے (امثال ۲۱ باب ۱۸)

لہ کہ اگر واعظین رد نصاری سے اس حدیث میں غرض نہو تو کوئی مسلمان اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا کیونکہ جو خدا اور رسول کیواسطے کوشش کرتے ہیں جب وہ اس حدیث سے بیعلاقہ ٹھہرے تو اور مسلمان بھی جو صرف باتیں بنانے اور دین اسلام کی حمایت سے کچھ غرض نہیں رکھتے اونہیں خدا اور رسول کے غضب اور سزا کا منتظر ہونا چاہئے چہ جاے کہ اس حدیث کے بموجب ٹھہرنا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔

پھر یہ کہ صادق مصیبت سے نجات پاتا ہے اور اُس کے بدلے شریر پکڑا جاتا ہے (امثال ۱۱ باب ۸)
اور پھر یہ کہ میں خداوند تیرا خدا ہوں اسرائیل کا قدوس تیرا بچانے والا میں ہوں میں نے تیرے فدیہ
میں مصر کو اور تیرے بدلے کوش اور سبا کو دیا از بسکہ تو میری نگاہ میں بیش قیمت ہے تو نے
عزت پائی اور میں نے تجھے پیار کیا ہے اس لئے میں تیرے بدلے لوگ اور تیری جان کے
عوض میں گروہیں دوں گا (یسعیاہ ۴۳ باب ۳ و ۴) بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ بحکم لَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورہ نجم رکوع ۳) کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اوٹھاوے گا مگر اس کا
مطلب شاید یہ ہوگا کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ از روے مدد و حمایت و خواہش و اختیار نہ اوٹھا
ئیگا مراد یہ نہیں ہے کہ نہ اوٹھا سکے گا بلکہ نہ اوٹھائے گا یعنی اپنی خوشی سے نہ اوٹھائے گا مگر خدا
جس پر کوئی دوسرا بوجھ لاوے اوسے وہ کیوں کر پھینک سکتا ہے۔ جیسے مظلوم کا بوجھ ظالم
اپنے سر سے کیوں کر اوتار سکتا ہے چنانچہ فرمایا حقتعالےٰ نے۔ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا
مَّعَ اَثْقَالِهِمْ یعنی ضرور اوٹھاویں گے اپنے بوجھ اور اور بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ (عنکبوت)
یہ آیت قرآن مجید میں صرف یہود و نصارے ہی کے حق میں ہے۔ پھر فرمایا۔
لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ کَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ
یعنے اوٹھاویں اپنے پورے بوجھ قیامت کے دن اور اون کے بوجھ جنہیں بہکاتے تھے بے
تحقیق (سورہ نحل رکوع ۳) اگر کوئی کہے کہ بت پرست کیوں نہ تجویز کئے گئے کہ مسلمانونکے
عوض دوزخ میں جائیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کیا مصلحت ہے لیکن
اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بت پرستوں کا اسلام سے انکار از راہ نادانی و جہالت ہے کیوں کہ وہ کوئی
الہامی کتاب نہیں رکھتے ہیں اور اہل کتاب کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار از راہ تعصب
اور نفسانیت اور جان بوجھ کر ہے اور دین اسلام کی مخالفت میں جتنے یہ لوگ کوشش کرتے
ہیں دنیا میں کوئی قوم اتنی کوشش نہیں کرتی پس یہ زیادہ تر اس کے سزاوار ہیں کہ عاقبت میں
مسلمانون کا فدیہ ہوں پھر اگر کوئی کہے کہ یہود و نصارے تو یوں بھی دوزخ میں جائیں گے
مسلمانون کا فدیہ ہونے کی کیا حاجت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دوزخ میں جانا انکا
خصوصیت کے ساتھ ہوگا۔ جیسے بڑے ہمیشہ روز روز ذبح ہوتے رہتے ہیں مگر قربانی کے برہ

کی کسی قدر خصوصیت ہے کہ وہ مثل اور روزمرہ ذبح کئے ہوئے بروں کے نہیں سمجھا جاتا ہے کیوں کہ دین اسلام کے آغاز سے پیشتر سب یہود و نصاریٰ اہل جنت تھے اور یہود و نصاریٰ کے نجات سے محروم ہونے کا سبب صرف دین اسلام سے انکار ہے اس وجہ سے اُن کا دوزخ میں جانا مسلمانوں کے بدلے محال عقلی نہیں ہے افسوس اُن مردہ دلوں پر جو اس رتبے کے حاصل کرنے سے غافل ہیں یا تو یہ ہے کہ اُن کی عقلوں کو کمبختیوں اور شیطانی وسوسوں نے بگاڑ دیا ہے کہ وہ اپنی بہتری کی تدبیر پہچان بھی نہیں سکتے یا یہ کہ خدا اور رسول نے اون کے سُست ایمان کو قبول اور پسند نہیں کیا ہے تب اُن کے ہاتھ سے ایسی خدمتیں جو خدا اور رسول کے نام کا جلال ظاہر ہونے کا باعث ہوں بن نہیں آتی ہیں وہ اُن قوموں کے مانند ہیں جو اُن سے پیشتر اپنی بدعقلی اور گھمنڈ کے سبب ہلاک ہو چکے ہیں اور اُن قوموں کی مانند بھی جو اب تک اپنی بداعمالیوں کے سامنے راست بازی کو بیوقوفی جانتے ہیں۔

چودہواں سبب یہ کہ حق تعالےٰ نے سورہ قصص رکوع ۶ میں فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ ○ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○

یعنے وہ لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب پہلے اِس سے وہ ساتھ اِس کے ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جاتا ہے اوپر اُن کے قرآن کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اِس کے تحقیق یہ سچ ہے رب ہمارے کی طرف سے تحقیق تھے ہم پہلے اِس سے مسلمان یہ لوگ دیئے جائیں گے ثواب دو بار بسبب اِس کے کہ صبر کیا اُنھوں نے اور بدل ڈالتے ہیں ساتھ بھلائی کے بُرائی کو اور اُس چیز سے کہ دیا ہے ہم نے اُن کو خرچ کرتے ہیں انتہےٰ۔

شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ درحق مومنین اہل کتاب در سورہ قصص ارشاد شدہ کہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا آمدہ و در صحیحین بروایت ابو موسیٰ اشعری وارد است کہ آں حضرت صلعم فرمودہ اند کہ سہ کس را ثواب دوبار از جناب

الٰہی عطا خواہد شد اوّل کسے کہ از اہل کتاب باسلام مشرف شود دویم کسے کہ کنیزک مدخولہ خود را آزاد کردہ باز در نکاح خود آرد سویم مملوکیکہ بندگی خدا بجا آرد وہم در خدمت خاوند خود قصور نورزد پس فرقہ بنی اسرائیل را در تبعیت ایں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ مشقت بسیار باید کشید ہمچناں توقع ثواب ہم بیشتر باید داشت۔ ع ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر عنا انتہے۔

چونکہ بت پرستوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد ایمان تو یہود و نصارے کی طرح سب نبیوں اور سب کتابوں پر لانا ضرور ہوگا مگر بسبب ناواقف ہونے کے توریت و انجیل سے اونہیں دونا ثواب موعود نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ توریت و انجیل سے واقف ہوکر قرآن سے بھی واقف ہونا اِس میں دونا ثواب ہے اور اسی طرح مسلمانوں کو بھی جو قرآن کے سوا توریت و انجیل وغیرہ سے بھی واقف کاری حاصل کریں دونے ثواب کا متوقع ہونا چاہیے۔

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا (سورہ مائدہ رکوع ۱۲) پس اس طرح کا وعظ کرنے والے جو یہود و نصارے کے اعتراضوں کو دفع کرتے ہیں بہ نسبت اور واعظوں کے دونے ثواب کے مستحق ہیں اور نہ صرف واعظ بلکہ ایسا وعظ سُننے والے بھی دونے ثواب سے محروم نہیں رہ سکتے کیونکہ جو کچھ وہ سنتے ہیں اُس کا آپ فائدہ اوٹھاتے اور اپنے دوستوں کو بھی اُس کا فائدہ پہونچا سکتے اور اُن کا ایمان مضبوط کر سکتے ہیں وہ اُس مجلس میں شامل ہیں جو انصار اللہ یعنے خدا کے مدد کرنے والوں یا خدا اور رسول کے خیر خواہوں کی ہے ورنہ صرف یہ کہ دیندار بلکہ دین کے مددگار بھی ہوئے ہیں وہ خدا کے دین کے مددگاروں کی جمعیت زیادہ کرنے والے ہیں اور اِس سبب سے اُن کا اجر و ثواب بہ نسبت اوروں کے دونا ہے مگر افسوس اُن بدعقلوں پر کہ جو اِس طرح کا وعظ سننے سے ایسی بے پروائی کرتے ہیں کہ گویا اِس سے زیادہ یا اِس کے برابر کسی اور نیک کام میں ثواب پا سکتے ہیں سبحان اللہ اگر لوگ جانتے کہ اِس مجلس میں حاضر ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے تو دوپہر پیشتر سے یہاں پہونچ جانا اپنے اوپر لازم کر لیتے۔

پندرہواں سبب یہ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الدین النصیحۃ الدین النصیحۃ الدین النصیحۃ قالوا لمن یا رسول اللہ قال للہ ولرسولہ ولکتابہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم

مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی کا نام دین ہے فرمایا حضرت نے کہ اللہ کی خیر خواہی اور اُس کے رسول کی خیر خواہی اور اُس کی کتاب کی اور مسلمین کے حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی۔ انتہے۔

پس خدا اور رسول کی خیر خواہی اسی کو کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کے مخالفوں کے دعووں کو رد کرنا تاکہ اور لوگ خدا اور رسول کی راہ کو نچھوڑ دیں اور کتاب کی خیر خواہی یہی ہے کہ اُس کے مطالب کو خاص و عام پر صاف صاف ظاہر کرنا۔ اُس کا منجانب اللہ ہونا یہود و نصاریٰ کے روبرو ثابت کر دینا اور مسلمین کے حاکموں کی خیر خواہی یہ کہ ایسا کوئی فساد نکرنا جو حکومت میں خلل کا باعث ہو اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جو اس حدیث کے ترجمہ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مقدور بھر مسلمانوں کو فائدہ پہونچاوے اُن کو رنج ندے نیک کام سکھاوے اور بد کاموں سے روکے اور اُن کے واسطے وہ چاہے جو اپنے واسطے چاہتا ہے۔ انتہے یعنی خدا نے جو علم دین اور دنیا کی نعمتیں عنایت کی ہیں اونہیں اور مسلمانوں سے دریغ نکرنا اور ہر مسلمان کی دینی اور دنیاوی حاجت میں مقدور کے موافق مددگار ہونا یہی مسلمانوں کی خیر خواہی ہے تاکہ کوئی مسلمان یہود و نصاریٰ کے اعتراض سنکر اسلام سے برگشتہ نہو جائے تا مقدور آپ کتاب سنانا اور اگر نہو سکے تو اس طرح کے واعظوں کی مدد کرنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلعم نے لان یھدی اللہ بلک رجلا واحدا خیر لک من ان تکون لک حمر النعم (رواہ البخاری) بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھکو سرخ اونٹ ملنے سے عرب کے نزدیک سرخ اونٹ عمدہ مال ہے یعنی تیرے سبب سے اگر ایک آدمی مسلمان ہووے تو یہ دنیا کی عمدہ ترین حاصلات سے بہتر ہے۔

سولھواں سبب یہ ہے کہ امام ابو نعیم اصفہانی حلیۃ الاولیا میں فرماتے ہیں کہ ہم سے فرمایا ابو بکر نے جو مالک کے بیٹے ہیں اونہوں نے کہا کہ ہم سے فرمایا عبد اللہ نے جو احمد کے بیٹے ہیں وہ حنبل کے بیٹے اُنہوں نے کہا کہ مجھسے فرمایا میرے باپ نے کہا کہ ہمسے

فرمایا قتیبہ نے وہ ابن لہیعہ وہ واہب سے جو عبداللہ کے بیٹے وہ عبداللہ سے جو عمرؓ کے بیٹے انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری ایک انگلی میں گھی ہے اور دوسری میں شہد ہے اور میں اُن دونوں کو چاٹتا ہوں جب صبح ہوئی میں نے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو دو کتابیں پڑھے گا توریت اور قرآن پھر حضرت عبداللہ دونوں کو پڑھا کرتے تھے۔ انتہےٰ۔

اس کے علاوہ ایک اور موقع پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاتَ بَعْضًا قَالَہٗ لِاَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (متفق علیہ) بخاری و مسلم میں بروایت عبداللہ بن عباس یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلعم نے کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعضے مقام پر تو چوک گیا یہ حضرت صلعم نے ابوبکرؓ سے فرمایا جبکہ ایک شخص نے اپنا خواب حضرت رسول اللہ صلعم سے آکر بیان کیا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے تو لوگ اُس کو اپنے اوکھلو میں لے تے ہیں (مشارق الانوار حدیث ۱۶۶۵) بعض زیادہ لیتا ہے اور بعض کم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آں حضرت صلعم سے اجازت لیکر یہ تعبیر فرمائی کہ وہ بدلی تو اسلام ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اسی کو آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ بعضی جگہہ تو نے تعبیر ٹھیک کہی اور بعضے مقام پر چوک گیا۔ کیوں کہ آں حضرت صلعم عبداللہ بن عمرؓ کے خواب کی تعبیر میں گھی اور شہد سے مراد توریت اور قرآن فرما چکے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے اس خواب کی تعبیر میں گھی اور شہد دونوں سے قرآن مراد رکھا یہی خطا حضرت ابوبکرؓ سے تعبیر بیان کرنے میں ہوئی کیونکہ ایمان مسلمانوں کا کتبہ ورسلہ پر ہے نہ یہ کہ تنہا قرآن پر۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے اس تعبیر دینے میں خطا یہ ہوئی کہ گھی سے مراد حدیث نہ کہی لیکن یہ صریح غلط فہمی اُن لوگوں کی ہے کیونکہ آں حضرت صلعم نے خود حدیث لکھنے کو بتاکید تمام منع فرمایا تھا دیکھو مشارق الانوار میں حدیث ۶۰۷ متفق علیہ بروایت ابوسعید پس وہ کیونکر قرآن کے برابر درجے میں قرار پاتی اس کے علاوہ قرآن کی طرح کوئی کتاب حدیث کتبہ ورسلہ میں شامل نہیں ہے مگر توریت کا شمار کتبہ ورسلہ میں ہے۔ چنانچہ توریت میں اور اُس سے پیشتر حقتعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے بار بار وعدہ

فرمایا تھا کہ میں تمہیں اُس سرزمین میں لے چلوں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے (خروج ۳ اباب ۵ و ۱۳ باب ۸) اور جب بنی اسرائیل سے نافرمانی کی تب حق تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ اُس سرزمین میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے داخل نہوں گے (گنتی ۱۴ باب ۳۰) اگرچہ بظاہر اُس سرزمین سے مراد ملک کنعان تھا یعنے فرمان برداری کی حالت میں اُس سرزمین تک پہونچنا اور نافرمانی کی حالت میں اُس سے محروم رکھنا علامت اس کی ہے کہ دودھ اور شہد سے توریت و قرآن کی پیروی علامت فرماں برداری اہل ایمان حق تعالےٰ نے قرار دی تھی تا اہل توریت معلوم کرلیں کہ انجام کار توریت اور قرآن دونوں پر ایمان رکھنے والے مستحق نجات ہوں گے کیونکہ سب الہامی کتابوں کی ابتدا توریت ہے۔

سترواں سبب یہ کہ سورہ مائدہ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

یعنے اے رسول پہونچا جو کچھ اوتارا گیا ہے تیری طرف پروردگار تیرے سے اور اگر نکرے تو پس نہ پہونچایا تونے پیغام اُس کا اور اللہ بچاوے گا تجھکو لوگوں سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو کہہ اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہاں تک کہ نہ قایم کرو توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ اوتارا جاتا ہے طرف تمہارے پروردگار تمہارے سے اور البتہ زیادہ کرے گا بہتوں کو ان میں سے جو اُتارا گیا ہو طرف تیری رب تیرے سے سرکشی اور کفر پس مت غم کھا اوپر قوم کافروں کے۔

(مائدہ رکوع ۱۰)

شاہ عبد القادر صاحب اسی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کو صاف گمراہ کہو اگرچہ وہ ناراض ہوں تم کچھ پروانہ کرو اور یہ اُس وقت میں ہے جب کہ اہل کتاب کی طرف سے اسلام پر کوئی اعتراض نہ کیا گیا ہو اور جبکہ سیکڑوں کتابیں اہل کتاب کی طرف سے اسلام کو بے اصل ثابت کرنے میں مشتہر ہو چکی ہوں اور حکومت کی طرف سے کوئی خطرہ جان و آبرو کا نہو باوجود اس کے فقط اپنی چار رکعت نماز

پر اکتفا کرنا صداقت ایمان کے واسطے کب بکار آمد ہو سکتا ہے اگرچہ اسلام کا حق تو مسلمانوں کے ذمہ یہ ہے کہ وہ خطرے کے وقت میں بھی اُس کی ترقی میں کوشش کریں پھر یہ تو غور کرو کہ قرآن میں سوا اس ضرورت کے اور بھی کہیں خدا نے فرمایا ہے

وَاِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ | یعنی اگر یہ نہ کیا تو کچھ بھی رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

پھر تمہارا فقط نماز و روزہ یا مجلسیں اور وظیفہ خانیاں کیا کام آسکتی ہیں اور اس کے لئے کئی باتیں لحاظ کرنے کے لایق ہیں۔ پہلے یہ کہ اپنی دنیاوی غرضوں میں ہر انسان یگانہ و بیگانہ کے پاس کس قدر خوشامد اور محنت کرتا ہے پس دینی غرض کے لئے جو کہ دراصل خدا کا کام ہے زیادہ تر کوشش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ موافق کو سمجھانے کی بہ نسبت مخالف کو سمجھانا ذرا مشکل ہے پس جو لوگ کہ ادہر متوجہ نہیں ہوتے اُن کی کم ہمتی ظاہر ہے کہ مشکل کام کرنا نہیں چاہتے۔ تیسرے یہ کہ کسی ایک شخص کو توبہ اور نیکی کی راہ پر لانا ایک مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔ (یعقوب ۵ باب ۲۰) کیوں کہ اس کا نیک راہ پر چلنا اُس مردہ سے جو پھر زندہ ہو کر گمراہی میں اپنا وقت بسر کرے بہتر ہوگا پھر یہ کہ اُس مردے کو بھی تو اپنی زندگی کی حالت میں بالتخصیص یہی درکار تھا یعنے توبہ اور ایمانداری کہ ہر شخص کی زندگی کا حاصل یہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرد غیرت مند وہی ہے جو خدا کے واسطے غیرت مند ہو پس چاہیے کہ جب کسی کو دیکھے کہ یہ خدا اور رسول سے بے خبر ہے تو اس کے خبردار کرنے میں اپنی ساری ہمت صرف کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص اس کام کو پسند نہ کرے وہ سخاوت کے درجہ سے آپ کو گرا ہوا سمجھے کیوں کہ ایسا شخص نہیں چاہتا کہ خدا کی بے پایان رحمت اوروں تک بھی پہونچے۔ چھٹے یہ کہ کوشش کرکے زبان سے سمجھانا جہاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جہاد کے لئے اسباب اور آلات کی حاجت ہے اور اس کے لئے کسی چیز کی حاجت نہیں اُس میں بھاگنے والے کے لئے جہنم ہے اور اس میں اگر مخالف کے کسی سوال کا جواب اُس وقت نہ دے سکو تو ایمان جانے کا خطرہ نہیں ہے وہ غیر کے ساتھ جہاد ہے اور اس میں جان لڑا کر محنت کرنا اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے وہ اعضا اور جوارح کی حرکت ہے اور یہ دل اور جگر کی حرکت ہے اُس میں خلاف عقل کام کیا جاتا ہے یعنے جہاں نکلوا دیں

اور گولیاں بجلی اور مینہ کی طرح پڑ رہی ہوں وہاں جانے کے لئے عقل مصلحت اندیش مقتضی نہیں ہو سکتی اور اس میں سراسر عقل ہی کے مطابق کام کیا جاتا ہے بلکہ جس قدر زیادہ عقل کی موافقت ہو کام اچھا بنے پھر یہ کہ خدا نے لوح و قلم بنایا نہ یہ کہ تیغ و سپر کو بنایا سب انبیاء علیہم السلام پر کتابیں نازل کیں اور تلوار کسی پر نازل نہیں کی۔ سب کو ایمان لانا کتاب پر فرض ہوا نہ یہ کہ تلوار پر۔ مردہ زندہ کرنا معجزۂ انبیاء ہے اور تلوار سے مار ڈالنا ہر نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ کتاب سے نصیحت کرنے میں کوئی شرط مقدم نہیں ہے اور تلوار چلانے کے لئے کتنی شرطیں مقدم ہیں مثلاً ہدایت اور مباہلہ اور جزیہ وغیرہ۔ کتاب پیش کرنے سے پہلے تلوار چلانا ظلم ہے اور تلوار چلانے سے بیشتر کتاب پیش کرنا انصاف ہے۔ تلوار کی خواہش مخلوق کو نیست کرنا ہے اور کتاب کی خواہش اہل علم سے دنیا کا آباد ہونا۔ تلوار گویا کو خاموش بناتی ہے اور کتاب خاموش کو گویا بناتی ہے۔ کتاب سے ساری صنعتیں دنیا میں ایجاد ہوئیں اور تلوار سے بڑے بڑے صنعت گر دنیا سے معدوم ہوئے۔ کتاب نے بڑے بڑے ناقصوں کو کامل بنایا اور تلوار نے بڑے بڑے کاملوں کو ناقص کر دکھایا کتاب بدوں کو نیک بناتی ہے اور تلوار نیک و بد دونوں کا خون بہاتی ہے۔ کتاب[1] پکار رہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد کو پہچانو۔ اور تلوار پکار رہی ہے کہ حق اللہ

---

[1] اب کہ اہل اسلام کی کثرت ہے ہر شخص اگر صرف زبان اور قلم سے اسلام کی فضیلت ظاہر کرے اور اپنے مال سے اس قسم کی کتابیں چھپوائے یا اپنی طرف سے اس طرح کے واعظ مقرر کرے تو تمام جہان خدا اور رسول سے واقف ہو سکتا ہے اس کے سوا قرآن بیسیوں زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے چھاپے خانے کثرت سے جاری ہیں توریت و انجیل کا جن میں اسلام کے فضائل مرقوم ہیں قریب ڈھائی سو زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے ملکوں میں ہر طرف امن کی صورت نظر آتی ہے باوجود اس سامان عظیم کے کیا ضرور ہے کہ صرف جہاد پر اشاعت مذہب کا مدار رکھا جائے فرمایا رسول اللہ صلعم نے اھجوا قریشا فانہ اشد علیھم من رشق النبل رواہ مسلم۔ یعنی مسلم میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفار قریش کی ہجو کرو اسواسطے کہ قریش پر ہجو تیر مارنے سے بھی سخت تر ہے۔ (مشارق الانوار حدیث ۱۸۹۱) پس دین اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو قائل اور لاجواب کرنا اور ایسے کام میں دل و جان سے مصروف رہنا جہاد اکبر ہے۔ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ کیونکہ یہ امر نفس پر نہایت شاق ہے اسوجہ سے کہ اسمیں نہ لوٹ کی طمع ہے نہ کسی پر اپنا غصہ نکالنے کا موقع نہ سزا دینے کا سامان یعنی آلات حرب میں سے کوئی شے پاس نہیں ہوتی ہے بلکہ اور لوگوں کی سیکڑوں سخت سست باتیں سننی پڑتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے نہ سپاہ گری کا رعب بلکہ مسکینی اور درویشی کی حالت زیادہ تر لوگوں کی نظر میں حقیر بناتی ہے باوجود اسکے تمام مخلوق کی خیر خواہی اور دنیا و دین کی بھلائی کیواسطے دعا اور نصیحت اور دلجوئی میں کوشش کرنی پڑتی ہے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے۔ الصلح خیر (سورہ نساء)

اورحق العباد دونوں سے آنکھ بند کرلو۔کتاب مونس ہر ناتواں ہے۔تلوار دشمن خانماں۔کتاب سے ہمنے پہچانا کہ خدا رگ گردن سے نزدیک تر ہے اور تلوار سے پہچانا کہ ملک الموت رگ گردن سے نزدیک تر ہے۔کتاب مردوں کے نام کو زندہ رکھنے والی ہے اور تلوار زندوں کو مردہ بنانے والی۔کتاب سے خدا کی قدوسی اور پاکی ظاہر ہے تلوار سے مرد کی سفاکی ظاہر ہے۔کتاب کلام جناب باری ہے تلوار آہن گر کی دستکاری ہے۔تلوار کتاب کے زیر حکم ہے اور کتاب تلوار کے زیر حکم نہیں ہے کتاب سے سامان زندگی ہے اور تلوار سے سامان موت۔سارے معاملات دنیا کا انتظام کتاب سے ہے اور سارے معاملات دنیا کا اختتام تلوار سے ہے کتاب انسانوں کے دلوں کو جلابخشنے والی ہے تلوار انسانوں سے جلا پانے والی۔کتاب مثل آب حیات ہے تلوار مثل سودہ الماس۔کتاب ابر رحمت ہے تلوار برق جہانسوز۔کتاب عالموں کی زینت ہے تلوار جاہلوں کی زینت۔کتاب عقل زیادہ کرنے والی ہے تلوار جہل بڑھانے والی۔کتاب دلوں کا نور ہے تلوار آنکھوں کا ناسور۔کتاب ایک دوسرے سے محبت کرنا سکھلاتی ہے اور تلوار ایک دوسرے سے لڑنا اور مرنا اُس میں بالکل قطع تعلق ہوجاتا ہے اور اُس کی تاثیر قیامت تک باقی رہے گی جب تک ایک سے دوسرے کو فیض پہونچتا جائے گا پھر اس زبان سے سمجھانے اور جہاد کرنے میں ایک اور عجیب تفاوت ہے کہ یہاں کتاب ہے اور وہاں تلوار یہاں علم خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہاں جہل کام میں لایا جاتا ہے پس کیا عالم اور جاہل میں کچھ فرق ہی نہیں ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔(زمر رکوع ۱)

ایک اور بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مارنے والے سے جلانے والا بہتر ہوتا ہے۔پس جو لوگ کہ مخالف کو جب جواب نہیں دے سکتے تو اس سے لڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں انکو انسانیت سے گذرا ہوا سمجھنا بلکہ جانور سے نسبت دینا چاہیے کیونکہ جب اُس میں قوت بیانیہ نہیں ہے تو ضرورت اور بے ضرورت وہ صرف پہاڑ کھانا یا سینگ مارنا ہی جانتا ہے ورنہ انسان کے نزدیک کونسا کام ایسا ہے جو زبان سے نہیں ادا ہو سکتا بشرطیکہ اُس فن میں کچھ لیاقت تو

حاصل کی ہو بلکہ جراحۃ اللسان اشد من السنان - ہوتا ہے اگر جہاد کر کے سب کافر
و مشرک قتل کر ڈالے جائیں تو اسلام کن لوگوں میں پھیلے اور مخالف کو مغلوب کر کے جزیہ پر
اکتفا کرنا دلیل اس کی ہے کہ جہاد اسلام شائع کرنے کے واسطے نہیں بلکہ امن قایم کرنے
کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا حق تعالےٰ نے - وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ
لِلّٰهِ ۱ (بقر رکوع ۲۴) خاتم المفسرین شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کے فائدہ میں لکھتے ہیں
کہ لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نکر سکیں اور حکم اللہ کا
جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان
کرنا کیا حاصل انتہےٰ - ہم لوگ مساکین اسلام ہیں ہمیں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے
اسلام کی صداقت اور راست بازی غیروں پر اپنا اثر کرے اور دنیا کی شان و شوکت پر عاقبت
کی خوبیوں کو مقدم سمجھیں غرض یہ کہ زمانۂ حال بلکہ ہر حال میں بہ نسبت اُن کتابوں کے کہ جو اہل
اسلام آپس کی رد و بدل میں لکھتے ہیں ایسی کتابوں کی کہ جو غیروں کے فائدہ کے لئے لکھی جائیں
زیادہ ضرورت ہے کیوں کہ اُن تصنیفوں کا نفع یگانوں ہی تک منتہی ہو جاتا اور ان کا فائدہ یگانوں
اور بیگانوں تک پہونچتا ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

آن یک گلیم خویش بدر میبرد ز موج ۔۔۔ دیں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

ہندوستان میں آج عیسائی مذہب والوں کی طرف سے جو مذہب پھیلانے کے لئے
کوشش ہو رہی ہے اُس سے مسلمانوں کو واقف ہونا چاہیے کہ اس کام کے واسطے عیسائی
۶۰ سائٹھ مشن قایم ہیں اور اُن میں پانسو ۵۰۰ مشنری یعنے ولایتی پادری اور دیسی کتاب سُناتے ہیں
اور اُن کی محنتوں سے ستر لاکھ ہندوستانی عیسائی اب تک موجود ہیں اور اُن میں سے تین لاکھ
ہندوستانی عیسائی صرف مشنریوں کے ساتھ دین عیسائی کے پھیلانے میں سرگرم ہیں بعضے
اُن میں سے انجیل شہروں اور گاؤں میں سناتے ہیں اور بعضے انجیل پڑھاتے ہیں اور سال
سال ایک لاکھ سے زیادہ ہندوستانی لڑکے جو اب تک عیسائی نہیں ہوئے مشن کے
مدرسوں میں انجیل پڑھائے جاتے ہیں اور دو مجلسیں صرف دینی کتابوں کے چھپوانے کے
ہندوستان کے واسطے مقرر ہیں ایک بیبل سوسائٹی کہ جس میں صرف توریت و انجیل غیر

زبانوں میں چھپتی ہے اور دوسری ٹرکٹ سوسائٹی کہ جس میں وہ رسالے اور کتابیں چھپتے ہیں جو اسلام وغیرہ کی تردید میں تصنیف ہوئے جاتے ہیں اور انہیں رسالوں کے چھاپنے کے واسطے جو روپے کہ چندہ سے جمع ہوتے ہیں صرف ایک شہر لندن سے ہر سال ایک کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہوتا ہے اور بیبل سوسائٹی کا خرچ اس سے بہت زیادہ ہے اور پادریوں و رسولوں و مدرسوں کا خرچ اور تنخواہیں یہ سب چندہ سے جاری ہیں اسی طرح ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ جس کو خدا نے جس قدر امکان اور مقدور عطا کیا ہے وہ اسی قدر خدا کے کام میں مصروف ہو اور اپنے دنیاوی مصارف کو اس قدر ترقی نہ دے کہ خدا کے اجلال کے واسطے خرچ کرنے میں مجبور ہے کیونکہ حقتعالی نے مسرف کے حق میں فرمایا ہے

تحقیق بیجا خرچ کرنیوالے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہے شیطان واسطے پروردگار اپنے کے کفر کرنے والا۔ انتہے۔	اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر برابر کوہ احد کے زر نیک کام میں صرف کریں تو وہ اسراف نہیں ہے اور اگر ایک جو باطل میں صرف کریں اسراف ہو (از تفسیر حسینی) پھر یہ کہ

وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورہ مومن رکوع ۵) یعنی اسراف کرنے والے وہی ہیں رہنے والے دوزخ کے

پس جن لوگوں کو کہ ایسے مذہبی خرچ سے انکار ہے ان کا خدا کی راہ میں جان دیدینا بھی ایمان کو ثابت نہیں کرتا کیونکہ مرنا قبول کرتے ہیں مگر خرچ کرنا نہیں قبول کرتے۔

وگر الحمد گوئی صد بخوانند کہ با خوشہ چیں سرگراں میکند بہ از الف رکعت بہر منزلے کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست	بدینارے چو خر در گل بماند خداوند خرمن زیاں میکند باحسانے آسودہ کردن دلے زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ

اِلَى اللهِ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ٥ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِيْمًا وَّخُلُقًا مُّسْتَقِيْمًا وَّاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِىْ وَاِنِّىْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِىْ وَاِنِّىْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِىْ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ٥ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ٥ اٰمِيْن

فصح ثانی

اس میں دو برّے ہیں

برّہ اوّل

خدائے تعالےٰ نے دین اسلام کو کامل کیا ہے چنانچہ فرمایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ٥ (سورہ مائدہ رکوع ۱)	یعنے آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ انتھے۔

آج اس دین کے سوا اور سب دین ناقص ہیں ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور غیر دین والوں کے نبی خاتم الانبیاء نہ تھے چنانچہ حضرت عیسیٰ کے بعد صعود بھی نبوت ختم نہوئی تھی حضرات حواریوں رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اللہ رب العالمین نے سورہ یٰسین رکوع ۲ میں رسالت وپیغمبری کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور انجیل میں اعمال ۱۱ باب ۲۷ و ۲۸ اور ۱۳ باب ۱ و ۲ اور ۱۵ باب ۳۲ اور ۲۱ باب ۱۰ و ۱۱ اول قرنتیوں کا ۱۴ باب ۱ اور ۹ باب ۱ اور ۲ قرنتیوں کا ۱۲ باب ۱۲ گلتیوں کا ۲ باب ۸ اول طمطاؤس ۲ باب ۷ اور ۲ طمطاؤس ۱

ل تفسیر حسینی میں ان حواریوں کے یہ نام لکھے ہیں شمعون الصفا (یعنی پطرس حواری) یحیٰ (یعنی یوحنا) لوقان (یعنی تھوما) اور حبان بھیجے گئے تھے وہ انطاکیہ ہے اور حاشیہ ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ میں ہے یہ شہر انطاکیہ تھا حضرت عیسیٰؑ کے دو یار وہاں پہونچے شہر والوں نے ستایا پھر تیسرا بھی پہونچا یہ تینوں بڑے یار تھے سورہ یٰسین میں ان حواریوں کو جگہہ مرسلوں کا خطاب دیا گیا چنانچہ اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ پھر کہا فَقَالُوْا اِنَّا اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ پھر کہا قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّا اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ جسکا ترجمہ قرآن مترجم مطبع مجتبائی ۱۳۰۰ھ میں رسول ہے اور تفسیر حسینی میں ہے گفتند پیغمبران اور اسی سورہ کے رکوع ۳ میں وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ جسکا ترجمہ ہے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے اور تفسیر حسینی میں بھی یہی ہے

باب ۱۱ میں نبیوں اور رسولوں کا مذکور ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد صعود تھے یعنی حواریوں اور اُن کے سوا بھی یروسلم میں کئی نبی اگبوس وغیرہ اور یہوداہ اور سیلاس کہ وہ بھی نبی تھے۔

اور یہ کہ اگلے انبیاء علیہم السلام نے اپنے بعد دوسرے کے آنے کی خبر دی ہے مگر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لانبی بعدی۔ یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر یہ کہ اہل اسلام سب نبیوں کو مانتے ہیں کیوں کہ دین اسلام کامل ہے اور غیر دین والے کسی نبی کو مانتے اور کسی کو نہیں مانتے ہیں جیسے یہودی حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اور عیسائی حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کو نہیں مانتے ہیں اُن کے حق میں حق تعالیٰ سورہ نساء رکوع ۲۱ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ط	یعنے بالتحقیق جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں میں فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور بعضوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ نکالیں ایک راہ اس کے بیچ میں سے یہی لوگ ہیں کافر سچ مچ۔ انتہے

پس چاہیے کہ مسلمان غیر مذہب والوں کو نصیحت کریں کیونکہ وے کامل دین پر ہیں اور غیر مذہب والے مسلمانوں کو نصیحت نہیں کر سکتے کیونکہ وے ناقص ہیں پھر یہ کہ مسلمانوں کو اس سبب سے کہ قرآن مجید کا نزول باعث نسخ ادیان سابقہ ہوا یہود و نصاریٰ سے بحث و مناظرہ مقتضائے عقیدہ اسلامی ہے لیکن نصاریٰ کو جب کہ توریت و انجیل میں بطلان حقیت اسلام کا کہیں ذکر نہیں مسلمانوں سے بحث اور حجت کرنا محض بیجا اور ناروا ہے ہاں جبکہ کوئی مسلمان اُن سے گفتگو دینی کرے تو صرف اپنے دین کا ثبوت اور اپنی کتاب الہامی کی صحت بیان کرنا چاہیے اور جب ارادہ قبول اسلام کا ہو تو مسلمانوں سے ثبوت اسلام کی دلیلیں دریافت کرنا چاہیے پھر سورہ آل عمران رکوع ۳ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ	یعنی تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئیں لوگوں میں حکم کرتے ہو

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	پسند بات کا اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر

اب چاہیے کہ پہلے پسند بات کرنے کی لیاقت حاصل کریں تاکہ ناپسند باتیں نہ بکیں ایسا نہو کہ تم دوسرے مذہب والوں کے حق میں برا بھلا بکو اور اس کے عوض میں وہ تمہارے خدا اور رسول کو برا کہیں تو گویا تم آپ اس کفر کا باعث[1] ہوئے اور یہ ایسے بدزبانوں کے جہنم میں جانے کا سبب ہوگا۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (سورہ بقر رکوع ۲)	یعنی خبردار ہو تحقیق وہ ہیں فساد کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے (وہ آپکو فسادی)

پس ہر کارے وہر مردے کسی انسان کو ہرگز روا نہیں کہ جس کام سے پہلے واقفکاری حاصل نہ کی ہو اُس میں ہاتھ لگائے کیونکہ ایسے بے وقوفوں کو دیکھ کر مخالفین اسلام سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام کی لیاقت اسی قدر ہے اس لئے ضرور ہے کہ بپاس حرمت اسلام ایسے لوگ بزرگان ورئیسان قوم کی طرف سے ایسی نارواجرأت کرنے سے باز رکھے جائیں تاکہ ان بے وقوفوں کے ساتھ اور لوگ بھی بمخالفت نہی منکر مواخذہ قیامت میں نہ کھینچے جائیں کیونکہ دین اسلام کامل ہے نہ یہ کہ ہر مسلمان کامل ہے۔ اور سورہ بقر رکوع ۱۷ میں حقتعالی فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط	یعنی اسی طرح کیا ہم نے تمکو امت اوسط کہ تم ہو بتانے والے لوگوں پر اور رسول تم پر بتلانے والا۔ انتہے

اگرچہ امت اوسط ہونے کے فائدے اور مصلحتیں جو کچھ ہیں اُن کا شمار خدا ہی کو خوب معلوم ہے لیکن اتنا تو ظاہر ہے کہ اوسط درجہ ہر حال میں پسندیدہ ہے کیونکہ مسرف جہنم میں جائیں گے اور بخیل بھی جہنم میں جائیں گے مگر وہ لوگ کہ جو نہ بے کار خرچ کرتے اور نہ ضرورت

---

[1] قال اللہ تعالی جل شانہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ یعنی اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھ انتہی سورہ انعام رکوع ۱۳ ترجمہ شاہ عبد القادر مطبوعہ مطبع حسینی اور حدیث میں آیا ہے کہ بزرگ تر کبائر میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ اپنے والدین کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اُسکے والدین کو گالی دے تو گویا خود اُسنے اپنے والدین کو گالی دی متفق علیہ اور حدیث مشکوۃ باب البر والصلۃ و مالا بدنہ مطبوعہ مطبع نظامی ۱۳۰۰ھ صفحہ ۱۴۲) چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یارسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ

کے وقت بخیل ہو جاتے وہی اوسط درجے میں ہیں یہ زیادتی ایسی ہے جیسے عید کے دن روزہ رکھنا اور کمی ایسی ہے جیسے رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور اِن دونوں باتوں کے سوا جو ہے وہ اوسط حالت ہے یعنے جہاں تک حکم ہے کرے اور جہاں حکم نہیں باز رہے کہ پوری فرماں برداری یہی ہے اور موقع اور بے موقع بکنا اور پوچھنے کے وقت جواب نہ دینا بھی ایسا ہی ہے بہتر یہ ہے کہ بے موقع نہ بکے اور موقع پر چپ بھی نہ رہے اور یہی اوسط حالت ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن   بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

پھر یہ کہ سال کا اوسط موسم بہار اور زندگی کا اوسط جوانی اور مزاج کا اوسط اعتدال اور ہر چیز کا اوسط اُس کی ابتدا اور انتہا سے بہتر ہوتا ہے اور خیر الامور اوسطہا سے مراد یہی ہے

پھر امت اوسط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے رتبے سے زیادہ جانتے ہیں یعنے خدا اور یہودی حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے مرتبہ سے کم سمجھتے ہیں یعنے نبی بھی نہیں جانتے اور مسلمان اوسط درجے میں ہیں یعنے نہ حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے مرتبہ سے کم اور نہ زیادہ سمجھتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف تین مذہب خدا پرست ہیں یعنے یہودی اور عیسائی اور مسلمان اور یہ تینوں ایک ہی خدا کو مانتے ہیں جنکی بابت سورہ عنکبوت رکوع ۵ میں لکھا ہے۔

الھنا والھکم واحد ونحن لہ مسلمون | یعنے ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہے

پس دنیا میں یہودیوں کا شمار مسلمانوں سے کم ہے یعنے کل نوے لاکھ ہیں اور عیسائیوں کا شمار مسلمانوں سے زیادہ ہے یعنی بائیس کروڑ اسّی لاکھ اور مسلمانوں کا شمار اِن دونوں کے درمیان میں ہے یعنے گیارہ کروڑ (از طریق الحیات فارسی مصنفہ پادری فانڈر صاحب مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۴۷ء صفحہ ۸۲) پس ہر حال میں خدا نے مسلمانوں کو اِن دونوں کی نسبت اوسط درجے میں رکھا ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ امت اوسط تو عیسائی ہیں اِس لئے کہ یہود اُن سے پیشتر اور مسلمان اُنکے بعد ہیں تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر دین اسلام کا ظہور پیش از مذہب عیسائی ہوتا اور قرآن

ملہ سورہ عنکبوت رکوع ۵ سیپارہ ۲۱

مجید میں خدا مسلمانوں کو امت اوسط فرماتا تو پیشین گوئی کی کیا فضیلت تھی بلکہ وہ تو صرف تواریخ ہوجاتی
مگر کلام الٰہی کی فضیلت تو اسی میں ہے کہ جو بات امکان بشر سے باہر ہے. جیسے تعین تعداد
اہل مذاہب نے اُس کو امت اوسط یعنے مسلمانوں سے کم و زیادہ شمار میں رکھکر پیشین گوئی کو پورا
کیا اور یہی بات کلام الٰہی کی صداقت میں پاک فہم لوگوں کے لئے کافی ہے دیکھو حضرت عیسیٰ ؑ
کا قول اسی طرح پچھلے پہلے ہوں گے اور پہلے پچھلے ہوں گے کیونکہ بہت سے بلائے گئے
پر برگزیدہ تھوڑے ہیں (متی ۲۰ باب ۱۶) پس ظاہر ہے کہ پچھلے ہونے کے سبب وہ پہلے ہوئے
اگر پچھلے نہوتے تو پہلے کیونکر ہو جاتے پس مسلمان تعین وقت میں پچھلے اور تقرر مراتب میں پہلے
اور عقیدہ اور ایمان وغیرہ میں اوسط ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ شروع میں مسلمان یہودیوں سے بھی کم
تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ اس پیشین گوئی کی فضیلت ظاہر ہوئی کہ جس
وقت اہل اسلام نہایت کم تھے خدا نے یہ کلام فرمایا اور ایک مدت کے بعد اُسے پورا
کر دکھایا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ مسلمان نہ قادر مطلق خدا کی ذات کا انکار کرتے ہیں جیسے کہ دہریے وغیرہ
اور نہ اوسکی وحدانیت میں تثلیث کو شامل کرتے ہیں. جیسے کہ عیسائی۔

چوتھی دلیل یہ کہ ہر ایک نبی اولوالعزم جو کسی نبی اولوالعزم کے بعد آتا ہے تو پہلے سے دوسرے
کی عمر آدھی ہوا کرتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ
صلعم کی اُن کی عمر سے نصف یعنے تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی اس تریسٹھ برس میں پہلا اور پچھلا اور
ستہ رداں یہ تین سال سال کامل نہیں کہلاتے مثلاً پہلا سال شاید آخر ہوا اور پچھلا شروع
ہوا اور حضرت عیسیٰ ؑ کی عمر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی عمر سے آدہی تھی یعنے تینتیس ۳۳ برس اور
یہاں بھی تین سال کا نصف بموجب قاعدہ اول نکال ڈالنا چاہیے پس چونکہ اس شمار مدت
عمر میں حضرت عیسیٰ ؑ کی عمر نصف کے حساب میں حضرت موسیٰ ؑ کی عمر سے تیسری تقسیم میں
شمول پاتی ہے یعنے حضرت موسیٰ ؑ کی مدت عمر کا جو نصف ہے اُس کا نصف حضرت عیسیٰ ؑ
کی عمر ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی عمر حضرت موسیٰ ؑ کی عمر سے دوسری تقسیم میں آتی ہے
پس اس حساب سے بھی اوسط درجہ اسلام کے لئے رہا کہ حضرت رسول خدا صلعم کی عمر

حضرت موسیٰؑ سے کم اور حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ تھی۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی جو شریعت تھی اگرچہ وہی شریعت تینوں خدا پرست مذہبوں کی شریعت ہے لیکن یہودیوں کے واسطے اُس میں شدت ہے جیساکہ خروج واستثناو غیرہ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کے واسطے اس میں تخفیف ہے جیساکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا اور عیسائیوں کے واسطے اُس سے بالکل آزادی ہے جیساکہ انجیل سے ظاہر ہے پرانا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھہ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) پس اسلام کے لئے ہر حال میں اوسط ہی درجہ رہا کہ نہ یہودیوں کی سی پابندی ہے کہ کسی بے گانہ سے ملنا تک جائز نہیں اور نہ عیسائیوں کی سی آزادی ہے کہ خاک روب ہو یا چمار کسی سے بھی پرہیز نہیں۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے۔

اضل اللہ عن الجمعۃ من کان قبلنا فکان للیھود یوم السبت وکان للنصاری یوم الاحد فجاء اللہ بنا فھدانا اللہ لیوم الجمعۃ فجعل الجمعۃ والسبت والاحد وکذلک ھو تبع لنا یوم القیمۃ نحن الاخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیمۃ المقضی لھم بینھم قبل الخلائق رواہ مسلم	مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہکا دیا خدا نے جمعہ سے انکو جو ہم سے پہلے تھے تو یہودیوں کے واسطے ہفتہ کا دن ہوا اور نصاریٰ کے واسطے یکشنبہ کا دن ہوا پھر خدا ہمکو لایا سو خدا نے ہمارے واسطے جمعہ کا دن بتلایا سو خدا نے جمعہ اور ہفتہ اور یکشنبہ بنایا یعنے جمعہ کو مقدم کیا ہفتہ اور یکشنبہ پر اور اسی طرح وہ لوگ ہمارے پس رو ہونگے قیامت کے دن ہم دنیا میں تو پچھلے ہیں اور قیامت میں پہلے ہیں جنکا اول فیصلہ ہوگا سب خلق سے پہلے اور ایک روایت لیوں ہے کہ ہم اُن لوگوں میں مقدم ہیں جن کا فیصلہ سب خلق سے اول ہوگا۔

پس جب کہ مسلمان دنیا میں پچھلے اور قیامت میں پہلے ہیں تو امور دینی میں اوسط آپ ہی ہوئے کیونکہ قیامت میں اول ہونے کا وسیلہ یہی ہے جیساکہ فرمایا حقتعالیٰ نے وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ط پس ہم لوگوں کو توریت و زبور و صحائف انبیاء علیہم السلام اور انجیل پر ایسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیساکہ قرآن پر چنانچہ

سورہ عنکبوت رکوع ۵ میں ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

یعنے اور نہ جھگڑا کرو اہل کتاب کیساتھ مگر اسطرح پر جو بہتر ہو بجز اُن لوگوں کے جنہوں نے بدی کی ہے اور کہو کہ ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اُس پر جو تم پر نازل ہوئی خدا ہمارا اور تمہارا ایک ہے اور ہم سب اُسی کے حکم پر ہیں۔ انتہےٰ۔

تفسیر حسینی میں اُنْزِلَ کے معنے لکھے ہیں وانچہ فرد فرستادہ اند بشما یعنی توریت وزبور وانجیل۔ اور حاشیہ ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ میں لکھا ہے کہ مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب اول کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے اُن کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے اُن کی بات کاٹو نرمی سے بات واجبی سمجھاؤ مگر جو اُن میں بے انصافی پر آوے اُس کو سزا دینی ہے۔ انتہےٰ

یہاں سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام یا توریت وانجیل کو ہرگز بُرا کہنا نچاہیے۔ مگر جو عیسائی کسی مسلمان کے سامنے اسلام کی ہجو یا مسلمانوں کو سخت سست بکے تو تم بھی اُسے بے صبری کی حالت میں ملامت کرلو اور اگر صبر ہو سکے تو اتمام حجت کافی ہے انتقام سے صبر بہتر ہے لیکن خدا کی کتابوں اور خدا کے پیغمبروں کی اہانت اسلام وایمان کے خلاف ہے چنانچہ سورہ نساء رکوع ۲۰ میں ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ○

یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اُتاری اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اُتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اُس کے فرشتوں سے اور اُس کی کتابوں سے اور اُسکے رسولوں سے اور آخر روز سے پس تحقیق وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ انتہے۔

بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر اسطرح ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اثبتوا علی الایمان بذلک ودوموا علیہ وامنوا بہ بقلوبکم کما امنتم بلسانکم او امنوا ایمانا

یعنے ایمان لاؤ خدا پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اُس کتاب پر جو اُس نے پیشتر نازل کی تھی یعنی اُنپر اپنا ایمان مضبوط رکھو اور ہمیشہ اُنہیں پر رہو اور جسطرح اپنی

عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان۔

زبانوں سے اُن پر جمیع ایمان رکھتے ہو اوسیطرح اپنے دلوں سے ایمان رکھو کیونکہ اُن میں سے صرف بعض پر ایمان رکھنا گویا کچھ ایمان نرکھنا ہے

تفسیر حسینی میں والکتب الذی انزل من قبل کی تفسیر یوں لکھی ہے۔ ایمان آوردہ اید از روے تصدیق ایمان آورید بطریق تحقیق انتہے۔ پھر[1] سورہ مومن رکوع ۸ میں حقتعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ○

یعنی جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اوسکو جو بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لیں گے جب طوق ہونگے اُن کی گردنوں میں اور زنجیریں جس سے کھینچے جاویں گے جہنم میں پھر وہ جلائے جاویں گے آگ میں انتہے۔

یہ ہیبت ناک سزا کچھ صرف اُنہیں لوگوں کیواسطے نہیں ہے جو قرآن کا انکار کریں بلکہ اُس کا بھی جو خدا نے بھیجا اپنے پہلے رسولوں کیساتھ

سورہ انعام رکوع ۱۹ میں ہے

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ؏

یعنی پھر ہمنے موسیٰ کو کتاب دی پورا افضل نیکی والے پر اور ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ شاید یہ لوگ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لاویں۔ انتہے۔

تفسیر حسینی میں ہے پس دادیم موسیٰ را توریت براے تمامی کرامت و نعمت ہر کسیکہ نیکو قیام نماید باحکام وے و براے بیان ہر چیزیکہ بکار آید در دین بر سبیل تفصیل و خداوند ہدایت و بخشش شاید کہ بنی اسرائیل بلقاء پروردگار خود و جزاے او ایمان آرند۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ توریت ایسی کامل اور ہدایت اور رحمت ہے تو پھر قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں موجود ہے۔

---

[1] زیراکہ حقتعالے درباب ایمان بکتبہ فرمود۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ (بقر رکوع ۱۰) ودرباب ایمان برسل حق تعالے فرمود۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (بقر ع ۱۶) اور سورہ نسا رکوع ۲۱ میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

یعنی اور یہ کتاب مبارک (یعنی قرآن) ہم نے نازل کی پس اسکو مانو اور خدا سے ڈرو شاید کہ تمپر رحم کیا جائے شاید تم کہنے کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی اور ہم اُسکے پڑھنے سے ناواقف تھے یا شاید تم یہ کہنے کہ اگر کتاب ہمپر نازل ہوتی تو ہم ضرور ان سے بھی زیادہ اُسکی ہدایت مانتے پس تمہارے رب سے صاف بیان اور ہدایت اور رحمت تمہارے پاس آ پہنچی انتہے۔

اور سورۂ احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

یعنی اس سے پہلے کتاب موسیٰ امام و رحمت ہے اور یہ کتاب (یعنے قرآن) زبان عربی میں اُسکی تصدیق کرتی ہے تاکہ متنبہ کرے اُن لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں اور خوشخبری واسطے احسان کرنیوالوں کے۔ انتہے۔

یہ آیت بھی آیت گذشتہ کی مانند ہے بخاری

عن ابی ہریرۃ قال کان اہل کتاب یقرؤن التورٰتہ بالعبرانیۃ ویفسرونہا بالعربیۃ لاہل الاسلام فقال رسول اللہ صلعم لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم و قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون

بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ یہودی عبرانی میں توریت پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لئے عربی میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے مگر مسلمانوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ مطلب صحیح ہے یا نہیں اسلئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو نہ سچا بتاؤ نہ جھٹلاؤ اور تم کہو ہمنے یقین کیا اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحاق و یعقوب اور اُنکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے پروردگار سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں اُن سب

لہ سورۂ شوریٰ رکوع ۲) شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ کبر علی المشرکین ما تدعوہم الیہ۔ یعنی راہ ڈالدی تم کو دین میں وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہدیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قایم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُسمیں بھاری پڑتا ہے شرک والونکو جسطرف تو بلاتا ہے۔

سلہ اسی وجہ سے درمختار صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت اور انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن میں وہی مضامین ہیں جو توریت و انجیل میں ہیں تو یہودیوں کو بعد قبول دین اسلام توریت سے اور اسیطرح نصاریٰ کو انجیل سے نماز پڑھنا منافی اسلام نہوگا۔

من رّبهم لا نفرق بین احد منہم ونحن له مسلمون	اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں انتہے۔

اب بعض وہ آیتیں جو بالکل توارد آیات توریت و انجیل کا ہے قرآن سے لکھنا چاہیے تاکہ مطابقت سب الہامی کتابوں کی ثابت ہو۔ لیکن پیشتر معلوم کرنا چاہیے کہ قصص اور حکایات مندرجہ قرآن مجید چنانچہ ہبوط آدمؑ و حواؑ کا بیان اور چھ دن میں زمین اور آسمان وغیرہ کا پیدا ہونا اور نوحؑ اور طوفان اور ابراہیم اور سارہ اور اسحاق اور لوطا ورصیدا و عمورہ کی تباہی اور موسیٰؑ اور یوسفؑ کی تاریخیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰ مسیح اور اُن کی پیش خبری بزبان جبرائیل اور انکا باکرہ مریم کے حمل میں آنا اور متولد ہونا ان سب امروں میں بلکہ علاوہ ان کے اکثر مقامات توریت و انجیل میں لفظا لفظا مطابقت ہے اُن سب مقاموں کو اگر نقل کروں تو کتاب کا بڑا حجم ہو جائے اس لئے اُن سب قصص کو اور سب احکام شرائع کو جو تمام شرائع قرآن سے بالکل مطابق ہیں مثل احکام جنب و حائضہ و نفسا و احکام حلال و حرام جانوران وغیرہ یہ سب چھوڑ کر صرف چند باتوں کو بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھنا کافی ہوگا۔ سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ط	یعنی اور لکھدیا ہمنے اُن پر اُس میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر انتہے۔

یہ مضمون بعینہٖ خروج ۲۱ باب ۲۳ و ۲۵ میں موجود ہے تفسیر حسینی میں کَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا کی تفسیر یوں لکھی ہے ونوشتیم بر بنی اسرائیل در توریت۔

اور سورہ مائدہ رکوع ۱ میں ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ۔	یعنی حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اوسکے اور گلا گھونٹے۔

اور یہی مضمون سورہ بقر رکوع ۲۱ میں بھی ہے یہ مضمون اعمال ۱۵ باب ۲۰ میں ہے صرف گوشت خنزیر کی جگہ اعمال میں حرام کاری لکھا ہے اور یہ صرف عبارت انجیل کی غلطی ظاہر ہے کیونکہ اس مقام پر حلال و حرام خوراک کا ذکر ہے حرام کاری سے یہاں کیا علاقہ چونکہ انجیل میں تین قسم کے کلام شامل ہیں ایک حضرت عیسیٰ کا کلام اور دوسرے حواریوں کا کلام اور

تیسرے حواریوں کے شاگردوں کا کلام پس یہ آیت حواریوں کے شاگردوں کی تصنیف ہے یعنی لوقا کی جو مصنف کتاب اعمال ہے۔

سورہ فتح رکوع ۴ میں ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ	یعنی یہ ہے صفت اُنکی بیچ توریت کے اور صفت اُنکی بیچ انجیل کے جیسے کھیتی نکالے شاخ اپنی پس قوی کرے اُسکو پس کھڑی ہو جائے اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو

یہ تمثیل پیدایش ۲۶ باب ۱۲ اور متی ۱۳ باب ۸ و ۳۱ و ۳۲ میں موجود ہے

اور سورہ صف رکوع ۱ میں ہے

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ	یعنے اور جس وقت کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسول اللہ کا ہوں طرف تمہاری ماننے والا واسطے اُس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوش خبری دینے والا ساتھ اُس پیغمبر کے کہ آویگا پیچھے میرے نام اُس کا احمد ہے۔

(تفسیر حسینی میں ہے ترجمہ کلام عیسیٰ علی نبینا وعم بریں وجہ است کہ انی ذاهب الی ربی وربکم والفارقلیط جاء معنی فارقلیطا احمد است) اس آیت کا پہلا حصہ متی ۵ باب ۱۷ و ۱۸ میں اور پچھلا حصہ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں ہے

سورہ مائدہ رکوع ۶ میں ہے

مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ	یعنی اُن لوگوں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے اور نہ ایمان لائے دل اُن کے۔

یہ مضمون مرقس ۷ باب ۶ میں ہے۔

سورہ نساء رکوع ۲۲ میں ہے۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ	یعنی سوائے اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہے پیغمبر اللہ کا اور حکم ہے اُسکا ڈالدیا اُسکو طرف مریم کے اور روح ہے اُسکی طرف سے انتہی

یہ مضمون یوحنا ۱ باب ۱۳ و ۱۴ میں موجود ہے۔

سورہ بقر رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

یعنے اور دیئے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اُس کو ساتھ روح پاک کے انتہےٰ۔

یہ مضمون لوقا ۴ باب ۴۰ میں ہے اور مسیح کے معجزوں کا ذکر انجیل میں اکثر جگہ ہے۔

سورہ نساء رکوع ۲۱ میں ہے

وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ

یعنی اور بسبب لینے اُنکے کے سود کو اور تحقیق منع کیے گئے اُس سے انتہیٰ

تفسیر حسینی میں ہے۔ وحالانکہ نہی کردہ شدہ اند از اخذ ربا در توریت انتہےٰ۔ پس توریت میں یہ ممانعت احبار ۲۵ باب ۲۷ و ۳۶ و ۳۷ یرمیاہ ۱۵ باب ۱۰ میں ہے۔

سورہ احقاف رکوع ۲ میں ہے

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

یعنی اور جس دن روبرو لائے جائیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور آگ کے کہا جاوے گا لیگئے تم نیکیاں اپنی بیچ زندگانی دنیا کے اور فائدہ اُٹھایا تم نے ساتھ اُنکے پس آج جزا دیے جاؤ گے عذاب رسوائی کا بسبب اسکے کہ تھے تم تکبر کرتے بیچ زمین کے ساتھ ناحق کے اور بسبب اسکے کہ تھے تم فسق کرتے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۵ میں موجود ہے

سورہ اعراف رکوع ۶ میں ہے

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ

یعنے اور پکاریں گے رہنے والے آگ کے رہنے والے بہشت کو یہ کہ ڈالو اوپر ہمارے پانی سے انتہے۔

یہ مضمون لوقا ۱۶ باب ۲۴ میں ہے

سورہ رعد رکوع ۱ سورہ ہود رکوع ۱ سورہ اعراف رکوع ۷ میں ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

یعنی پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے

دیکھو خروج ۳۱ باب ۱۷

سورہ بقر رکوع ۴ سورہ آل عمران رکوع ۵ و سورہ مومن رکوع ۶ میں ہے

کُنْ فَیَکُوْنُ

یعنے ہو پس ہو جاتا ہے۔

یہ ۳۳ زبور ۹ میں ہے

سورۂ حدید رکوع ۲ میں ہے

کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ط

یعنی مانند مینھ کے کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنیوالونکو اُگنا اُس کا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہوگیا پھر ہو جاتا ہے روندن انتہی

یہ مضمون ۹۰ زبور ۵ و ۶ میں ہے

سورۂ رحمن بالکل ۱۳۶ زبور کے طرز کلام کی نقل ہے۔

یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ (سورہ فتح رکوع ۲ جزو ۲۶) یہی مضمون مرقس ۷ باب ۶ میں ہے اور اسی طرح متی ۱۵ باب ۸ اور یسعیاہ ۲۹ باب ۱۳ اور حزقیل ۳۳ باب ۳۱ میں بھی ہے

سورۂ اعراف رکوع ۴ میں ہے

لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ط

یعنے نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ داخل ہوجائے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے۔

یہ مضمون لوقا ۱۸ باب ۲۵ میں ہے

سورۂ یونس رکوع ۱۰ میں ہے۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللہِ

یعنے اور کسی جی کو نہیں ملتا کہ ایمان لاوے مگر اللہ کے حکم سے۔

یہ مضمون اول قرنیتون کے ۱۲ باب ۳ متی ۱۶ باب ۱۷ میں ہے

سورۂ توبہ رکوع ۱۵ میں ہے

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ

یعنی نہیں پہونچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے

یہ مضمون اول یوحنا ۵ باب ۱۶ اور متی ۱۲ باب ۳۱ میں ہے۔

سورۂ کہف رکوع ۴ میں ہے

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللہُ

اور نہ کہو کسی کام کو کہ میں کرونگا کل مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

یہ مضمون یعقوب ۴ باب ۱۳ و ۱۵ میں ہے۔

سورۂ بقر رکوع ۳۶ دیکھو متی ۱۳ باب ۸۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

سورہ نور رکوع ۸ جزو ۱۸) دیکھو متی ۱۰ باب ۱۲

فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ

سورہ مریم رکوع ۱ جزو ۱۶ میں ہے

بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۱

سورہ انفال رکوع ۵ میں ہے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ۔ یہ مضمون بعینہ متی ۱۲ باب ۳۰ میں ہے

سورہ ہود رکوع ۱ میں ہے (پیدایش ۱ باب ۲)

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ | یعنے تھا عرش اُس کا اوپر پانی کے

سورہ یٰسٓ۔ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ ۱۲۳ زبور ۳ و ۴۔

سورہ حدید رکوع ۱ میں ہے

وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اور وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

اول قرنتیوں کا ۱۰ باب ۲۷ زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے

سورہ نور رکوع ۵ میں ہے

اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

یہ مضمون کتاب زکریا ۴ باب ۱ و ۳ میں ہے۔

سورہ اعراف رکوع ۲۲ میں ہے

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ (متی ۱۳ باب ۱۳)

اب چند احادیث بھی نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید القوم خادمہم۔ (از چہل حدیث مجمعہ شاہ ولی اللہ صاحب) متی ۲۳ باب ۱۱ میں ہے جو تم میں بڑا ہے تمہارا خادم ہوگا۔

۲ قال رسول اللہ صلعم ان تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لہم ما تکرہ لنفسک (از وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشمولہ مالابدمنہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۶۳) ومشارق الانوار حدیث نمبر ۶۴۴ و ۱۵۴۰ متی ۲۲ باب ۳۹ اور ۷ باب ۱۲ اور احبار ۱۹ باب ۱۸ میں دیکھو ومشکوۃ کتاب الایمان فصل ثالث۔

۳ ایضاً ورجل تصدق بصدقۃ فلم تعلم شمالہ بما صنعت یمینہ (از صحیحین بروایت ابوہریرہؓ ومنبہات ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی بار سوم ۱۲۸۲ھ) دیکھو متی ۶ باب ۳ ومشارق الانوار حدیث ۱۵۲۸

۴ ایضاً عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللہ صلعم نہی عن ثمن الکلب ومہر البغی وحلوان الکاہن (صحیحین وچہل حدیث مطبوعہ مطبع ناصری دہلی ۱۲۸۲ھ صفحہ ۹) دیکھو استثناء ۲۳ باب ۱۸ ومشارق الانوار حدیث ۲۰۳۸۔

۵ ایضاً الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ (از جامع التفاسیر صفحہ ۷۱) دیکھو رومیوں کا ۱۰ باب ۱۰۔

۶ ایضاً حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ دیکھو اول طاؤس ۶ باب ۱۰

۷ ایضاً سبقت رحمتی علی غضبی (کذا فی المشکوۃ) حدیث قدسی دیکھو خط یعقوب ۲ باب ۱۳

۸ ایضاً ان رحمتی سبقت غضبی (متفق علیہ) وخیر المواعظ جلد ثانی باب بدء الخلق صفحہ ۲۳۴

۹ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم فان اللہ خلق آدم علی صورتہ متفق علیہ مشکوۃ کتاب القصاص باب ما لا یضمن من الجنایات آخر فصل اول اسی طرح پیدائش ۱ باب ۲۷ میں ہے

۱۰ ایضاً من رانی فقد رای الحق۔ دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۹۔

۱۱ ایضاً اعددت لعبادی الصلحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین۔ (متفق علیہ) یعنی طیار کیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں کہ نہ کسی آنکھ نے ان کی

ذات کو دیکھا اور نہ کسی کان نے اُن کی صفات کو سنا اور نہ گذری ماہیت اُن کی کسی آدمی کے دل پر پس پڑھو اگر چاہو تم یعنے تحقیق اور تصدیق اُسکی میں اس آیت کو پس نہیں جانتا کوئی نفس اس چیز کو کہ پوشیدہ کی گئی ہے رکھی گئی ہے واسطے شب بیداروں اور مال خرچ کرنے والوں کے قسم اُس چیز سے کہ سبب خنکی آنکھ اُن کے کی ہے (از جامع التفاسیر مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ صفحہ ۵۵۷) دیکھو یسعیاہ ۶۴ باب ۴ و اول قرنیتون کا ۲ باب ۹ و

مشارق الانوار حدیث ۲۱۵۷۔

۱۴ ابوہریرہ رضہ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلٰی اِبْنِ اٰدَمَ حَظَّہٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَھِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ اَوْ یُکَذِّبُہٗ۔ (متفق علیہ)

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ خدا نے آدمی کیواسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پاوے گا سو آنکھ کی حرام کاری بے گانی عورت کو دیکھنا اور زبان کی حرام کاری اُس سے شہوت سے بات کرنا اور جی کی حرام کاری آرزو کرنا اور چاہنا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اُس نے بھی حرام کاری کی یا کبھی اُس کو جھوٹا کر دیتی ہے جو اُس نے حرام کاری نہ کی (مشارق الانوار حدیث ۲۷۴)

متی ۵ باب ۲۸۔

۱۵ انس مَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا وَجَبَتْ لَہُ النَّارُ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔

از مشارق الانوار حدیث نمبر ۷ صحیح مسلم میں انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس کو تم نے بھلا کہا اُس کو بہشت واجب ہوئی اور جس کو تم نے بُرا کہا دوزخ اُس کو واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین میں ۳ بار اس حدیث کا پہلا حصہ متی ۱۶ باب ۱۹ و ۱۸ باب ۱۸ و یوحنا ۲۰ باب ۲۳۔ اور پچھلا حصہ یوحنا ۱۵ باب ۲۷ میں ہے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا

مسلم ابوھریرۃ یَابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْعُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا اِنَّکَ لَوْسَقَیْتَہٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماوے گا قیامت میں کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پوچھا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک پالنے والا ہے یعنی بیمار ہونا مخلوق کی شان ہے خالق کو بیماری سے کیا نسبت خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اگر تو اُس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھکو اُس کے پاس پاتا یعنے میری رحمت اور ثواب کو پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ کھلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو کھانا کھلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا مالک ہے خدا فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ میرے فلانے بندہ نے تجھسے کھانا مانگا تھا سو تو نے اُس کو نہ کھلایا تجھکو معلوم نہ تھا کہ اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا اے آدم کے بیٹے میں نے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھکو نہ پلایا بندہ کہیگا اے میرے رب میں تجھ کو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا ہے خدا فرماوے گا کہ میرے فلانے بندے نے تجھسے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا ہاں جان رکھ اگر تو اُس کو پانی پلاتا تو اُس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ متی ۲۵ باب ۴۱ و ۴۵

اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (متفق علیہ) متی ۶ باب ۱۳ کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔

اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِیْکُمْ قُلْنَا الَّذِیْ لَا یَصْرَعُہٗ الرِّجَالُ قَالَ لَیْسَ بِذٰلِکَ وَلٰکِنَّہُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (رواہ مسلم)

امثال سلیمان ۱۶ باب ۳۲ جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے اور وہ جو اپنی روح پر ضابط ہے اُس سے جو شہر لے لیتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ جل شانہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (مائدہ رکوع ۱۶) یوحنا ۱۷ باب ۱۲ و ۱۳۔

جب تک کہ میں اُن کی ساتھ دنیا میں تھا تب تک میں نے تیرے نام سے اُن کی حفاظت کی بلکہ جنہیں مجھے دیا ہے میں نے اُن کی نگہبانی کی اور میں تجھ پاس آتا ہوں۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ (سورہ نور رکوع ۷) لوقا ۱۲ باب ۳۲

اے چھوٹے جھنڈ مت ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ بادشاہت تمہیں دے۔

وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللؤلؤ والذھب۔ (رواہ ابن ماجۃ و البیہقی فی شعب الایمان از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ۱۳۰۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۲۴)

متی ۷ باب ۶ پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔

قال علیہ السلام مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ متفق علیہ۔

مشارق الانوار حدیث ۱۵ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ۔ دیکھو شموئیل ۷ باب ۵ و ۱۱ و ۲۷ و اول سلاطین ۱۱ باب ۳۸

قال اللہ تعالیٰ اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا۔ (اعراف ع ۵ متی ۲۵ باب ۳۴) الزخرف ع ۷

سارہ ابراہیم کی فرمانبرداری کرتی اور اُسے خداوند کہتی تھی (۱ پطرس ۳ باب ۶) ھذا بعلی شیخا (ہود ع ۷)

ایضا ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ (آل عمران آخر یسعیاہ ۴۵ باب ۱۸)

مسلم ابو ہریرۃ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا

مسلم میں ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ پیدا کرو گے (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۸) دیکھو اول قرنتیوں کا ۱۳ باب خروج ۲۱ باب ۲۶ لے بنی اسرائیل یہ تمہارا خدا ہے۔

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اونتالیس کوڑے تک تعزیر میں مارنا درست ہے
(از مشارق الانوار مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۷ شرح حدیث نمبر ۶۵ یہ بات ۲ قرنیتوں کے ۱۱ باب ۲۴ و استثناء ۲۵ باب ۳ کے بموجب ہے

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانو اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے شام تک (یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم جیسے عصر سے شام تک) اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانو اور مثل یہود ونصارے کی مگر جیسے مثل اُس مرد کی جس نے کام کروایا کارندوں سے سو اُس نے کہا کہ جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک اوسی کو ایک قیراط ملے گا سو کام کیا یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پھر کہا اُس مرد نے کہ جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصارے نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اُس مرد نے کہا کہ جو میرا کام کرے عصر کی نماز سے شام تک اُس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانو سو وے لوگ تم ہو جنہوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو قیراط پر جان رکھو کہ تمہاری مزدوری دونی ہے سو غصہ ہوں گے یہود و نصارے قیامت میں پھر کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم (یعنے یہ عجب کہ کام بہت مزدوری کم) خدا فرماوے گا کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا (یعنے جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اُس سے کچھ کم دیا) کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اُس سے کم نہیں ملا خدا فرمائے گا سو یہ تو یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اُس کو دوں انتہے (مشارق الانوار حدیث ۹۶ ۴ دیکھو متی ۲۰ باب ۱ و ۱۶

ف یہ حدیث مشکوٰۃ کی فصل اول باب ثواب ہذہ الامۃ میں بھی ہے

خ ۱۲ ابوھریرۃ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ
صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایماندار نہیں ہونے کا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے بیٹے اور اُس کے باپ سے زیادہ تر پیارا نہو جاؤں (مشارق الانوار حدیث ۱۵۳۹) دیکھو متی ۱۰ باب ۳۷

۱۷ خ ابوہریرۃ لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّ رَبَّکَ اِسْقِ رَبَّکَ وَلَا یَقُلْ عَبْدُ فُلَانٍ رَبِّیْ وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَائِیْ۔

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں نکہا کرے یعنے غلام سے کہ کہانا کھلا اپنے رب کو وضو کروا اپنے رب کو پانی پلا اپنے رب کو اور نہ کوئی غلام یوں کہے کہ فلانا میرا رب ہے اور چاہیے کہ یوں کہے کہ فلانا میرا سید ہے اور مولی ہے یعنی میرا میاں ہے۔ (ازمشارق الانوار حدیث ۷۰۷) دیکھو متی ۲۳ باب ۷ و ۸۔

۱۸ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم خَصْلَتَانِ لَا شَیْئَ اَفْضَلُ مِنْهُمَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالنَّفْعُ لِلْمُسْلِمِیْنَ۔

ازمنبہات احمد بن حجر عسقلانی مطبوعہ مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۷۶ھ صفحہ ۴ و ۵ یہ مضمون مرقس ۱۲ باب ۳۰ و ۳۱ میں ہے۔

۱۹ مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ۔

جو انسانوں پر رحم نکرے خدا اُس پر رحم نکرے گا یعقوب ۲ باب ۱۳ جس نے رحم نہیں کیا اس کا انصاف بے رحمی سے ہوگا۔

۲۰ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ۔ (ازچہل حدیث مجتمعہ شاہ ولی اللہ دھلوی)

یعنے خدا کا حق نمانے گا جس نے انسان کا حق نمانا اول یوحنا ۴ باب ۲۰ میں ہے اگر وہ اپنے بہائی سے جس کو اُس نے دیکھا محبت نہیں رکھتا ہے تو خدا سے جس کو اُس نے نہیں دیکھا کیونکر محبت رکھہ سکتا ہے۔

۲۱ صحیح مسلم میں اور مشکوۃ شریف جلد ۳ کتاب الحدود فصل اول اور مظاہر حق مطبوعہ ۱۲۸۲ھ صفحہ ۲۸۶ میں ایک لمبی حدیث بروایت بُرَیْدَہ ایک عورت کے سنگ سار ہونے کے بیان میں ہے جسے خالد نے کچھ برا کہا تھا اُس حدیث کا آخر یہ ہے۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَهْلًا یَا خَالِدُ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَۃً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَکْسٍ لَغُفِرَ لَہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰی عَلَیْهَا وَدُفِنَتْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

یعنے فرمایا نبی صلعم نے بازرہ اے خالد یعنے وہ بخشی گئی برا نکہہ اُس کو پس قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتھہ میں ہے تحقیق توبہ کی اُس عورت نے ایسی توبہ کہ اگر توبہ کرے اس طرح کی محصول لینے والا تو بخشش کیجاوے گی اُس کی نقل کی یہ مسلم نے انتہے۔

محصول لینے والے سے مراد سخت گنہگار یہ خاص یہودی محاورہ ہے کیونکہ یہودی لوگ جب رومیوں کے ماتحت ہوگئے تو جو یہودی آدمی محصول لینے وغیرہ پر رومیوں کا نوکر ہوکر یہودیوں سے محصول تحصیل کرتا تھا یہودی اوسے سخت گنہگار جانتے تھے دیکھو متی ۸ اباب ۱۷ میں حضرت عیسیٰ کا قول کہ اگر وہ اُن کی نہ مانے تو کلیسیا سے کہہ اگر وہ کلیسیا کو بھی نہ مانے تو اسکو غیر قوموں کے مانند بے دین اور محصول لینے والے کی برابر جان انتہےٰ اور اسی طرح متی ۹ باب ۱۱ اور ۱۱ باب ۱۹ لوقا ۵ باب ۳۰ میں محصول لینے والوں کی مذمت ہے۔

۲۲
ما قل وکفی خیر مما کثر والھی - از چہل حدیث مجتمعہ شاہ ولی اللہؒ ۳۷ زبور ۱۶ میں ہے تھوڑا ساجو صادق کا ہے بہت سے شریروں کے مال اور اسباب سے بہتر ہے۔

اس کے سوا طوفان نوحؑ کے وقت پانی کا تنور سے نکلنا اور قصہ حضرت خضرؑ جس کا ذکر سورہ کہف میں ہے لفظ بلفظ یہودیوں کی حدیث سے لیا ہے۔

چیونٹی کی حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو اور یہ کہ جنات اُن کے اختیار میں تھے سبا کی ملکہ کی بابت بیان پھر سلیمانؑ کی ہیکل تیار ہونے سے ایک برس پہلے وفات اور یہ کہ جنات نے اُس سے فریب کھایا (سورہ سبا آیت ۱۴) یہ سب باتیں یہودیوں کے تالمود میں ہیں۔ حضرت مریمؑ کا قصہ اور عیسیٰ مسیحؑ کا احوال کہ کس طرح وہ ہنڈولنے میں بولا مٹی کی چڑیا بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اُس کے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں ناصریوں کے قصے سے نکالیں - فرشتوں کے پروں کی بابت مردوں کی قبر میں سزا پانے اور قیامت اور پلصراط کی بابت یہ سب باتیں تالمود سے ہیں (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ الہ آباد آرفن پریس ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۰ و ۸۹) اور دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودہیانہ باہتمام پادری ویری صاحب ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۶ - اور اسی طرح اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۱۸۵ میں ہے کہ ان جعلی کتابوں میں انجیل طفولیت مسیح اور انجیل نکودمس اور انجیل یہودا اور پطرس کی دعوت اور اعمال پولس اور تہلکہ مشہور ہیں - وہ بالکل بے اصل کہانی قصوں سے بھرے ہیں مثلاً ہنڈولنے میں مسیح کا بات کرنا اور مٹی کی چڑیا بناکر اس کا اوڑانا بعض باتیں ان میں سے قرآن میں بھی درج ہو گئی ہیں۔

[۲۳] قال رسول اللہ صلعم الزاید فی کتاب اللہ ملعون والناقص منہ ملعون۔
از رسالہ قرارت ورسم خط القرآن مطبوعہ ۱۲۶۱ھ صفحہ ۶ یہی مضمون مکاشفات ۲۲ باب ۱۸و۱۹ میں ہے
[۲۴] وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوھر واللؤلؤ والذھب رواہ ابن ماجہ۔
از مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ۱۲۸۹ھ کتاب العلم فصل ثانی صفحہ ۲۲ (یہی مضمون متی ۷ باب ۶ میں ہے)
[۲۵] من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔ امثال ۲۶ باب ۲۷ و ۲۸ باب ۱۰ واعظ ۱۰ باب ۸ و ۷ زبور ۱۵۔
[۲۶] اَکْثَرُ اَعْمَارِ اُمَّتِیْ بَیْنَ السِّتِّیْنَ وَالسَّبْعِیْنَ۔ یہی مضمون ۹۰ زبور ۱۰ میں ہے
[۲۷] متفق علیہ سَھْلُ بْنُ سَعْدٍ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ۔ بخاری اور مسلم میں سھل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں اعتبار اعمال کا مگر خاتمہ پر (مشارق الانوار حدیث ۷۹۸) جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائے گا۔ (متی ۱۰ باب ۲۲)

اب علماء اسلام نے جو مضامین توریت وانجیل سے انتخاب کر کے اپنی کتابوں میں اور تفسیروں میں نقل کئے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں

تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۸۸و۸۹ میں شاہ عبدالعزیز صاحب دھلوی۔ نے آیۃ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً[۱] کی تفسیر میں انجیل کی چند تمثیلات اس ارادہ سے نقل فرمائی ہیں تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کا قدیم محاورہ یوں ہی ہے یعنی نہ صرف قرآن میں بلکہ انجیل میں بھی کلام الٰہی کا محاورہ یہی ہے چنانچہ۔

قولہ ما ایں مطلب را از کتاب ہائیکہ کلام الٰہی بودنش مسلم الثبوت دیگر

[۱] سورہ بقر رکوع ۳ یعنے تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی مچھر کی۔

اہل[1] ملل ہم ہست ثابت میکنیم مثل انجیل مقدس کہ درآن کتاب بزرگ فرمودہ اند تمثیل ملکوت آسمانی مانند کسے است کہ در مزرعہ خود گندم را کاشت وچون بخواب رفت دشمنی آمد و درمیان گندم زوان بسیارے را افشاندہ رفت چون کشت از زمین برآمد غلامان وخادمان آن شخص دیدند کہ زوان بر گندم غالب است عرض کردند یا سیدنا شما درین مزرعہ گندم صاف وپاک کشتہ بودند این زوان ازکجا پیدا شد اگر بفرمائید این را از میان گندم برکنیم آن شخص فرمود کہ اگر این وقت شما درپے برکندن زوان خواہند افتاد ہمراہ گندم جید نیز بسیار برکندہ خواہد شد بگذارید این ہر دو را تا باہم پرورش یابند تا وقت درو چون وقت درو رسید دروکنندگان را فرمود کہ زوان را از گندم جدا چینید وآن را دستہ دستہ بستہ با آتش بسوزید وگندم پاک را در خرمن کنید ومن تفسیر میکنم برائے شما این تمثیل را آنمرد کہ حنطہ جید را کاشتہ بود ابوالبشر است ومزرعہ او عالم است وگندم پاک وصاف ابنائے ملکوت اند کہ بطاعت خدا عمل مینمایند دشمنے کہ زوان را در میان گندم افشاند ابلیس است وزوان گناہان ومعاصی اند کہ ابلیس آنرا می کارد ودروکنندگان فرشتگان اند کہ تا آمدن اجل نیک وبد را یکسان پرورش می نمایند بوقت رسیدن اجل زوان را از گندم تمیز میدہند بدان را بسوے آتش دوزخ می برند ونیکان را در ملکوت الٰہی می سپارند چون بدان را در آتش دوزخ می برند در انجا می باشند گریہ وزاری وسائیدن دندان ونیکان در راحت می باشند ہر کہ را گوش شنوا باشد پس باید کہ بشنود۔ ومن تمثیلے دیگر برائے شما بیان می کنم بسیار مناسب ملکوت آسمانی است مردے دیگر دانہ از خردل گرفت کہ خوردترین دانہ ہاست وآنرا در مزرعہ خود کاشت چو آن دانہ روئید درخت کلانی شد تا آنکہ کلان ترین درخت ہائے بقول گردید ومرغان از آسمان آمدند ودر شاخ ہائے او آشیانہ کردند ہمین است تمثیل ہدایت ہر کہ بسوئے ہدایت دعوت کند خدا تعالےٰ اجر او را بزرگ سازد وذکر او را بلند گرداند وہر کہ بآن ہدایت مہتدی شود نجات یابد ونیز در انجیل مقدس فرمودند کہ شما مانند غربال مباشید کہ تفتیش از وبرمے آید چنان نشود کہ حکمت از دل شما بیرون رود وکینہ ہا در سینہ ہائے شما باقی ماند ونیز فرمودہ اند کہ اے بندگان خدا شما در فکر ذخیرہ فردا نباشید در حال جانوران نظر کنید کہ لباس صوف وپشم بآنہا دادہ اند ورزق آنہا بآنہا میرسد ونہ آنہا میرسید ونہ زراعت میکنند وبعضے از جانوران در شکم

---

[1] یہ ہم کا لفظ ثابت کرتا ہے کہ اہل اسلام کی طرح اہل انجیل بھی اُسے کلام الٰہی جانتے ہیں اور فتح العزیز میں شروع سورہ بقر کی تفسیر مطبوعہ ۱۲۷۸ھ صفحہ ۵۲ کے آخر میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں قولہ کتب الٰہیہ کہ قبل ازان بودہ اند ونیز وطوائف انام وحی بودن آنہا مسلم الثبوت است تصدیق آن (یعنے قرآن مجید) کردہ اند۔

سنگ و در جوف چوب مے باشند کیست کہ آنجا لباس و رزق بآنہا رساند مگر خدائے تعالیٰ آیا نے فہمید و نیز فرمودہ اند زنبوران را برنخیزانید از جاہائے خود پس خواہند گزید شما را این چنین با بیوقوفان و بیعقلان مخاطبہ نکنید تا دشنام ندہند انتہےٰ۔ (از تفسیر فتح العزیز مطبوعہ مطبع افضل المطابع ۱۲۷۹؁ھ صفحہ ۸۸ و ۸۹) چونکہ یہ تفسیر شاہ عبد العزیز صاحب نے مسلمانوں کے واسطے لکھی ہے نہ یہ کہ کسی یہود و نصارےٰ کے واسطے اور اس میں انجیل کے ورق کے ورق نقل کیے تو جو لوگ کہ یہود و نصاریٰ سے بحث و مناظرہ کا پیشہ اختیار کریں اور خدا اور رسول کے واسطے مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہوں اونہیں کسقدر زیادہ توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے اور کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ شاہ عبد العزیز صاحب کی انجیل جو کہ ۱۲۰۸؁ھ میں تھی اَور تھی اور اب کی انجیل اور ہے چنانچہ یہ سب تمثیلات انجیل متی میں موجود ہیں۔

جامع التفاسیر مصنفہ مولوی قطب الدین صاحب دھلوی مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۳؁ھ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ کہا حسن بصریؒ نے کہ تھے ایوب جب پہونچتی اُن کو مصیبت کہتے یا اللہ تو نے لے لی نعمت اور تو ہی نے دی تھی جب تک باقی ہے میری جان حمد کروں گا میں اوپر اچھی نعمتوں تیری کے۔ انتہےٰ یہی مضمون کتاب ایوب کے اول باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں موجود ہے۔

اور کتاب شواہد النبوۃ مطبوعہ عمدۃ المطابع دھلی ۱۲۷۱؁ھ میں مولانا عبد الرحمٰن جامی نے بہت سی پیشین گوئیاں توریت و انجیل سے بحق حضرت نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نقل کی ہیں (صفحہ ۱۱) ازان جملہ آنست کہ در جزو ثانی از سفر خامس توریت سبعین کہ ہفتاد کس[۲] از احبار بر صحت آن اتفاق نمودہ اند آیتے است کہ ترجمہ آن بعربی بدین عبارت است۔

الی مقیم لہم نبیا من بنی اخواتہم مثلک و اجری قولی فیہ و یقول ما امرہ بہ و الرجل الذی لا یقبل قول النبی الذی یتکلم باسمی فانی انتقم منہ۔

---

[۱] از دیباچہ تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹؁ھ صفحہ ۳ ۱۲ [۲] یہ ترجمہ سپٹوا جنٹ سے مراد ہے کیونکہ ابو الفدا نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ میرے زمانہ میں توریت کا کوئی ترجمہ عربی نہیں ہے اور ابتدائے عالم کا حال سوائے توریت کے اور کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا پس ایک عبرانی داں کے پاس تین توریتیں عبرانی و سامری و سپٹوا جنٹ میں نے جمع کر دیں اور اُسکے بتانے کے موافق تواریخ میں لکھا اور یہ ابو الفدا مورخ چودھویں صدی عیسوی میں تھا۔ ۱۲

خدا تعالیٰ باموسے خطاب مے کند کہ ہر آئینہ من بپا کنم یعنی برانگیزانم از برائے بنی اسرائیل پیغمبرے از پسران و برادران ایشان کہ آن پیغمبر مثل تو باشد و روان گردانیم قول خود را در وے و بر زبان وے وے بگوید انچہ وے را بآن فرمایم و ہر کہ قبول نکند قول آن پیغمبر را کہ بنام من گویا باشد ہر آئینہ از وے انتقام کشم انتہے۔ اور شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲ میں ہے قولہ در انجیل آمدہ است حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام انی ما جئت لتبدیل شرع موسیٰ بل تکمیلہ (دیکھو متی ۵ باب ۱۷) و از انجملہ آنست کہ در جزو آخر کہ توریت بآن تمام مے شود آیتے ست کہ ترجمہ آن بعربی این می شود۔

جاء اللہ من سینا و اشرف علی ساعیر و استعین من جبال فاران۔

اور اسی طرح مولانا جامی صاحب نے بہت سی آیتیں توریت و انجیل کی رسول اللہ صلعم کی بابت پیشین گوئیاں نقل کی ہیں شواہد النبوۃ صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۳ تک دیکھنا چاہیے در مختار مطبوعہ ۱۲۸۰ھ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو توریت و انجیل سے نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ ذکر ہو نہ یہ کہ اخبار انتہے حالانکہ قرآن مجید میں تمام توریت کا نام ذکر آیا ہے دیکھو سورہ انبیا رکوع ۴ میں یہ آیت ولقد اٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاءً وذکراً الخ

اور سورہ نحل رکوع ۶ میں اہل توریت کو اہل الذکر لکھا ہے اور در مختار صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں ہے کہ حائض اور جنب توریت کو نہ چھوئے انتہے پس مسلمانوں کو توریت کی ایسی عظمت کرنی چاہیے جیسے قرآن کی کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ چنانچہ شام اور مصر کی لڑائیوں میں کئی بار کسی کسی لوٹ میں نسخ جات کتاب مقدس یعنے توریت وغیرہ کے آئے بعض صحابہ وہاں موجود تھے اونہوں نے مسلمانوں کو ان کتابوں کے بیچنے سے منع کیا کہ جس طرح قرآن کی بیع درست نہیں یہ بھی کلام اللہ ہے اس کا بھی بیچنا ہرگز جائز نہیں ہے اس واسطے حکم دیا کہ ان کتابوں کو اہل کتاب کو بطور ہدیہ بلا قیمت دیدو چنانچہ دی گئیں انتہے وحضرت شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۷۹ھ صفحہ ۱۸۲ تحت آیۃ فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ نوشتہ کہ ابن ابی الدنیا من طریق قتادہ عن زرارہ بن اوفی عن مطرف روایت نمودہ کہ من در فتح شہر تستر ہمراہ ابو موسیٰ اشعری حاضر شدم و در آن غنیمت دو دو پٹہ کتان یافتم و یک صندوقچہ خورد کہ در وے کتابے از جنس کتاب اللہ بود یا توریت یا زبور یا انجیل و در لشکر ما مردے اجیر بود از قوم نصاریٰ او گفت کہ این صندوقچہ را بدست من بفروشید کہ قدردان و فہم کنندہ این کتاب

منم واو رانعیم مے گفتند پس مسلمانان مکروہ داشتند کہ بدست او کتاب اللہ را بفروشم آن صندوقچہ
رابدو درم بدست او فروختم و کتاب مذکور را باو ہبہ نمودم قتادہ کہ راوی این قصہ است می گفت کہ ازہمین جا
کراہت فروختن مصاحف ثابت شد زیرا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ و یاران ایشان آن کتاب الٰہی را فروختن
تجویز نکردند انتہیٰ۔ در تفسیر فتح العزیز این بحث درباب فروخت کتب الہامیہ مرقوم است و از منع
کنندگان این فعل حضرت عمرؓ و ابن مسعودؓ و حضرت امام اعظمؒ و سعید بن مسیبؒ و حسن بصریؒ
و عبداللہ بن عمر و غیرہم بلکہ عموماً جمہور اصحاب رسول اللہ صلعم مذکور شدند و اینکہ اول این بدعت
در آخر الزمان امیر معاویہ ابن ابی سفیان رایج شد پس بعد ازان کہ این بدعت را بدعت حسنہ قرار دادہ اند
ازین فتوے حرف خطا و قصور فہم مطالب قرآن اجلہ صحابہ و متقدمین و مجتہدین عائد مے شود و درم
دین تحقیق قدمار اترجیح مے باشد۔

اور تفسیر ابن جریر و ابن ابی حاتم و کتب حدیث مثل طبرانی و بیہقی و مسند امام احمد و عبد بن حمید
میں ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ ایک زمین کی طرف جو کہ یہودیوں کے مدرسہ کے
متصل تھی اُس کی خبر گیری اور حال دریافت کرنے کو جایا کرتے اور اُن کا دستور تھا کہ جب اُس راہ سے
گذر کرتے تو یہودیوں کے مدرسہ میں داخل ہوتے اور اُن سے بعضی نصیحتیں اور حکمتیں توریت
اور اگلی کتابوں کی سُنتے اور تعجب کرتے تھے کہ کتب الٰہیہ آپس میں کس قدر ایک دوسرے
کی تصدیق کرتی ہیں الخ

سورہ رعد رکوع ۵ میں ہے۔
وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اور وے جنکو ہمنے کتاب دی خوش ہوتے ہیں اُسکے سبب سے جو تجھے بھیجی گئی انتہیٰ
جلال الدین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے یَفْرَحُوْنَ بِمُوَافَقَتِہٖ بِمَا عِنْدَھُمْ۔ یعنی وہ خوش ہوتے
ہیں بسبب موافقت کے اُس کے ساتھ جو اُن کے پاس ہے یعنی اپنی کتابوں سے مطابق
ہونے کے باعث۔

رسالہ تمیز الکلام در بیان حلال و حرام مصنفہ مولوی محمد صالح ابو الحسن صاحب لکھنوی مطبوعہ
شعلہ طور کانپور ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے قولہ شافعی نے لکھا ہے کہ جس جانور میں یہ چار شرطیں نہ پائی
جائیں تو اُس کے حکم میں رجوع کیا چاہیے طرف شریعت سابقہ کے جو نزدیک ہو ہماری شریعت

[1] از تفسیر فتح العزیز مطبوعہ ۱۲۶۹ھ صفحہ ۲۰ مطبع حسنی بمبئی

سے. جیسے نصارے انتھے۔

جامع التفاسیر صفحہ ۲۶۶ میں آیۃ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا کی تفسیر میں لکھا ہے قولہ اور بعضوں نے کہاہے کہ معنے اس کے یہ ہیں۔ سل امم من ارسلنا یعنی رسولوں کی امتوں سے کہ وہ یہود و نصارے ہیں پوچھو کہ اُن سے پوچھنا گویا انبیاء سے پوچھنا ہے کہ رسولوں کی کتابوں سے خبر دیں گے انتھے۔

اور جامع التفاسیر میں قصہ حضرت الیاس ؑ صفحہ ۱۹۰ سے صفحہ ۱۹۵ تک مرقوم ہے جو کہ توریت کے مجموعہ میں اول سلاطین ۱۷ باب و ۱۸ باب و ۱۹ باب و ۲۱ باب و ۲ سلاطین ۱ باب میں موجود ہے رسالہ مانعۃ الزنا مصنفہ مولوی قطب الدین خان صاحب مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۷۶ھ صفحہ ۶ میں جو بلعم باعور کا حال لکھاہے یہی حال گنتی ۲۲ باب و ۲۳ باب میں ہے۔

اب علماء اسلام کی رائے توریت وغیرہ پر

امام محمد اسمٰعیل بخاری نے تحریف کی تفسیر یوں کی ہے کہ تحریف کے معنے ہیں بگاڑ دینے کے اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا مگر یہودی اور عیسائی خدا کی کتاب کو اُس کے اصلی اور سچے معنوں سے پھیر کر تحریف کرتے تھے انتھے یہ قول اخیر صحیح بخاری میں ہے

شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور اور کتب مقدسہ کے ترجمہ میں (یعنی تفسیر میں) تحریف کرتے تھے نہ یہ کہ اصل توریت میں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ انتھے۔

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ آیت ۴۱ کی تفسیر کرتے ہیں کہ تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہم نے اوپر بیان کیا کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب بار بار نقل ہو چکی اُس میں تغیر لفظ کا نہیں ہو سکتا۔ انتھے۔

تفسیر در منثور میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ توریت و انجیل جس طرح کہ اُن دونوں کو اللہ نے اوتارا تھا اسی طرح ہیں اُن میں کوئی حرف

بدلا نہیں گیا لیکن یہودی بہکاتے تھے لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویلیں کرنے سے جیساکہ
آجکل کے بعض مسلمان علماء و مشائخ جو قرآن کی ایک آیت کو پکڑ کر الگ الگ تاویل اپنے اپنے
مطلب کے موافق کرتے ہیں اور آپس میں خوب جھگڑتے ہیں اور حالانکہ کتابیں تھیں وہ جنکو
اُنہوں نے اپنے آپ لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے
نہ تھیں مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں اُن میں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا انتہےٰ۔

سورہ بقر رکوع ۹ میں جو یہ آیت ہے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ	یعنی پس وائے اور حال اُن لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے انتہےٰ۔

بیضاوی میں ہے

ولعله اراد به ماكتبوه من التاويلات الزائغة	یعنی اور اس سے شاید وہ مراد ہے جو تاویلات یعنی تفسیریں انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) سزائے زنا کی بابت لکھیں۔ انتہےٰ۔

(شہادت قرآنی فصل ۲ صفحہ ۱۰۲)

اس کے سوا ایسی کتاب کو محرف نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو سرے ہی سے جھوٹی کتاب ہے اُسے
تحریف سے کیا علاقہ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ علماء اسلام کا حسن عقیدت نسبت توریت و انجیل
کی ہے ورنہ تحریف لفظی بلکہ اکثر آیتیں قرآن کی آیتیں ان مقدس کتابوں میں ملائی جانا معتبر علماء اہل کتاب
کے اقوال سے بصحت تمام ثابت ہے جیساکہ تیسرے اور چوتھے کلیسیا میں مرقوم ہوگا باوجود
اس کے مسلمانوں کو توریت و انجیل سے واقف ہونا تاکہ اہل کتاب سے مناظرہ کرسکیں اور اُن
کتابوں کی عظمت سمجھنا تاکہ ایمان جاتا رہے ضرور ہے خاص کر اس واسطے کہ ہمارے پیغمبر صلعم کی
پیشتر سے خبر دینے والے خدا پرستوں میں یہی کتابیں ہیں اس لئے میں نے یہ سب وجوہ
عظمت توریت و انجیل ابتک بیان کردئے خدا میری بھول چوک کو معاف فرمائے اس کے سوا
علماء اسلام اگر توریت وغیرہ کو محرف کہیں تو اس کا نصارےٰ کب یقین کریں جب تک نصرانی
علماء معتبر توریت و انجیل کے تحریف کا اقرار نہ کریں پس یہی اقرار لوح ثانی میں شروع سے موجود ہے
اس جگہ میں نے یہ سب قول مفسرین وغیرہ اُن مسلمانوں کی ترغیب کے واسطے نقل کئے جو سمجھتے
ہیں کہ توریت و انجیل کو آنکھ سے بھی نہ دیکھنا چاہئے اگرچہ الف لیلیٰ وغیرہ پڑھنا ناجائز نہیں ہے نعوذ باللہ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ الخ (سورہ بقر رکوع ۱۴)

جو لوگ کہ دی ہے ہم نے اُنکو کتاب پڑھتے ہیں اُسکو حق پڑھنے اُسکا یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اُسکے پس یہ لوگ وہی ہیں زیان پانے والے انتہٰی۔

اب مثال کے لئے دو ایک مقام اور بیان کروں جس سے معلوم ہوگا کہ اہل اسلام کو یہود و نصارےٰ اور دنیا کی سب قوموں سے بحث و مناظرہ کرنا مقتضائے حمیّت اسلام ہے بلکہ خدا ہی نے مسلمانوں کو مناظرہ کا طرز تعلیم کیا ہے کہ یہود و نصارےٰ کے عقائد کی تردید اور اُن کی کتابوں کے مضامین سکھلائے چنانچہ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ۝

بالتحقیق یہ ہے پہلی کتابوں میں کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کی۔

اب اگر کوئی توریت سے ناواقف ہو تو کیسے کہہ سکے کہ صحف ابراہیم و موسیٰ میں یہی تعلیمیں نجات اور آخرت وغیرہ کی مرقوم ہیں جو قرآن مجید میں ہیں (سورہ اعلےٰ) اس لئے اپنے دعوے کے اعتبار کی غرض سے مسلمانوں کو توریت و انجیل سے واقف ہونا چاہیے

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝

اور بالتحقیق یہ اُترا ہے رب العالمین سے اوتارا روح الامین نے اوپر تیرے دل کے تاکہ تو بھی ایک ڈرانے والا ہو صاف زبان عربی میں اور بالتحقیق یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اور کیا اُن کیواسطے یہ نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علما اُسے جانتے ہیں (سورہ شعرا)

اب اگر پہلوں کے صحیفوں سے ہم واقف نہوں تو کس طرح یہود و نصارےٰ سے کہہ سکیں کہ یہ ہے پہلوں کے صحیفوں میں اِس کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ اُس کا ذکر یا اُس کے معنے کتب متقدمین میں مرقوم ہیں اور کتب کو تو سب جانتے ہیں کہ توریت و انجیل ہے چنانچہ کشاف میں صاف لکھا ہے۔ کالتَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝

بالتحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں اُن صاف باتوں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کیں بعد اس کے کہ ہم کتاب میں ظاہر کر چکے اُن لوگوں کیواسطے انھیں لعنت کریگا اللہ اور لعنت کریں گے لعنت کرنے والے

(سورہ بقر)

اس آیت کا شان نزول ابن اسحاق کی روایت سے سیرت ہشامی میں اس طرح پر ہے کہ معاذ بن جبل اور سعد بن معاذ اور خارجہ بن زید نے بعضے یہودی عالموں سے توریت کی کسی بات کا استفسار کیا لیکن یہود اس کو اُن سے چھپا گئے اور بتلانے سے انکار کیا پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ جو لوگ چھپاتے ہیں الخ اور تفسیر حسینی میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بدرستی کہ آنان از علمائے یہود کہ بجسد یَکْتُمُوْنَ مے پوشند مَآ اَنْزَلْنَا آنچہ فرو فرستادیم مِنَ الْبَیِّنٰتِ از سخنان روشن در توریت وَالْھُدٰی وراہ نمودنی یعنے ہدایت مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ از پس آنکہ بیان کردہ ایم آن ہدے لِلنَّاسِ برائے بنی اسرائیل فِی الْکِتٰبِ در توریت یعنے ما آشکارا ساختیم و ایشان مخفی گردانید ند اب دیکھئے کہ مسلمانوں سے جو یہودیوں نے توریت کو چھپایا تو یہ بات خدا کو ایسی ناپسند معلوم ہوئی کہ اس شدت کے ساتھ اُنپر لعنت کی یہاں سے ظاہر ہے کہ خدا کو توریت سے مسلمانوں کو واقف کرنا کس قدر منظور تھا کہ اسے چھپانیکے سبب یہودیوں پر ایسی سخت لعنت فرمائی اور پھر اسی سورة میں حقتعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ | یہاں بھی یہودیوں کو وہی الزام دیا گیا ہے کہ اونہوں نے غرض دنیاوی کے واسطے اُن شہادتوں کو جو توریت میں دین اسلام اور حضرت رسول اللہ صلعم کی بابت تھیں ظاہر نکیا پس اگر مسلمان توریت کے اُن مضمونوں سے واقف ہو جاتے تو یہودیوں کے چھپانے سے پھر نقصان کیا تھا مگر چونکہ اُس زمانہ میں توریت عربی زبان میں ترجمہ نہوئی تھی (دیکھو تواریخ ابوالفدا جو ساتویں صدی ہجری میں تھا) اس سبب سے اِن باتوں کا اعلان صرف یہودیوں پر ہی منحصر تھا اور جب کہ وہ ایسی باتوں کو چھپاتے تھے تو اللہ جل شانہٗ نے اُن کی اس حرکت سے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ۔

اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○	یعنے وہ آگ کہاویں گے اپنے پیٹ میں اور خدا اُن سے بات نکریگا قیامت کے دن اور نہ پاک کریگا اُن کو اور اُن کے واسطے ہوگا سخت عذاب۔
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ الخ (آل عمران)	اور جب خدا نے اقرار لیا اُن لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ اُس کو بیان کریں بنی آدم سے اور نہ چھپا دیں پس اُنہوں پھینک دیا وہ اقرار اپنی پیٹھ کے پیچھے۔

یہاں بھی وہی الزام ہے جو قرآن میں بار بار توریت وغیرہ کے مضامین چھپانے پر یہودیونکو دیا گیا

لیکن اگر توریت کے مضامین اُس وقت میں مسلمانوں میں مشتہر ہو گئے ہوتے تو پھر یہودیوں کے چھپانے کی شکایت کیا تھی اور اسلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اور کسی تدبیر کی حاجت کیا ہوتی کیونکہ حضرت موسےٰ نے توریت میں بنی اسرائیل سے صاف فرمایا تھا کہ ایک نبی میری مانند ہوگا تم اُس کی سُنیو لیکن اب وہ دن آیا ہے کہ کتابوں کی کثرت اور ہر زبان میں توریت کا ترجمہ ہو جانے کے سبب اسلام کی فضیلت اور حضرت رسول اللہ صلعم کی خبر توریت و انجیل سے ایسی صاف اور واضح بیان ہوتی ہے جو اِس سے پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی غرض اسی طرح الزام توریت چھپانے کی بابت یہودیوں کو بار بار دیا گیا ہے دیکھو سورہ انعام وغیرہ۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا	یعنی پوچھ اُن رسولوں سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا زخرف

پوچھ اُن رسولوں سے یعنی اُن کی امت سے بیضاوی میں لکھا ہے اُن کی امت اور اُن کے علماء دین سے اور کشاف میں ہے کہ یہود و نصاریٰ کی امت سے اب خیال کیجئے کہ اُنسے پوچھنا ازروے توریت و انجیل ہی تھا یا کچھ اُنکی بنائی ہوئی باتوں سے غرض تھی

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ (سورہ یونس)	یعنی پس اگر تو ہے شک میں اُس سے جو اُتارا ہے ہمنے تیری طرف تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھسے پہلے والی۔

چونکہ رسول اللہ صلعم امّی محض تھے کوئی کتاب نہ پڑھ سکتے تھے اور اگر پڑھ سکتے تو توریت عربی زبان میں نتھی بلکہ عبرانی میں تھی اِس سبب سے حکم ہوا کہ پوچھ اُن سے اور جو شخص آپ توریت پڑھ سکتا ہو تو پوچھنے کی بنسبت یہ زیادہ بہتر ہے کہ وہ آپ توریت میں دیکھ لے مگر اب جو لوگ کہ ان آیتوں سے تو انکار نہیں کر سکتے مگر توریت کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے کہ خط کو تو نہیں کھولتے صرف قاصد سے زبانی خبر پوچھتے ہیں یعنے بڑی تسلی کو چھوڑ کر ادنیٰ تسلی کی طرف دوڑتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الخ (سورہ بنی اسرائیل)	یعنی اور بالتحقیق ہمنے موسیٰ کو نو نشانیاں صاف دیں پس پوچھ بنی اسرائیل سے۔

اب دیکھئے کہ ان نشانیوں کا ذکر توریت میں بہت تفصیل کے ساتھ ہے اگر کوئی توریت سے خوب واقف نہو تو کیونکر یہ نو گنوا سکے کیونکہ قرآن مجید میں اسرائیلی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے پس

ضرور ہے کہ انہیں کتابوں سے ثابت کیا جائے پوچھ بنی اسرائیل سے یعنی توریت کے پڑھنے والوں سے ورنہ اُن کی زبانی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسےٰ اُنہیں لوگوں کے درمیان تھے پس انہیں کی کتابوں سے اس کا ثبوت بہت مستحسن ہے اور یہاں بھی وہی بات ہے کہ پوچھ اہل کتاب سے اسی طرح سورہ نحل میں ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	پس پوچھ اہل ذکر (یعنی اہل کتب الٰہی) سے اگر نہیں جانتے ہو۔

اور اسی طرح سورہ انبیاء رکوع ۱ میں بھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آل عمران)	یعنی کیا تو نے نہیں دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے حصہ کتاب میں سے وہ بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کیطرف تاکہ وہ فیصلہ کرے درمیان اُنکے پھر اولٹے پھرے ایک فریق ہٹ کر اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں

تفسیر حسینی میں ہے کہ روزے حضرت رسالت صلعم جمعے از یہود را با سلام دعوت کرد نعمان بن ابی اوفی گفت اے محمدؐ من با تو در حضور علمائے دین خود مناظرہ مے کنم حضرتؐ فرمود کہ آن صحیفہ را از توریت کہ مشتمل بر نعت وصفت من است بیارید و دریں محکمہ آنرا ضم سازید ایشان ازین قول ابا نمودہ آیات توریت را حاضر نکردند حقتعالےٰ فرمودہ کہ ایشان را بتوریت میخوانید ثُمَّ يَتَوَلّٰى پس روے میگردانند گروہے از ایشان کہ روسا یہود اند وایشان اعراض کنندگانند از حق انتہےٰ یہاں سے مناظرہ کا قانون صحیح دانشمندوں کو معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلعم نے یہودیوں سے مناظرہ کے وقت قرآن مجید پیش نہیں کیا کیونکہ وہ اُسے نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں کی کتاب منگوائی اب وہ لوگ جنہیں توریت وانجیل سے واقفکاری نہیں ہے کیونکر اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں ایسی جرأت کر سکتے ہیں اور جو لوگ اس سے بے پروا ہیں ثابت ہے کہ اُنہیں دین اسلام اور خدا اور رسول کے نام کی حمایت سے بھی کچھ غرض نہیں ہے اور فعل رسول اللہ صلعم کو بھی پسند نہیں کرتے۔

برّہ ثانی

بعضے لوگ بے ایمانوں کی اقبال مندی دیکھ کر اپنے دل میں کہتے ہوں گے کہ شاید یہ کچھ نشان مقبولیت کا ہے تو اس کے جواب میں خدا کا کلام تسلی بخشتا ہے کہ

اولم یروا کم اہلکنا قبلہم من قرن مکنٰہم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیہم مدرارا وجعلنا الانہار تجری من تحتہم فاہلکناہم بذنوبہم وانشانا من بعدہم قرنا اٰخرین (سورہ انعام رکوع ۱)

یعنی کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کئے ہمنے پہلے اُن سے قرن سے مقدور دیا تھا ہمنے اُنکو بیچ زمین کے جو کچھ مقدور نہ دیا تھا تمکو اور بھیجا تھا آسمان سے اوپر اونکے برسنے والا اور کیں ہمنے نہریں چلتی ہیں نیچے اُنکے سے پس ہلاک کیا ہمنے اُنکو ساتھ گناہوں اُن کے کے اور پیدا کیا ہمنے پیچھے اُن کے قرن اور۔ انتہی۔

اور بنی اسرائیل کے مراتب سے حقتعالے خبر دیتا ہے کہ۔

فقد اٰتینا اٰل ابراہیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰہم ملکا عظیما

یعنی پس دی ہمنے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور اُنکو دی ہمنے بڑی سلطنت انتہے (سورہ نساء رکوع ۸)

مگر اب یہود کی پست حالی جس حد کو پہونچی ہے وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اڈن برگ ۱۸۴۶ء میں باب دویم حوادثات یہودیان کو دیکھنا چاہئے یہ تو اُن کا دنیا میں حال ہے اور آخرت میں۔

وویل للکافرین من عذاب شدید (سورہ ابراہیم ع ۱)

یعنے اور خرابی ہے منکروں کو ایک سخت عذاب سے۔

الم یاتکم نبؤا الذین من قبلکم قوم نوح وعاد وثمود

یعنے آیا نہیں پہونچی تمکو خبر اُن کی جو پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود انتہے (سورہ ابراہیم رکوع ۱)

ومالنا الا نتوکل علی اللہ وقد ہدٰنا سبلنا ولنصبرن علی ما اٰذیتمونا (سورہ ابراہیم رکوع ۲)

یعنی اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسا نکریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہمکو ہماری راہیں اور ہم صبر کرینگے ایذا پر جو تم ہمکو دیتے ہو۔ انتہے۔

یہ اقبال اور عزت خدا کی رضامندی کا نشان نہیں ہے اور نہ محتاجی خدا کی ناراضی کا نشان ہے بلکہ

چو رخصت از مملکت بربستہ خواہی	گدائی خوشتر است از پادشاہی

خدائے قادر جو حلم کا چشمہ ہے اُس نے ایک دن ٹھہرا رکھا ہے کہ اُس دن صالح و طالح کا انصاف بے رو رعایت کرے گا اگرچہ ممکن تھا کہ وہ ابھی ہر بدکار کو سزائے اعمال دیتا لیکن اس لئے تامل ہے تاکہ توبہ کے لئے ہر گنہگار کو ایام حیات تک فرصت باقی رہے دوسرے یہ کہ عدالت کے دن کا ہر شخص منتظر رہے کیونکہ اگر ابھی ہر ایک کو سزا و جزائے اعمال ملے تو قیامت اور عدالت کا کوئی انتظار نکرے سبحان اللہ۔

زحد بگذشت گو طغیان عدو را	فزدن ترزان ہم استغنا ست او را

وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر چمکاتا اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا ہے (متی ۵ باب ۴۵) اور ایک کو اُس کے ایام حیات تک روزی دیتا اور سب کی خبر لیتا ہے جب حضرت یوسفؑ قید خانہ میں تھے اور فرعون تخت سلطنت پر خواب دیکھ رہا تھا تب خدا حضرت یوسفؑ کے ساتھ تھا کہ خواب کی تعبیر انہیں نے بتائی تھی (پیدایش ۴۱ باب) اور یہی حال بعینہ حضرت دانیالؑ کا بابل کے بادشاہ کے پاس اسیری میں تھا (دانیال ۲ باب) اور جب بنی اسرائیل سخت مصیبتوں میں تھے اور فرعون اونپر ظلم کر رہا تھا اور حضرت موسیٰ پانی میں پڑے تھے تب بھی خدا بنی اسرائیل کے ساتھ تھا کہ فرعون نے جو اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈبوایا تو خدا نے بھی مصریوں کے سارے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف یہی بلکہ مصریوں کو بھی بحر قلزم میں ڈبویا خروج ۱ باب ۲۲ اور ۱۲ باب ۲۹ اور ۱۴ باب ۲۸ پس یہ عین انتظام الٰہی ہے کہ جس طرح مصریوں نے اسرائیلی لڑکوں کو مارا خدا نے بھی مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کیا اور جس طرح مصریوں نے اسرائیلی بچوں کو دریا میں ڈبویا خدا نے بھی مصریوں کو دریا میں ڈبویا اور اسرائیلیوں کے لئے دریا کو سکھایا۔

تعالےٰ اللہ زہے قیوم و دانا	توانائی دہ ہر نا توانان
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز و رمحنت گذاران

قہر کے دن دولت سے کام نہیں نکلتا پر صداقت ہی موت سے نجات دیتی ہے۔ (امثال ۱۱ باب ۴) کسی دولت مند کو قیامت کے دن محتاجوں کی طرح حساب دینے سے چارہ نہیں ہے اور کسی دولت مند نے باوجود اپنے حشمت اور اقتدار کے محتاجوں سے بڑھ کے کسی قدر طول حیات نہیں حاصل کی ہے ہاں کسی کی زندگی اُس کے مال کی زیادتی سے نہیں لوقا ۱۲ باب ۱۵-۲۱- اور کوئی دولت مند نہیں گذرا ہے کہ جس نے محتاجوں کی مانند صرف ایک کفن سے کم قبر میں نہ گذارہ ہو اگر سلطنتیں ہیں تو قایم نہ رہینگی واگر قوتیں ہیں تو زائل ہو جائیں گی جمال کو پائیداری نہیں اور کمال سریع الزوال ہے یاران ہمدم جدا ہو جائیں گے اور مال وبال مال ہے لیکن پانچ باتیں جو خدا اور رسول کے اجلال کے واسطے کہی جائیں

اُن پانچ ہزار سے بہتر ہیں جو اشرفی لفظ ے کر شاہی عدالت میں وکالت کی فصاحت کو ظاہر
کریں تلواریں جگر سے گذر جائیں گی اور آفتیں سر سے فاقے ایام حیات کا شمار گنوائیں گے
اور حوادثات زمانہ پے در پے آئیں گے لیکن اے دل سنبھل کہ خدا کا نام اُن سب ردکنے والی
چیزوں پر غالب آئے گا۔ قادر مطلق پہلوانوں سے کہتا ہے کہ اب جاؤ اور وہ ایک قدم نہیں
ٹھہر سکتے اور بڑے دولت مندوں سے فرماتا ہے کہ رخصت ہو اور وہ ایک دم نہیں ٹھہر سکتے
اگر انسان کی زندگی خدا کے واسطے ہے تو کون خدا کے کام کی تحقیر کر سکتا ہے کہ خداوند یوں کہتا
ہے کہ حکیم اپنی حکمت پر فخر نکرے اور قوت والا اپنی قوت پر فخر نکرے اور مالدار اپنے مال پر
فخر نکرے بلکہ جو فخر کیا چاہتا ہو اس پر فخر کرے کہ مجھے سمجھتا اور جانتا ہے کہ میں خداوند ہوں جو رحمت
اور انصاف اور صداقت زمین پر کرتا ہوں کہ یہ مجھے خوش آتا ہے یرمیاہ ۹ باب ۲۳ و ۲۴
کوئی ہم میں سے اپنے واسطے نہیں جیتا اور کوئی اپنے واسطے نہیں مرتا ہے اگر جیتے ہیں
تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں اس لئے
ہم جیتے مرتے خداوند ہی کے ہیں۔ رومیوں کا ۱۴ باب ۷ و ۸ ہماری محتاجی بڑی دولتمندی
کی خبر دیتی ہے کہ خداوند جسے پیار کرتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے اور ہر ایک بیٹے کو جسے وہ
قبول کرتا ہے پیٹتا ہے (عبرانیوں کا ۱۲ باب ۶) سعادت مند وہ انسان جسے تو اے
خداوند تادیب کرے (۹۴ زبور ۱۲) یعقوب ۱ باب ۱۲ مکاشفات ۳ باب ۱۹ دینداری
تو قناعت کے ساتھ بڑا نفع ہے کیونکہ ہم دنیا میں کچھ نہ لائے اور ظاہر ہے کہ کچھ لیجا
نہیں سکتے۔ پس اگر ہمنے کھانا کپڑا پایا تو ہمارے لئے بس ہے کہ وے جو دولت مند
ہوا چاہتے ہیں سو امتحان اور پھندے میں اور بہت سے بیہودہ اور بُری خواہشوں
میں پڑتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں ڈوبا دیتی ہیں کیونکہ زر کی دوستی
ساری بُرائیوں کی جڑ ہے جس کے بعضے آرزو مند ہو کر ایمان کی راہ سے بھٹک گئے اور آپکو
طرح طرح کے غموں سے چھیدا پر تو اے مرد خدا ان چیزوں سے بھاگ اور راستبازی
دینداری ایمان محبت صبر اور فروتنی کا پیچھا کر انتہے اول طمطاؤس ۶ باب ۶-۱۱- کیونکہ اونٹ
کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا اُس سے آسان ہے کہ کوئی دولت مند خدا کی بادشاہت

میں داخل ہو (لوقا ۱۸ باب ۲۵) انسان کی زندگی کا حاصل نجات یعنے ہمیشہ کی زندگی ہے اور ہلاکت ابدی یعنے جہنم واصل ہونا اس کے برخلاف پس آدمی کو کیا فائدہ ہے اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی جان کھووے (متی ۱۶ باب ۲۶) یعنے نجات سے محروم رہے نعوذ باللہ کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

یعنی اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم یہ کہ ہلاک کریں کسی بستی کو اوڑہا سے از تفسیر حسینی یا حکم کرتے ہیں دولتمندوں اوس کے کو پس نافرمانی کرتے ہیں بیچ اوس کے پس ثابت ہوئی اوپر اوس کے بات عذاب کی پس ہلاک کرتے ہیں ہم ہلاک کرنا۔ انتہے۔

پس چاہیے کہ مسلمان اپنے ان مراتب پر نظر کریں اور ان ٹیڑہی ترچھی قوموں کے درمیان اپنا چال چلن ایسا سیدہا اور آراستہ رکھیں کہ اُن کے سبب سے کوئی دین اسلام کی بدنامی کرنے کا موقع نپاوے۔ تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ اس مولف گنہگار کا بھی سب کے آگے یہ اقرار ہے۔ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

سورہ فرقان کے آخر میں خدا فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۝

لوح ثانی

اس میں کلیسیا تین سے بارہ تک یعنے دس ا

کلیسیا ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الدَّيَّانِ عَظِيمِ الْبُرْهَانِ مُنَزِّلِ التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَاسِخِ الْاَدْیَانِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُرْسِلَ حِیْنَ شَاعَ الْکُفْرُ فِی الْبُلْدَانِ فَدَعَا الْخَلْقَ اِلَی التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ وَاَبْطَلَ الشِّرْکَ وَحَبَائِلَ الطُّغْیَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَادَامَ لَمْعُ الْقَمَرَانِ ٥

یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥

(سورہ آل عمران جزو ۳ رکوع ۱۵ از ہدایت المسلین صفحہ ۶۵)

توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں جبکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں (اعمال ۳ باب ۱۹)

اگرچہ جیسا میں لکھتا ہوں ہر شخص ایماندار ایسا ہی اپنے دل میں سمجھتا ہوگا گو کسی مصلحت سے برملا اس کا اقرار نہ کرسکے کیونکہ میں وہ ہی کہتا ہوں جسپر موافق اور مخالف کا دل گواہی دے اگر بے طرفداری غور کیا جائے تو یہی خیال کرنا چاہیے کہ میں نے یہ کتاب الہام سے نہیں لکھی اور نہ میں کوئی حکیم اور فیلسوف ہوں جو میری عقل اوروں سے بڑھکر ہو۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ ط انعام رکوع ۵	یعنی اور نہیں کہتا میں تم سے کہ نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں اور نہیں جانتا میں غیب کو اور نہیں کہتا میں کہ تحقیق میں فرشتہ ہوں

مگر اسقدر البتہ کہہ سکتا ہوں کہ تحقیقات مذاہب مختلفہ میں اونہیں کے علماء کے ساتھ میرا اکثر وقت بسر ہوا (اول قرنیتو نکا ۹ باب ۲۰-۲۲) علٰے ہذا القیاس علماء عیسائی سے بھی جو کچھ واجبی و راست مجھے تحقیق ہوا میں نے مناسب سمجھا کہ بپاس خاطر بعض اہل کتاب بے تاویل بیان کروں خدا میری زبان کو جھوٹ سے روکے اور جہاں کہیں مجھسے خطا واقع ہوئی ہو اوسے معاف فرمائے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں سے بھی مجھے یہی امید ہے۔

کلیسیا ۳

اس میں چار سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ؕ (سورہ بقر آیت ۷۹)	پس اے برحال اون لوگوں کے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ بیچیں اُس کو تھوڑے مول پر۔

پس وائے برحال اُن کے اُس کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے لکھا اور وائے برحال اُنکے اُس کے سبب جو اُنہوں نے کمایا۔ (از شہادت قرانی فصل ۲ صفحہ ۱۰) کوئی کتاب ازروے قدامت توریت کے برابر نہیں ہے تاکہ باعتبار ہم عہدی ہو رخانہ کچھ اس توریت کی صحت پر جواب موجودے گواہی دے۔ یونانی عالموں میں قدیم تواریخ ہیرودٹس کی ہے اور وہ حضرت ملاکیؔ نبی کے زمانہ میں حضرت عیسےٰ سے چار سو برس پیشتر تھا البتہ ہومیرس اور ہسیئڈ شاعرون کی تصنیفات اُس سے قدیم ہیں مگر ان دونون کا زمانہ کوئی صحت سے ٹھہرا نہیں سکتا اور وہ جو نہیں سب سے زیادہ قدامت بخشتے ہیں ہومیرس کو حضرت یسعیاہ نبی کا ہم عہد جو سنہ عیسوی سے ساڑھے سات سو برس پیشتر ہوئے اور ہسیئڈ کو الیاس نبی کا ہم عہد کہ جو سنہ عیسوی سے نو سو برس ۹۰۰ پیشتر تھے ٹھہراتے ہیں لیکن ان دونوں شاعرون کی تصنیفات میں کچھ توریت وغیرہ کا ذکر نہیں ہے صرف دیوتاؤں کے قصہ کہانیاں مرقوم ہیں اور ہندوؤں میں جو چار وید اور دہرم شاستر اور مہابہارت اور رامائن ان کی تصنیفات کا بھی زمانہ کسی نے نہیں ٹھہرایا دہرم شاستر میں بیوہ کے ستی ہونے کا کچھ حکم نہیں پایا جاتا مگر اس اصلی شاستر کے زمانے کے بعد یہ دستور جاری ہوا اور سکندر کے زمانہ میں (جو سنہ عیسوی سے تین سو تینتیس ۳۳۳ برس پیشتر تھا از مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۱) ستی ہونے کا دستور جاری تھا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ شاستر سکندر کے زمانہ سے قدیم ہے نہ یہ کہ توریت سے اور بالفرض قدیم بھی ہو تو اوسے توریت وغیرہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے غرض سب مسیحیوں کا اتفاق اسپر ہے کہ توریت سنہ عیسوی سے پندرہ سو ۱۵۰۰ برس پیشتر لکھی گئی پیشتر توریت تمام وکمال ایک جلد میں تھی مگر جب سے بہتر ۷۲ عالمون نے بقول علماء عیسائی اس کا ترجمہ سنہ عیسوی سے ۲۸۴ برس پیشتر یونانی زبان میں کیا تب سے پانچ الگ الگ کتابوں میں اُس کی تقسیم ہوئی جن کے (مفتاح الکتاب صفحہ ۶۲) یہ نام ہیں

پیدایش - خروج - احبار - گنتی - استثنا - دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۳ و ۳۴۳ چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب اور طلوع آفتاب صداقت نارتھ انڈیا سوسائٹی کی طرف سے چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ سنہ علیسوی سے دو سو ستر برس پیشتر یہ ترجمہ ستر عالموں کے ہاتھ سے ہوا تھا اور اسی طرح صفحہ ۶۳ میں بھی ہے اور اسی طرح روشن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء حصہ اول صفحہ ۲۸ میں بھی ہے اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۹۴ سطر ۵ میں ہے کہ عیسیٰ کی پیدایش سے دو سو برس پہلے توریت کا ترجمہ ۷۲ عالموں نے یونانی زبان میں کیا تھا انتہٰے۔ اور اسحاق ناتھن یہودی نے پندرہویں صدی علیسوی میں آیتوں کا نشان مقرر کیا جیسا کہ ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء میں مرقوم ہے اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ پرانے عہد نامے کی کتابوں کے باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان کارڈنل ہوگو نامی ایک شخص سے مسیح کے جانے کے بارہ سو چالیس ۱۲۴۰ برس بعد ٹھہرائے گئے اور اسی طرح انجیل کے بھی باب اور آیتوں کی تفصیل اور نشان رابرٹ استیفنیس صاحب سے جو مشہور عالم اور فرانس کے پادشاہی چھاپہ خانہ کا مہتمم تھا مسیح کے آنے کے پندرہ سو پینتالیس ۱۵۴۵ برس بعد ٹھہرائے گئے۔ مگر یہ تدبیر کامل نہیں ہے کیونکہ کہیں کہیں فصل کی تفصیل کے معنے میں باہم ربط دکھائی نہیں دیتا اس سبب سے چاہیے کہ طالب العلم جب کتابیں پڑھے تو اپنے کو آیتوں کی قید میں نہ چھوڑے بلکہ ہر ایک بات کو اُس کے حقیقی معنے اور ربط کے موافق دریافت کرے انتہٰے تمت کلامہ۔ یہ کتاب درحقیقت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی از روے الہام تھی مگر اُس زمانہ کے بعد توریت تصنیف حضرت موسیٰؑ کی نہ رہی بلکہ اُس کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی کیونکہ ان کتابوں میں حضرت موسیٰؑ کی طرف کوئی متکلم کی ضمیر نہیں بلکہ اکثر غائب کی ضمیر ہے چنانچہ خروج ۳ باب ۱ و ۳ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ اور ۴ باب ۱ و ۴ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۹ وغیرہ سیکڑوں مقاموں کو دیکھنا چاہیے دوسرے یہ کہ بعض ایسے نام اور حالات اُن کتابوں میں آئے ہیں جو بہت دنوں بعد حضرت موسیٰؑ کے واقع ہوئے چنانچہ۔

(۱) پیدایش ۱۳ باب ۱۸ میں ہے اور ابراہام نے اپنا ڈیرہ اوٹھایا اور ممرے کے بلوط میں

جوجبرون میں ہے جار ہا انتہے۔ اور اسی طرح اسی کتاب کے ۳۵ باب ۲۷ اور ۳۷ باب ۱۴ میں
جبرون کا نام ہے اور جبرون ایک گانوں تھا بنی اسرائیل نے جب فلسطین کو فتح کیا تب
اُس گانوں کا نام جبرون رکھا اگلے زمانہ میں اُس کا نام قریہ اربع تھا دیکھو کتاب یشوع ۱۴
باب ۱۵ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعد فتح ہونے فلسطین کے لکھی گئی ہے جو واقع
ہوئی بعد زمانہ حضرت موسیٰؑ کے۔

(۲) کتاب پیدایش ۳۵ باب ۲۱ میں ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ مجدال
عدر کے اُس طرف استادہ کیا انتہے۔ عدر اُس منارہ کا نام ہے جو یروسلم کے دروازہ پر تھا میکاہ
۴ باب ۸ میں گلّے کے برج یعنے عبرانی مجدال عدر م اِس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب بعد تعمیر یروسلم
لکھی گئی اور تعمیر یروسلم سیکڑوں برس بعد حضرت موسیٰؑ کے ہوئی ہے۔

(۳) پیدایش ۳۶ باب ۳۱ میں ہے بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے پیشتر اس سے
کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہوہی ہیں انتہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل
میں چند بادشاہ ہو چکنے کے بعد لکھی گئی جو حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے بعد ہوئے ہیں اول
سموئیل ۸ باب وغیرہ۔

(۴) خروج ۱۶ باب ۳۵ و ۳۶ میں ہے اور بنی اسرائیل چالیس برس جب تک کہ وے
بستی میں آئے من کھاتے رہے جب تک کہ وہ زمین کنعان کی نواحی میں آئے من کھاتے
رہے اور ایک اومر ایفہ کا دسواں حصہ ہے۔ انتہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اُسوقت
لکھی گئی جب بنی اسرائیل کنعان میں پہونچ چکے تھے اور من کھانا موقوف ہو چکا تھا اور وزن ایفہ
کا رائج ہو چکا تھا اور یہ باتیں حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں نہیں ہوئیں دیکھو کتاب یشوع ۵
باب ۱۱ و ۱۲ من اُس وقت موقوف ہوا ہے جب بنی اسرائیل نے یریحو کی سرزمین میں پہنچکر
وہاں کے حاصل سے فطیری روٹیاں اور بھنی بالیاں کھائی تھیں اور ایفہ کا وزن حضرت موسیٰؑ
کے عہد سے پیچھے نکلا۔

(۵) گنتی ۳۲ باب ۴۱ میں ہے اور منسّی کا بیٹا یائر نکلا اور اُس نے اُس نواحی کی بستیوں
کو لے لیا اور اُن کا نام یائر بستی رکھا انتہے۔ اور استثنا ۳ باب ۱۴ میں ہے منسّی کے

بیٹے یاپر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریوں اور معکانیوں کی نواحی تک لے لیا اور اُس نے اُس کا یعنے بسن کا نام یائیر کی بستیاں رکھا جو اس کا نام تھا وہی نام آجتک ہے انتہے۔ اِن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اُس زمانہ کے بعد لکھی گئی ہیں کہ جب یائیر نے اُن ملکوں کو لے لیا تھا اور یہ واقعہ بہت مدت بعد حضرت موسیٰؑ کے ہوا ہے۔ اور یہ فقرہ کہ وہی نام آجتک ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص مصنف توریت یائیر کے بعد بھی مدت پیچھے ہوا ہے علاوہ اس کے یہ بھی صحیح نہیں کہ یائیر منسّی کا بیٹا ہو کیونکہ یائیر بیٹا شجوب کا اور اولاد یہوداہ میں سے تھا (اول تواریخ ۲ باب ۲۲) اور منسّی اولاد یوسفؑ میں سے تھا تفسیر ہنری واسکاٹ میں ذیل استثنا ۳ باب ۱۴ کے یوں لکھا ہے کہ جملہ اخیرہ الحاقی ہے کسی نے بعد موسیٰؑ کے بڑھایا ہے اور اگر اُس کو چھوڑا جائے تو کچھ مطلب نہیں بگڑتا۔

(۶) استثنا ۳۴ باب میں حال وفات حضرت موسےؑ اور ذکر اُن کی قبر کا مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ تفسیر ہنری واسکاٹ میں ہے کہ کلام موسےؑ باب گذشتہ توریت پر تمام ہوا اور یہ باب کسی کا ملایا ہوا ہے وہ شخص یشوع ہو یا سموئیل یا عزرا یا اُن کے بعد کوئی پیغمبر ٹھیک دریافت نہیں ہوتا شاید پچھلی آیات اس باب کے بعد رہائی بابل کے عہد میں عزرا کے لکھی گئی ہوں گی انتہے۔ اور تفسیر جارج ڈوالی اور رچرڈ منٹ مطبوعہ لندن ۱۸۴۸ء میں بھی اسی طرح پر ہے اور کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱ سوال ۷۴ میں بھی اسی کے موافق ہے اور اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۳ میں پادری فانڈر صاحب نے لکھا ہے کہ موسیٰؑ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس میں موسےؑ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا انتہے۔ دیکھو عیسائی عالموں کو کوئی سند نہیں ملی کہ باوجود اقرار کرنے الحاق کے کسی الحاق کرنے والے کو معین نہیں کر سکتے۔ بلکہ صرف اٹکل سے کہتے ہیں کہ شاید فلانہ فلانہ مگر یہ تحکم غضب ہے کہ باوجود اس اٹکل کے بھی سکتے ہیں کہ کوئی پیغمبر ہوگا ہنوز اس باب کے ملانیوالے کا ثبوت نہیں مگر اُس کی پیغمبری کا ثبوت ہوگیا غرض یہ کہ اس باب کے ملانیوالے کا پتہ نہیں اور اس باب کے

آخری آیتوں کے ملانے والے کا اور بھی پتہ نہیں ہے۔

تبدیل توریت کے ترجمہ میں

(۷) گنتی ۲۱ باب ۱۴ میں ہے اردو ترجمہ چھاپہ ۱۸۲۲ء اس لئے یہوداہ کے جنگ نامہ میں لکھا ہے کہ یہ دریائے قلزم اور وادی ارنوں کے پاس ہے انتہے۔ اور رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء میں یوں ہے اس سبب خداوند کے جنگ نامہ میں لکھا ہے خداوند آندہی میں وہیب پر قابض ہوا اور ارنوں کی نہروں پر انتہے۔ اول تو ان دونوں ترجموں کے اختلاف پر غور کرنا چاہیے کہ کس قدر تفاوت ہے پھر یہ کہ مصنف اس کتاب کا کوئی شخص اور سوائے موسے ؑ کے ہے کہ اس نے بعض حالات کو جنگ نامہ خداوند سے نقل کیا ہے طامس اسکاٹ مفسر نے لکھا ہے کہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ کسی اسرائیلی یا عموری یا بت پرست نے یہ کتاب جنگنامہ تصنیف کی نام ہے یہوواہ کے جس میں کہ درج کیں فتحین صیحون کی انتہے۔ چونکہ یہ فتحیں بعد وفات حضرت موسےؑ کے ہوئی تھیں جو کہ جنگ نامہ خداوند میں درج ہوئیں اور جبکہ جنگ نامہ سے توریت میں مضامین نقل ہوئے تو توریت تصنیف حضرت موسےؑ کی نہ ہی دوسرے یہ کہ بت پرست کا کتاب جنگ نامہ کو خداوند کے نام سے تصنیف کرنا کمال تعجب ہے۔

(۸) گنتی ۱۲ باب ۳ میں ہے اور موسےؑ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھے انتہے اس فقرے سے معلوم ہوا کہ مؤلف اس کتاب کا موسےؑ نہیں اس لئے کہ کوئی متکبر بھی ایسی اپنی تعریف بڑھکر نہیں کرتا پس مؤلف اس کتاب کا کوئی شخص متعقدون حضرت موسےؑ سے ہے نہ موسیٰ علیہ السلام۔

(۹) استثنا اول باب ۱ میں ہے یہ وہ باتیں ہیں جو موسےؑ نے یردن کے پار بیابان کے میدان میں سوف کے مقابل فاران اور توفل اور لابن اور حصیرات اور دی ذہب کے درمیان بنی اسرائیل کو کہیں انتہے پس یہ لفظ (یردن کے پار) دلالت کرتا ہے کہ لکھنے والا اس کتاب کا یردن کے دوسری طرف تھا اور اس لئے بعض شخصوں نے کہا ہے کہ کتاب استثنا تصنیف موسیٰؑ کی نہیں۔

ف یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب توریت موسیٰؑ کے زمانہ میں لکھی گئی بلکہ اس مقام پر بھی نہیں لکھی گئی۔

وہ لفظ جس کا ترجمہ یردن کے پار ہے اُس کا ترجمہ یردن کے اُس پار مترجمون یونانی
توریت نے جو بہتر یہودی بڑے بڑے عالم تھے اور مترجم ترجمہ لاطینی نے کہ بہت بڑا معتبر
مسیحیون میں ہے اور ڈاکٹر جڈس نے اپنے ترجمہ میں اور اسی طرح بیشمار مترجمون بلکہ سب
ملکوں والوں نے جو غیر انگلینڈ کے رہنے والے ہیں (شاید سوائے مترجم ترجمہ سُریانی کے)
لیا ہے اور روسن کا تہلکہ کے ترجمہ انگریزی سب انہیں کے موافق ہیں اور عالم فرقہ پروٹسٹنٹ
کے اِس اعتراض کے دفع کرنے کے لئے اُن سب ترجموں مذکورہ بالا کو غلط ٹھہراتے ہیں مگر
جمہور کے سامنے قول ان کا کب معتبر ٹھہر سکتا ہے اور جمہور سے لاکھون بلکہ کروڑوں فاضل
عیسائی اُن کی صحت کے قائل تھے اور اگر اُن کے قول کو مان بھی لیں تو بھی ہمارا اعتراض
اُن سب فرقوں پر جو اُن ترجموں کی صحت کے قائل ہیں بلاشبہہ تمام ہے اور فرقہ پراٹسٹنٹ
کے اقرار کے بموجب وہ سب ترجمے خراب اور غلط اور جمہور سلف بڑے محرف یا بے فہم ٹھہرتے
ہیں اس لئے کہ یا تو اُن سب نے قصداً ترجمہ غلط کر کے اُس کو مطلب کلام الٰہی کا بتا کر
واجب الاعتقاد کیا ہوگا تو محرف ٹھہرے یا اُن سب کو کچھ علم نتھا اور بے علمی کے اس غلطی
میں پڑے تھے۔

دوسری دلیل

دوسرے یہ کہ لفظ موسیٰ جو اس آیت میں موجود ہے یہ ضمیر غائب اس کے لئے دلیل ہے
کہ یہ کتاب حضرت موسیٰؑ کی تالیف نہیں ہے۔

(۱۰) گنتی ۲۱ باب ۳ میں ہے خداوند نے اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیوں کو
گرفتار کر دیا اور اُنہوں نے اُنہیں اور اُن کی بستیوں کو حرم کر دیا اور اُس نے اُس مقام کا نام
حرمہ رکھا انتہےٰ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اُس وقت تصنیف ہوئی جب کنعانی
قتل ہو چکے تھے اور اُن بستیوں کا نام حرمہ ہو لیا تھا اور یہ واقعات حضرت موسےٰؑ کے
بہت پیچھے ہوئے ہیں (دیکھو قاضیوں کا اول باب ۱۷) اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کتاب
کو حضرت موسیٰؑ نے نہیں لکھا بلکہ کسی اور شخص نے اُن کے بہت دنوں کے بعد لکھا ہے
طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ یشوعؑ نے اُن بستیوں کو حرم کیا

تھا لیکن تعجب کہ کس طرح موسےؑ نے درج کئے کام یشوع کے بعد عرصہ دراز اپنی موت کے انتہے۔

توریت کے ترجموں میں فرق

(۱۱) پیدایش ۱۲ باب ۶ میں ہے ترجمہ اردو ۱۸۲۲ء ابراہیم نے اُس سرزمین میں نابلس کے مقام اور ممرے کے بلوط تک سیر کی اور اُس وقت کنعانی اُس زمین میں تھے انتہے۔ اور ترجمہ رومن چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء میں ہے ابرام اُس ملک میں سکم کی بستی اور مورہ کے بلوط تک گذرا اُس وقت ملک میں کنعانی تھے انتہے پہلے ان دونوں ترجموں کا تفاوت دیکھنا چاہیئے۔

عیسائیوں کا غلط خیال

پھر یہ کہ تفسیر ہنری و اسکاٹ میں لکھا ہے کہ یہ جملہ کہ اُس وقت ملک میں کنعانی تھے اور اسی طرح اور جملے چند جا کتب مقدسہ میں ربط کے لئے عزرا یا کسی اور الہامی شخص نے جس زمانے میں کہ کتابیں جمع کی گئیں تھیں اُن کتابوں کے زمانہ تصنیف سے ایک مدت بعد بڑھا دیے ہیں انتہے۔ دیکھو ان مقاموں میں بھی مفسر وہی اپنا بیجا عذر پیش کر کے اٹکل سے کہتے ہیں کہ فلانا یا فلانا ہوگا اور تفسیر طامس اسکاٹ میں ہے کہ یہ فقرہ کسی نے شرح کے بطور حاشیہ پر لکھا جسے شاید عزرا نے آیت میں ملا لیا انتہے

(۱۲) پیدایش ۱۴ باب ۱۴ میں ہے جب ابرام نے سنا کہ اس کا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے سیکھے ہوئے تین سو اٹھارہ خانہ زادوں کو لیکر دان تک اُن کا تعاقب کیا انتہے۔ دان نام ایک شہر کا ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد زمانہ موسیٰؑ اور یشوعؑ کے جب شہر لیث کو لے لیا اور اُس کے لوگوں کو قتل کیا اور اُس شہر کو جلا دیا تھا تو یہ نیا شہر آباد کر کے اُسکا نام دان رکھا جیسا کہ قاضیوں کے ۱۸ باب ۲۹ سے بخوبی ثابت ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس کتاب کا کوئی شخص بعد آبادی اس شہر کے ہوا ہے اور اگر حضرت موسےؑ اس کے مصنف ہوتے تو ضرور دان کی جگہ لیث لکھتے اور حالانکہ عبری نسخوں میں لفظ دان کا ہی مرقوم ہے طامس اسکاٹ صاحب بموجب قول بعض کے لکھتے ہیں کہ عزرا نے اُس کا نام دان رکھا تھا انتہے۔ یعنے موسیٰؑ سے ہزار برس بعد۔

توریت کی غلطی

علاوہ اس کے لوطؑ بھتیجے ابرام کے تھے جنہیں یہاں بھائی حضرت ابراہیمؑ

کا لکھا ہے۔ چنانچہ پیدائش ۱۱ باب ۳۱ میں ہے تارح نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے پوتے لوط یعنے اپنے بیٹے ہاران کے بیٹے کو الخ۔

زبور اور کتاب نحمیاہ اور یرمیاہ اور حزقیئل علیہم السلام سے یہ ظاہر ہے کہ زمانہ سلف میں بھی طریقہ تالیف و تصنیف کا ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُس وقت کا اور محاورہ تھا اور اب کچھ اور ہے اگر ایسا ہوتا تو اگلی کتابوں کا اس زمانہ میں سمجھنا ناممکن تھا چنانچہ واعظ اول باب ۲ ۱ میں ہے میں واعظ یروسلم میں بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اور ۱۶ میں ہے میں نے یہ بات اپنے دل میں کہی اور اسی طرح امثال اول باب ۸- اور ۲ باب ۱ وغیرہ ہزاروں مقاموں کو دیکھو اور اناجیل میں ناجات وغیرہ اس بات پر گواہ ہیں کہ دیکھنے والوں کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ مصنف اپنا حال بیان کرتا ہے یا کسی غیر کا لیکن توریت سے حضرت موسےٰؑ کا مصنف ہونا کہ ہر جگہ غائب کے صیغہ سے مذکور ہوا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

اہل کتاب کی دلیل کہ عزرا نے کتاب کو لکھا۔

اور یہ کہ جو بعضے اہل کتاب عزرا کے نویں اور دسویں باب اور نحمیاہ کے آٹھویں باب کو اس بات کے لئے دلیل لاتے ہیں کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ یہ اُن کا صرف گمان ہے کیونکہ اُن میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ عزرا نے توریت کو لکھا۔ بلکہ اُن بابوں سے صرف اسی قدر سمجھا جاتا ہے کہ عزرا نے بنی اسرائیل کی حرکتوں پر افسوس کیا اور نحمیاہ کے آٹھویں باب سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نے عید وغیرہ کے دستورات عبادات جو شریعت میں خدا نے حضرت موسیٰؑ کی معرفت فرمائے تھے یہودی قوم کو سنائے دیکھو نحمیاہ ۸ باب ۱۳ و ۱۴۔ چنانچہ عزرا ۷ باب ۶ میں لکھا ہے کہ عزرا موسیٰؑ کی شریعت میں فقیہ کامل تھا انتہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یروسلم میں آکر ہیکل کی تقدیس اور روزمرہ وہاں عبادات اور طہارت وغیرہ کے طور کہ جو یہودی ستّر برس بابل میں رہ کر بھول گئے تھے عزرا کو جو کچھ معلوم تھے بتلا دیئے ہوں گے۔ غرض یہ کسی مقام سے ثابت نہیں ہے کہ عزرا نے اس کتاب کو لکھا یا کسی اور نبی نے۔

پس اس کتاب کے مصنف کا حال ان مختصر بیانوں سے کہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں

معلوم ہوا اب کتاب کا حال سننا چاہیے۔

سکرمنٹ ۲

پہلی بار کتاب توریت کا گم ہوجانا

(۱) منسّی بادشاہ یہودیہ کے زمانہ میں سنہ عیسوی سے ۶۹۸ برس پیشتر کتاب توریت کھوئی گئی۔ (مقدس کتاب کا احوال حصہ ۱ باب ۸ ہ صفحہ ۱۱۷ چھاپہ لندن سنہ ۱۸۶۰ء اور یوسیاہ بادشاہ کے وقت میں سنہ عیسوی سے ۶۲۴ برس پیشتر خلقیاہ سردار کاہن نے کہا کہ میں نے ہیکل یروسلم میں توریت کتاب پائی اور جس وقت بادشاہ نے اُس کتاب کو پڑھوایا تو گھبرا کر اپنے کپڑے پھاڑے ۲ سلاطین ۲۲ باب اور ۲ تواریخ ۳۴ باب ۱۴ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بادشاہ اور سب یہودی توریت سے بالکل ناواقف ہوگئے تھے کیونکہ استثنا ۳۱ باب ۲۵ و ۲۶ کے مطابق توریت کی ایک جلد عبادتخانہ میں رہتی تھی اور وہ بھی ۷۴ یا ۷۵ برس بالکل غایب رہی اور گمان غالب ہے کہ سنہ عیسوی سے نوسو اکہتر ۹۷۱ برس پیشتر رحبعام بادشاہ یہودیہ کے وقت میں جبکہ سیسق بادشاہ مصر نے ہیکل اور بادشاہ کے گھر کو لوٹا اُسی وقت سے توریت ضایع ہوئی۔ دیکھو اول سلاطین ۱۴ باب ۲۵ و ۲۶۔ اور مقدس کتاب کا احوال فہرست صفحہ ۲۵۰ کیونکہ بیبل سے منسّی کے وقت میں توریت کا کھویا جانا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اول سلاطین ۸ باب ۹ میں ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے اُس صندوق کو کھولا اُس کتاب کو اُس میں نہ پایا سوا دو لوحوں کے اُس میں اور کچھ نہ تھا انتہی۔ یا یہ کہ بادشاہ یہوشفاط کے بعد جو کہ سنہ ۹۱۴ مسیح سے پیشتر تھا (۲ تواریخ ۱۷ باب ۹) توریت غائب ہوئی کیونکہ اُس کے بعد سے خلقیاہ تک پھر توریت کا کہیں ذکر نہیں ہے اور ۲ تواریخ ۱۷ باب ۹ سے یہ بھی ثابت ہے کہ سوا ہیکل کے اور کہیں توریت نہ رہی تھی تب تو جو لوگ ملک میں تعلیم دینے گئے توریت اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

شریعت کے موافق دو ۲ یا تین ۳ گواہ ہونگی ضرورت ہے

چونکہ ہر بات کے ثبوت میں شریعت کے مطابق دو ۲ یا تین ۳ گواہوں کا ہونا شرط ہے

استثنا ۱۹ باب ۱۵- اور ۲ قرنتیون کا ۱۳ باب عبرانیون کا ۱۰ باب ۲۸ متی ۱۸ باب ۱۶ خصوصاً اُس حالت میں جبکہ توریت سے قوم کو بالکل ناواقفی ہوگئی تھی اعتبار اسی میں تھا کہ دو شخصون سے پائی ہوتی یا دو گواہوں کے سامنے کتاب مفقودہ خلقیاہ نے اُٹھا لی ہوتی پھر یہ کہ پچھتر برس یا قریب تین سو برسوں تک بے احتیاط پڑی رہنے کے سبب اگر وہ ساری کتاب برباد نہیں ہوئی تو بعض اوراق اُس کے بوسیدہ اور برباد ہو گئے ہوتے مگر اندھیر یہ ہے کہ اتنی مدت دراز تک اور ایسی بے احتیاط پڑی رہنے پر بھی اُس کی ایک سطر بلکہ ایک لفظ جاتے رہنے کا بھی اہل کتاب اقرار نہیں کرتے اِس سے ہر دانشمند سمجھیگا کہ یہ کتاب ہی اور ہے اور وہ توریت اور تھی-

ہنری وغیرہ مفسرین نے ۲ سلاطین ۲۲ باب ۸ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مرمت کرتے وقت ہیکل کی کتاب توریت خوش قسمتی سے پائی گئی اور اوسے بادشاہ کے پاس لائے وہ تھا اصلی نوشتہ پانچ کتابوں حضرت موسےؑ کا جو اُن کے ہاتھ سے لکھا گیا- اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ تھی صحیح اور قدیم نقل اغلب ہے کہ وہ وہی نوشتہ تھا جو حکم سے حضرت موسئؑ کے رکھا گیا مقام مقدس میں-

عیسائیوں کے دلائل توریت کے گم ہوجانے کی اور پھر پانے کی بابت

ایسا سمجھا جاتا ہے کہ وہ تھا کھویا گیا یا بھولا گیا خواہ بے پروائی سے ڈالدیا گیا کونے میں اُن لوگوں سے جو جانتے نہ تھے قدر اُس کی یا کہ وہ تھا کینہ سے چھپایا گیا بعضے بت پرست بادشاہوں سے بعوض جلانے اور ضائع کرنے کے اوسے گاڑ دیا اِس امید سے کہ پھر وہ کبھی ظاہر نہو گا اور اکثروں کا یہی قول ہے یا وہ تھی خبرداری سے رکھی گئی اُس کے خیرخواہوں سے تا نہ پڑجائے دشمنوں کے ہاتھ میں لیکن ہمکو یقین ہے کہ وہ ہی صحیح نقل تھی تمت کلامہ-

اُس کا جواب

اس جگہ مجھے کہنا چاہیے کہ جبکہ اُس کے ملنے کے وقت کوئی اُس کے مضمون سے بھی واقف نہ رہا تھا تو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ صحیح نقل تھی اور اگر کسی خیرخواہ نے اوسے رکھا تھا تو وہ اوسے اپنے گھر میں رکھتا یا پھینک دیتا- اور اگر بت پرست بادشاہوں نے کینہ سے اُس کو چھپانا چاہا تو اُس کو جلا دینا اُن کے لئے سہل تھا بہ نسبت کھودکر گاڑنے

کے اور اگر کھود کر گاڑ دیا تھا جیسا کہ اکثروں کا یہی قول ہے تو اتنی مدت دراز تک زمین میں گڑی ہوئی کوئی چیز اور خاصکر کتاب کیونکر خاک نہوگئی ہوگی - اور اگر بے پروائی سے ڈالدیا گیا تو ہیکل میں اُس کے پڑے رہنے کی ایسی کون جگہ تھی جو سالہائے دراز تک ہیکل کے سیکڑوں ہزاروں خدمتگذاروں نے اوسے ندیکھا - غرض کے تفسیر کی عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کس بادشاہ کے وقت میں توریت کھوئی گئی تھی اور اگر منسّی کے وقت میں توریت غائب ہوئی تھی تو جب اوس نے توبہ کی اور دینداری کی راہ پر چلا تب ضرور توریت ظاہر کی جاتی مگر اُس کے پوتے کے وقت میں توریت ظاہر ہوئی -

بنی اسرائیل کی بت پرستی بعد حضرت موسیٰؑ اور بعد حضرت یشوع علیہما السلام کے

پس اس سے ظاہر ہے کہ منسّی سے بہت پیشتر توریت ضائع ہو چکی تھی کیونکہ حضرت موسےٰؑ کے جانشین حضرت یشوعؑ کے بعد اکثر اسرائیلی بادشاہ بت پرست اور اکثر انبیاء جھوٹے اور کاہن شراب خوار ہوتے تھے - اور منسّی بادشاہ اور اُس کا بیٹا بھی اونہیں بت پرستوں میں شمار کیا جاتا ہے (۲ سلاطین ۲۱ و ۲۲ باب) اور ۲ تواریخ ۳۳ باب میں منسّی کے تائب ہونے اور دینداری کا بیان ہے - پھر یرمیاہ ۲۳ باب ۹ - ۳۳ اور ۱۴ باب ۱۴ و ۱۵ میں جھوٹے نبیوں اور ۱۲ باب ۱۳ و ۱۴ - اور ۲۸ باب ۷ و ۱۱ میں کاہنوں اور نبیوں اور بادشاہوں اور تمام قوم کی بدکاری مذکور ہے - اور ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ اور قاضیوں کی کتاب میں خصوصاً قاضیوں کا ۲ باب ۱۰ - ۱۳ - اور ۳ باب ۷ و ۱۲ - اور ۶ باب وغیرہ میں اکثر قوم اسرائیل کی بت پرستی لکھی ہے -

واقعات خلاف شان نبوت

یہانتک کہ قاضیوں کے ۱۶ باب میں حضرت شمسونؑ کا ایک رنڈی سے آشنائی کرنا اور اول سلاطین ۱۱ باب ۵ - ۸ میں حضرت سلیمانؑ کی بُت پرستی مرقوم ہے

تمام بنی اسرائیل وغیرہ توریت سے ناواقف ہوگئے تھے

غرض حضرت شمسونؑ اور حضرت سلیمانؑ کو مستثنیٰ رکھکر منسّی وغیرہ کی بت پرستی پر جو لحاظ کریں تو اُس کا سبب یہی ہے کہ تمام قوم توریت سے ناواقف ہوگئی تھی - یعنے جبکہ یوسیاہ دیندار بادشاہ کے پاس توریت نہ تھی تو اوروں کے پاس کیونکر ہوگی - یہ بربادی مؤلف کی نظر میں پہلی ہے جو توریت کے لئے واقع

ہوئی کیونکہ یوسیاہ بادشاہ کے پاس جب مدت کی کھوئی ہوئی توریت آئی تو بادشاہ اور سب قوم توریت سے اتنے ناواقف تھے کہ اُس کا مضمون سنکر گھبرا گئے۔

شاہان بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ ایک جلد توریت کی اپنے پاس رکھیں۔

باوجودیکہ استثنا ۱۷ باب ۱۸ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کا ہر بادشاہ توریت کی ایک نقل اپنے پاس رکھا کرے اِس حکم کے بموجب اگر توریت لادیوں اور کاہنوں کے پاس جو عبادتخانہ کے خدمتگذار تے ہوتی تو ضرور اُس کی ایک نقل اُن کے بادشاہ بھی اپنے پاس رکھتے پس ظاہر ہے کہ بت پرستی اور بدکاری کے شوق میں نہ اُن سے توریت کی حفاظت ہو سکی اور نہ اُس حکم کی کیونکہ یہ صرف حکم تھا اور اس سے یہ ثابت نہیں کہ کوئی بادشاہ بنی اسرائیل اپنے پاس توریت رکھتا بھی ہو۔

صرف ہیکل میں توریت کی ایک جلد رہتی تھی وہیں اکر سب ۷ برس بعد سنا کرتے تھے

لیکن اتنا تو خوب ثابت ہے کہ صرف ہیکل میں ایک جلد توریت کی رہتی تھی اور تمام بنی اسرائیل وہیں اگر توریت سنتے تھے۔ استثنا ۳۱ باب ۱۰-۱۳ و ۲۶ اور نحمیاہ ۸ باب اور نہ یہ کہ ہر سال بلکہ سات برس کے بعد توریت سب کو سُنائی جاتی اور سب کے آگے پڑھی جاتی تھی دیکھو کتاب سوال و جواب رومن ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱ سوال ۴۵ اِس کتاب (یعنے توریت) کی نسبت موسیٰ نے کیا حکم دیا تھا جواب یہ کہ ہر ساتویں برس وہ سب لوگوں کے سامنے پڑھی جائے استثنا ۳۱ باب ۹-۱۳۔

۷۴۳ برس تک توریت کا پتہ نہ تھا

لیکن اِس بربادی کے دنوں تک جو کہ ازروے ثبوت ۷۴۳ برس رہی نہ کسی بادشاہ کے پاس توریت تھی اور نہ ہیکل میں کیونکہ اگر ہیکل کے سوا کسی اور کے پاس بھی توریت رہتی تو خلقیاہ کے توریت پانے پر تعجب کرنے کا کیا مقام تھا اور کیا حاجت تھی جو خلقیاہ نے اوسے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ تعلیم الایمان صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے کہ منسی اور امون بت پرست بادشاہوں کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اِس قدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن جلوس

کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی اتھے۔

سامری صادوقی کئی کتابیں مجموعہ عہد عتیق کی معتبر نہیں سمجھتے

اب اگر کوئی کہے کہ بیبل میں اُس توریت کے ملنے کا ذکر ہے اس لیئے اُس کی صحت کا ثبوت ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جن کتابوں یعنے ۲ سلاطین اور ۲ تواریخ میں اُس توریت کا ملنا مرقوم ہے اُن کتابوں کے مصنفوں کا تو ثبوت نہیں ہے پھر اُس کے بیان کی صداقت کیونکر ہو سکے اور اُس کا الہامی ہونا تو دوسری بات ہے اور یہی سبب ہے کہ سامری صادوقی ان کتابوں کو معتبر نہیں جانتے۔

خلدہ نے اگر توریت کی تصدیق کی تھی تو اُسکا جواب

اور یہ جو ۲ تواریخ ۳۴ باب ۲۲ اور ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ خلدہ نبیہ سے اُس توریت کی بابت پوچھا گیا تھا تو اگرچہ خلدہ نے کچھ توریت کی تصدیق نہیں کی صرف اُس عذاب کے وعدہ کا جو یہودی قوم پر نازل ہوا چاہتا تھا بیان کیا ۲ سلاطین ۲۲ باب ۱۶ اِس سے کتاب کی صحت کو کچھ علاقہ نہیں ہے اور اگر خلدہ نے توریت کی تصدیق بھی کی ہوتی تو اول اُس نبیہ کا سچا ہونا ثابت کرنا چاہیے۔

جھوٹے نبی

جبکہ اکثر نبی جھوٹے ہوتے تھے مکاشفات ۲ باب ۲۰ یرمیاہ ۶ باب ۱۳۔

مسیح نے بھی توریت کی نسبت مہمل بیان فرمایا

دوسرے حضرت عیسیٰ نے بھی اس سامری عورت کے جواب میں توریت کی بابت ایسا ہی کہا کہ جس سے نہ توریت کی تصدیق ہوتی ہے نہ تکذیب۔

توریت کی غلطیاں حضرت مسیح کو معلوم تھیں۔ حضرت مسیح خدا کے سچے پرستار تھے یوحنا ۴ باب ۲۰

اگرچہ حضرت عیسےٰ کو توریت کی غلطیاں معلوم تھیں یوحنا ۴ باب ۲۰-۲۲۔

یہودیوں کی بربادی مع بیت المقدس وغیرہ کے بخت نصر کے وقت میں

(۲) بابل کی اسیری کے بعد جبکہ سب یہودی بخت نصر بادشاہ کے حکم سے جلاوطن ہو کر ستر برس بابل میں رہے کوئی یہودی ایسا نہ تھا جو اسیری سے بچ رہا ہو یرمیاہ ۴۴ باب ۲ میں لکھا ہے کہ رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تمنے یہ ساری بلائیں جو میں نے یروسلم اور یہوداہ کے سارے شہروں

پر نازل کیں اور دیکھیں اور دیکھو وے آج کے دن ویران ہیں اور اُن میں ایک بسنے والا بھی نہیں اسنتے۔ اسی طرح یرمیاہ ۱۳ باب ۱۹ میں بھی ہے یہانتک وہ جلاوطن رہے کہ اُن کی بولی بدل گئی اور جب وہ اپنے ملک میں لوٹ آئے تو کلدی زبان کے سواجو نواحی بابل میں رائج تھی عبرانی اچھی طرح نہ سمجھتے تھے (از مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۲ چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء) ۲ تواریخ ۳۶ باب ۱۷۔ ۲۰ و ۲۱۔ یہ اسیری سنہ عیسوی سے چھ سو ۶۰۶ چھ برس پیشتر ہوئی اسیری سے پیشتر خلقیاہ کاہن کی پائی ہوئی توریت کی ایک نقل عبادت خانہ میں رکھی رہتی تھی مگر جب بخت نصر بادشاہ نے ہیکل کو ڈہادیا اور لوٹا اور جلادیا اُس وقت اصل نوشتہ توریت کا بالکل ضائع ہوا چنانچہ یہ بات ترتیب جدید اور نئی تالیف کتاب توریت سے جو بابل سے لوٹ آنے کے بعد کی گئی ظاہر ہے

عیسائیوں کا قول بابت جمع کرنیکے دوبارہ توریت کو۔

پس بعد مراجعت اہل جلاء کے بموجب زعم عیسائی علماء عزرا کاہن نے سنہ عیسوی سے قریب ساڑھے چار سو ۴۵۰ برس پیشتر صدر مجلس کی صلاح سے توریت وغیرہ کی نقلوں کو شروع بربادی سے ڈیڑہ سو برس بعد اکٹھا کیا دیکھو مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۸۷ عزرا کی کتاب کے احوال میں یہ فقرہ کہ عزرا نے مسیح سے چار سو ۴۵۶ چھپن برس پیشتر بنی اسرائیل کا دینی بندوبست پھر کیا۔ لیکن بیبل رومن چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء کے سنہ مرقومہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ عزرا نے توریت کے احکام جس کا ذکر نحمیاہ ۸ باب ۱۳ اور ۹ باب ۳ میں ہے قوم کو سنہ عیسوی سے چار سو پینتالیس برس پیشتر سنائے تھے غرض یہ دوسری بربادی ہے جو ڈیڑہ سو ۱۵۰ برس بعد توریت کے لاحق رہی اور اُس کے بعد جب پھر اوسے اکٹھا کیا تو اوسے اکٹھا کرنے والے نے اپنی اور اور لوگوں کی زبانی جو کچھ یاد رہا تھا توریت کو ایک نئی تصنیف کے طور پر لکھا کیونکہ اگر اسوقت توریت کہیں باقی ہوتی تو حضرت عزرا وغیرہ کے ہاتھ سے نقل کے طور پر لکھی جاتی نہ تصنیف کے طور پر۔

عزرانے توریت کو بعد اسیری کے تصنیف کیا

اور اس کی بڑی پہچان یہ ہے کہ قریب سو برس زمانہ اسیری بابل تک یہودیوں کے پاس کوئی نسخہ توریت بابل میں نہ تہا تب عزرا یا کسی دوسرے

کونی توریت کا نسخہ اسیری سے لوٹ کر جمع کرنا پڑا۔

اُسی زمانہ میں یہودیوں میں دو طریق جاری ہوگئے ایک صادقین کہ جن سے سامری اور صادوقی نکلے اور دوسرے خاسیدیم اِن میں سے فریسی اور ایسینی نکلے۔

بعض فرقہ یہودی کی توریت اور بعض عہد عتیق کی اور کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اِن کے سوا چار اور تھے۔ فقیہ۔ ہیرودی۔ جلوتی۔ لبرتینی۔ صادقین حدیث وغیرہ کا اعتبار نہیں کرتے اور سامری اور صادوقی۔ صرف توریت کو جو پانچ کتابوں میں منقسم ہے مانتے اور عہد عتیق کی اور کتابوں کو نہیں مانتے اور خاسیدیم حدیث کو بھی مانتے تھے۔ فریسی لوگ عالموں کی روایتوں کو کلام الٰہی کے برابر مانتے اور خیال کرتے تھے کہ اگر آدمیوں میں سے صرف دو بہشت میں داخل ہوں تو ضرور اُن میں ایک فریسی ہوگا اور ایسینی لوگ عاقبت کی خوشی کے منتظر تھے مگر جسم کے جی اُٹھنے کی بابت شبہہ رکھتے تھے فقیہ شریعت کی شرح کرنے والے اور معلّم تھے۔

بعض یہودی بت پرستی کی رسومات کرتے تھے۔

ہیرودی ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے مربّی رومیوں کی رضامندی کے واسطے بت پرستی کی کئی رسومات کو مانتے تھے جلوتی یا جلیلی یہودیوں میں امور مملکت کی بابت ایک فسادی گروہ تھی لبرتینی (اعمال ۶ باب ۹) یہ خاص یہودی یا یہودی مرید تھے اور رومی ہونے کا رتبہ پایا یہ لوگ یروسلم میں اپنا عبادتخانہ جدا رکھتے تھے از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۶-۲۲۸۔

عہدنامے کے صندوق وہ دو لوحین جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دی تھیں ندارد تھیں۔

اسی اسیری کے وقت میں یا اس سے پیشتر عہدنامہ کا صندوق کہ جس میں وہ دو لوحین جو جناب الٰہی نے حضرت موسیٰؑ کو لکھہ دی تھیں اور من کا ایک مرتبان اور حضرت ہارونؑ کا عصا جس میں شاخیں پھوٹتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴ خروج ۲۵ باب ۱۶ و ۲۱ گنتی ۱۷ باب ۱) اور جس کی حفاظت تمام بنی اسرائیل اپنی اپنی جان کی طرح کرتے تھے توریت کی طرح گم ہے اور کہیں اُس کا پتہ نہیں لیکن توریت کا گم ہونا صندوق عہدنامہ کے گم ہونے سے بھی پیشتر سے ثابت ہے اول سلاطین ۸ باب ۹۔

ایک بشپ صاحب اپنے عہدے سے اس خطا پر اتارے گئے کہ توریت کو حضرت موسیٰ کا لکھا ہوا نہیں بتایا

بشپ کولنزو صاحب کہ انگلستان کے فضلاء اکابر میں سے ہیں انہوں نے اپنی رائے توریت کی نسبت یہ ظاہر کی کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ کی لکھی ہوئی نہیں اور الہامی کتاب نہیں بلکہ ایک تواریخ معتبر ہے ایسی رائے کے لکھنے سے وہ اپنے عہدہ بشپ سے معطل ہوئے پراوی قونصل ملکہ معظمہ میں اپیل کیا ہے دیکھئے کیا ہوا تھے جس شخص نے اس کتاب کو پڑھا ہوگا اُس کو بہت سے شبہات اس کتاب میں ہوں گے کہ وہ حضرت موسیٰ کی ہو الخ۔

لب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۳۴۸ میں ۵۲ھ لکھہ کر لکھا ہے کہ مظنون یوں ہوا ہے کہ دونوں اخبار کی کتابیں اس زمانہ میں عزرا نے لکھیں تھیں انتہے۔

لطف یہ ہے کہ عزرا کی کتاب عزرا کی نہیں ہے

اور لطیفہ یہ کہ اس توریت کو عزرا کی اکٹھی کی ہوئی بعض علماء عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ خود عزرا کی کتاب جو بیبل میں شامل ہے عزرا کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ پہلی اور دوسری تواریخ اور عزرا اور نحمیاہ اور آستر اور ملاکی یہ چہۂ کتابیں قیاساً شمعون صادق سے جو سنہ عیسوی سے دوسو بانوے ۲۹۲ برس پیشتر تھا لکھی گئیں (مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حسب الحکم لندن ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳) یعنے عزرا سے قریب ڈیڑہ سو ۱۵۰ برس بعد شمعون نے عزرا کی کتاب کو مندرج کیا دیکھو مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲ سطر ۲۲ و ۲۳ میں یہ فقرہ کہ عزرا ملاکی نحمیاہ کی کتابیں شمعون الصادق سے مندرج کی گئیں انتہے اور عزرا کی تصنیف تو ہرگز معلوم نہیں ہوتی چنانچہ عزرا باب ۱ و ۱۰ وغیرہ اور خصوصاً اُس کی ۱۱ آیت سے کہ جس کی بعینہ یہ نقل ہے (اُس پروانے کی نقل جو ارتخششتا بادشاہ نے عزرا کو جو کاہن اور فقیہ تھا اور خداوند کے حکموں کی باتیں اور اسرائیل پر کے فرضوں کو جانتا تھا عنایت کیا) صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عزرا کی تصنیف نہیں ہے کیونکہ حضرت عزرا اگر اس کتاب کے مصنف ہوتے تو اپنی تعریف جیسی کہ آیت میں مندرج ہے اپنے منہ سے نکرتے۔

ع۱۵ دیکھو عزرا ۷-۱-۱۰-

پس عزرا سے قریب ڈیڑھ سو برس بعد جو یہ کتاب شمعون نے لکھی معلوم نہیں کہ کس کتاب سے عزرا کا یہ حال دریافت کر کے لکھا اور اگر کوئی کتاب عزرا کے حال کی تھی تو شمعون کو تصنیف جدید کی کیا حاجت تھی اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح عزرا وغیرہ نے توریت کی سنی سنائی باتیں قوم کی اصلاح کے لئے جمع کیں اسی طرح شمعون نے عزرا کی اور ایسا ہی حال ملاکی اور نحمیاہ اور آستر کی کتابوں کا بھی سمجھنا چاہیے۔

مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے ہیکل کی بے حرمتی اور بت پرستی کی تعلیم اور یہودہ کا قتال۔

(۳۳) انیتوکس اپی فنس سُریا کے بادشاہ نے سنہ عیسوی سے ایکسو ستر برس پیشتر یروشلم پر بار بار چڑھائی کی ہیکل کو بیحرمت کیا اور یہودیوں کو بت پرستی کے مذہب پر چلنے کا حکم دیا اور اسینوس نامی ایک شخص کو مقرر کیا کہ یہودیوں کو بت پرستی کی رسومات سکھاوے اور جو کوئی انکا انکار کرے اُسکو بڑی اذیت سے مار ڈالیں اور جنہوں نے بادشاہ کے اس اشتہار کو نہ مانا اُن میں سے جتنے گرفتار ہوئے قتل کئے گئے اور پاک کتابوں یعنے توریت اور صحائف انبیاء کو تلاش کرکے جس قدر پایا جلادیا ایکدفعہ میں انیتوکس نے چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور اتنے ہی یہودی لوگوں کو غلامی میں بیچا اور ہیکل کا عمدہ قیمتی اسباب بچار کروڑ اونسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مالیت کا لوٹ لے گیا اور اپلونیوس اس کے سپہ سالار نے سبت کے دن جبکہ سب لوگ عبادت کے واسطے ہیکل میں جمع تھے قتل عام کیا یہانتک کہ اُن لوگوں کے سوا جو پہاڑوں پر بھاگ گئے یا غاروں میں جا چھپے تھے کوئی نہ بچا اور سپاہیوں نے تمام شہر کا مال لوٹ کر کئی مقاموں میں آگ لگادی اور شہر پناہ کی دیوار اور عالیشان مکانات کو ڈھا کر اُن کے مصالح اور سامان سے کوہ اکرہ پر ایک مضبوط قلعہ بنایا اور سپاہی اس پر مستعد تھے کہ جو لوگ ہیکل میں عبادت کے واسطے آنے کی جرأت کریں اُن کو جان سے ماریں۔

ہیکل میں بت پرستی شروع ہوگئی

اس کے بعد بادشاہ نے ہیکل کو جوپٹر کا مندر کر دیا اور اُس دیوتے کی سنگین مورت کو سوختنی قربانی کے مذبح پر کھڑا کیا از مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۳۴ و ۱۳۵۔

حتی الامکان عہد عتیق کے نسخے جلائے گئے

باب اول کتاب اول مقابیس میں ہے انیتوکس نے

یروسلم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے اُسے ملے پھاڑ کر جلا دیے اور حکم دیا کہ جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کے رسم بجا لائے گا مار ڈالا جائے گا اور ہر مہینے میں تحقیق اُس کی عمل میں آتی تھی اور جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی (یعنے زبور یا یسعیاہ یا یرمیاہ وغیرہ) یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت کو بجا لایا مار ڈالا جاتا تھا اور کتاب تلف کی جاتی تھی انتہے۔

تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لودھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام پادری روڈلف صاحب میں جسے پہلے ایک بزرگ و عالم ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے انگریزی زبانمیں تصنیف کیا اور ۱۸۳۶ء میں مطبوع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں لکھا ہے۔

قولہ انتی اگس (یعنے انیتوکس) ایپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روزمرہ کی قربانیوں کو بند کر دیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے میں نہایت کوشش کی۔ بیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کے جلوا دیا اور اُس کے چھپانے والوں کو قتل کی دھمکی سے دھمکایا انتہے۔ اور اسی طرح ملنر کا تھولک کی کتاب مطبوعہ بلدہ ڈربی ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۱۵ میں بھی لکھا ہے۔

مجموعہ توریت کی تیسری بربادی

پس یہ تیسری بربادی ہے جو کتب عہد عتیق کی نسبت واقع ہوئی بعد اُس کے جبکہ یہوداہ مقابیس نے سنہ عیسوی سے ایکسو پینسٹھ ۱۶۵ برس پیشتر ہیکل کی مرمت کی (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۵) اُس وقت اُس نے توریت وغیرہ کی ایک نقل عزرا وغیرہ کی طرح اکٹھا کر کے ہیکل میں رکھی اور یہی نقل عیسیٰ مسیح کے زمانہ کے بعد اُس وقت تک کہ شاہ طیطس نے یروسلم کو لے لیا تھا امانت میں رہی مگر پھر شاہ مذکور اُس کو ہیکل سے نکال کر دار السلطنت روم میں لے گیا انتہے از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱۔

(۴) طیطس شاہزادہ روم نے ۷۰ء میں شہر	۷۰ء میں یہود کا قتال اور بیت المقدس کی بربادی

یروسلم کو غارت کیا اور مع ہیکل بالکل ڈہا دیا اور گیارہ لاکھہ یہودی قتل ہوئے اور ہزاروں غلامی میں بیچے گئے اور سب یہودی آدمی جو اس آفت میں مرے اُن کا شمار تیرہ لاکھہ ستان ہزار چھہ سو ساٹھہ آدمی ٹھہرا۔ (الکتاب کے مقامات المعروف روشن چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۲ و ۳) اور توریت ایسی بے نام و نشان ہو گئی جس کے لئے اہل کتاب کو ابتک گمان ہے کہ بادشاہ کتاب کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا (مفتاح الکتاب روشن چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۲۱)

ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی

اب میرے اس قول کی کہ صرف ایک جلد توریت کی خاص ہیکل ہی میں رہتی تھی کامل تصدیق ہو گئی اگرچہ میں نے پہلے ثابت کیا کہ حضرت موسیٰ کے حکم سے صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور وہیں سب یہودی جمع ہو کر توریت اگر سنتے تھے چنانچہ بابل کی اسیری سے رہا ہونے کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت توریت ہی سے ملتا ہے (دیکھو استثنا ۳۱ باب ۱۰-۱۳ و ۲۶- اور نحمیاہ ۸ باب)

مسیح کے بعد تک بھی ایک ہی جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی۔

اور عیسائیوں کے اس گمان سے کہ شاہزادہ طیطس نے جب یروسلم کو غارت کیا تو توریت کو نکال کر دارالسلطنت روم میں لے گیا حضرت عیسیٰ کے بعد تک بھی اس دستور کا ثبوت کہ صرف ایک جلد توریت کی ہیکل میں رہتی تھی اور اُس کے سوا اور کہیں توریت نہ تھی بخوبی ہو گیا کیونکہ اگر ہیکل کے سوا اور کہیں بھی توریت ہوتی تو شاہزادہ طیطس جو ہیکل سے توریت کو نکال لے گیا اس سے قوم کو فکر اور غرض کیا تھی مگر مقصود یہی ہے کہ جب تمام قوم میں توریت کا پتہ نہ رہا تب یہ مشہور کیا کہ شاہزادہ توریت کو روم میں لے گیا۔

توریت سے مراد حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابیں ہیں۔

(یہاں توریت سے مراد صرف حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابیں ہیں۔)

طیطس بھی توریت کو نہیں لے گیا

لیکن یہ صرف گمان ہے کہ شاہزادہ طیطس توریت روم میں لے گیا اور اس کا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے کیونکہ اُس وقت جبکہ ہیکل کا شعلہ آسمان تک سر

اوٹھائے ہوئے تھا اور لاکھوں مقتولوں کا خون سفینۂ حواس انسان کو بہائے لئے جاتا تھا ہنگامۂ حرب وضرب نے شور قیامت برپا کیا تھا اتنی فرصت کسے تھی کہ اُس جلتی ہوئی آگ سے کتاب کو نکال کر بچار کھتا فقط کتاب کشف الآثار فی قصص انبیاء بنی اسرائیل چھاپہ اڈنبرگ ۱۸۴۶ء صفحہ ۱۵ میں پادری مریک نے لکھا ہے کہ چھ ہزار آدمی ہیکل کی آگ میں مر گئے۔

پادری اسکاٹ صاحب نے اپنی رومن تفسیر چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ لڑائی سے پیشتر طیطس نے چاہا کہ اُس کو (یعنے شہر کو) اور خاصکر ہیکل کو بچائے اور اس لئے اُس نے یوسف مورخ کو کئی بار یہودیوں کے پاس بھیجا کہ اپنی بغاوت کو چھوڑ دو اور شہر میرے قبضے میں کر دو تو میں تم کو معاف کر دونگا اور تمہارا شہر غارت نہوگا مگر یہودیوں نے اس گھمنڈ پر بھروسہ کر کے کہ خدا ہماری طرف ہے اور ہماری شہر پناہ بھی نہایت مضبوط ہے اُس کی نہ سُنی اور یہانتک بڑی جانفشانی اور ہمت سے اُس کا مقابلہ کیا کہ آخر کو جب شہر اُس کے قبضہ میں آیا تب رومی سپاہ بہت غصہ ہو کر رک نہ سکے اور شہر میں پھیل کر مرد و عورت سبھوں کو مار ڈالا گھروں میں آگ لگا دی پھر یہودی لوگ جو پناہ کے لئے ہیکل میں بھاگ گئے تھے جب اُنہوں نے دیکھا کہ کچھ نہ بچیگا تب آپ کئی برآمدوں میں آگ لگا دی اُس وقت رومی فوج حملہ کر کے ہیکل میں گھس پڑی اور ایک سپاہی نے بغیر حکم کے ایک مشعل خاص ہیکل کے اندر پھینکی تب جلد اُس میں آگ لگ اُٹھی طیطس نے اُس کے بجھانے کا حکم کیا لیکن اُس زور شور کی ہل چل میں کون کسی کی سنتا تھا سپاہیوں نے ہیکل پر دھاوا کر دیا اور کسی طرح نہ رک سکے تمت کلامہ۔

آورین قیصر کے وقت میں یہود اور ہیکل کی بربادی۔

۶۵ برس بعد اس بربادی کے جبکہ آورین قیصر نے یہودیوں کی بغاوت دیکھی تو نہایت غصہ ہو کر حکم کیا کہ کوئی یہودی شہر یروسلم میں آنے نپاوے اور کئی ایک رومیوں کو بھی وہاں بسایا۔

ہیکل کو بتخانہ بنا دیا

اور ہیکل یعنی بیت المقدس پر ہل چلوائے اور ایک مندر جوپٹر دیوتا کے نام

کا بنوایا اور کوہ کلوری پر ایک بت کو جس کا نام وینیس تھا (یعنے خوبصورتی کی دیوی) نصب کیا بلکہ شہر کے نام کو بدل کر ایک اور نام جو اُس کے گھرانے کا تھا یعنی ایلیا رکھا۔

سنہ۴۷۶ء میں بھی بُت پرستون نے ایسا ہی کیا۔

(۶) سنہ۴۷۶ء کے قریب جبکہ وحشی قومیں اوتر کی طرف سے سلطنت روم پر چڑھ کر قابض ہوئیں۔ یہ قومیں بُت پرست اور نہایت بے علم اور وحشی تھیں اور جہاں کہیں اُن کا غلبہ ہوا انہوں نے سارے مدرسوں اور کتبخانوں اور علم اور دین کے مکتوبوں اور نوشتوں کو جلا دیا اس بڑی آفت کے سبب اُن سارے ملکوں کے اوپر بے علمی کی راتوں رات کی تاریکی کئی زمانہ تک چھائی رہی اور مسیحی ایمان کا ایک بڑا تبدل ہوگیا اسی زمانہ کے بیچ دین محمدی شروع ہوا از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۳۷ چھاپہ مرزاپور سنہ۱۸۶۰ء۔

آغاز دین محمدی

(۷) یہودیوں نے خود اپنی کتابوں کو آپ ہی برباد کیا چنانچہ گریز اسٹم صاحب اپنی عوملی یعنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہوگئیں اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا انتہے۔ اس کا ذکر صاحب تبیین الکلام نے بھی جلد ۱ صفحہ ۸۵ میں کیا ہے۔

بوجہ اختلاف عہد عتیق عبرانی نسخوں کا معدوم کر دیا جانا

ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ عہد عتیق کے عبری تمام قلمی نسخے جن کا موجود ہونا اب ہمکو معلوم ہے ایک ہزار اور ایک ہزار چار سو ستاون برسوں کے درمیان کے لکھے ہوئے ہیں اور اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام قلمی نسخے جو سات سو یا آٹھ سو برس پیشتر کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی سنڈ (یعنے مجلس امرا) کے بعض حکموں کے بموجب معدوم کر دیے گئے تھے اس سبب سے کہ اُن نسخوں میں اُن نسخوں سے جو اُس وقت میں خالص گنے جاتے تھے بہت اختلاف تھا۔

سات سو یا چھ سو برس کے چند نسخے ہیں۔

اِس بات کی بشپ والٹن صاحب بھی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِسی سبب سے ہمارے پاس چھ سو برس کے نسخے چند ہیں اور اسی وجہ سے سات سو یا آٹھ سو برس کے نسخے بہت کمیاب ہیں انتھے (ریس کی سائیکلوپیڈیا جلد ۴ بیان بیبل میں۔

سنہ ۶۱۳ء میں خسرو نے ہیکل کو فتح کیا اور عیسائیوں کی گرجون اور متبرک مکانوں کو ڈہا دیا

سنہ ۶۱۳ء میں شاہ ایران خسرو نامی نے اُس شہر پر چڑھائی کر کے اسے لے لیا اور نوّے ۹۰۰۰۰ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور تا مقدور عیسائیوں کے سب گرجون اور متبرک مکانوں کو ڈہا دیا فقط الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۱۹ و ۲۰ یہ اٹھویں بربادی ہے اور بعد اُس کے اور قبل بھی یہودی قوم اور عیسائی اُن آفتوں میں مبتلا رہے کہ عیاذاً باللہ دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۴ و ۶۲ و ۲۱۲ وغیرہ اول قرنیتون کا ۷ باب ۲۶ و ۲۹

قسطنطین کے عہد تک دس مرتبہ ہیکل برباد ہوئی

چنانچہ ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے کا نسٹنٹین کے عہد تک کلیسیا پر دس بڑی آفتین آئیں پہلے نیرو شہنشاہ کے سبب دوسری دومشیان تیسری ترا جن اور اورین چوتھی لوکی بیر پانچویں سپٹمی سبیر چھٹی مکسمیان ساتویں دیکی آٹھویں بلوریان نویں اریلیان دسویں دیو کلیسیان کی دشمنی کے سبب۔

غرضکہ بابل کی اسیری کے وقت جب توریت ضائع ہوئی تو اسیری سے لوٹ آنے کے بعد صرف عبادت وغیرہ کے دستور جو لوگوں کو کچھ زبانی یاد تھے لکھہ لئے گئے اور وہ تعلیمات جو آخرت کی بابت توریت میں تھیں بالکل جمع نہ کر سکے اس سبب سے صادوقی عاقبت کی سب باتوں سے منکر ہوئے اور فریسی کچھ سنی سنائی تعلیمات پر آخرت کا عقیدہ رکھتے رہے اور یہ توریت کی بربادی کا پورا نشان ہے کیونکہ ممکن نہ تھا کہ اُس میں آخرت کا ذکر نہوتا تو کیا وہ صرف دنیا ہی کے لئے تھی اس سے ایسا معلوم ہوا کہ اِن سب بربادیوں کے بعد جو کچھ توریت میں سے بہم پہونچ سکا او سے کچھ گھٹا بڑھا کر یہ ترتیب دی جواب موجود ہے۔

یہود آپس میں تبدیل لفظ توریت کا ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے

توریت کے اُس مقام میں جہان یرون ندی کے پتھروں کو نصب کرنے کا حکم ہے (استثنا ۲۷ باب ۴) یہودی عیبال اور سامری جزرین پڑھتے اور آپس میں ایک دوسرے پر اس لفظ کے تبدیل کرنے کا الزام لگاتے تھے۔

پادری رنکین صاحب کے رسالہ دافع البہتان درجواب صولۃ الضیغم میں جو کہ مشن الٰہ آباد کے چھاپہ خانہ میں ۱۸۴۵ء میں چھپا لکھا ہے کہ جب یہودی پھر ہیکل کو تعمیر کرنے لگے اور سامریوں کو بسبب اُن کی بت پرستی کے شریک ہونے سے مانع ہوئے تب سامریوں نے حسد سے دوسرے پہاڑ پر ہیکل بنائی اور اپنی کمک کے لئے توریت میں ایک بات بدلی جس سے معلوم ہو کہ یہ وہی جگہ ہے جہان خدا نے فرمایا تھا کہ میری عبادت کرنی چاہیے انتہےٰ۔ نعت کتاب مقدس مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۱۶۵۔

مصلحۃً خاموشی لاعلمی مسیح کی توریت سے۔

حضرت عیسیٰؑ سے جب ایک سامری عورت نے پوچھا کہ ہیکل کا یہی مقام جو سامریوں نے بنایا کلام الٰہی کے بموجب ہے یا یروسلم حضرت عیسیٰؑ نے دونون مقاموں کے بابت کچھ ذکر نہ کیا اور نہ دونوں میں سے کسی ایک کو جھوٹا یا سچا بتایا یوحنا ۴ باب ۱۹ - ۲۵۔

اس جگہ سے عیسائیوں کا دعویٰ بابت توریت کے غیر محرف ہونے کے باطل ہو جاتا ہے۔

اس مقام سے اُن لوگون کا یہ دعوےٰ جو توریت کے غیر محرّف ہونے پر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کی تحریف کا ذکر نہیں کیا تھا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ جس طرح ہیکل کا خاص مقام حضرت عیسیٰؑ نے اُس سامری عورت کو نہ بتایا اگرچہ خوب جانتے تھے اسی طرح توریت کی تحریف کا بھی اگر ذکر نہیں کیا تو کیا عجب ہے اور ممکن ہے کہ ذکر کیا ہو مگر پیچھے سے اور تحریفات کی طرح جن کا خود عیسائی عالموں کو اقرار ہے (دیکھو کلیسیا ۴ سکرمنٹ ۴) وہ آیات بھی جن میں توریت کی بربادی مذکور ہو تحریف اور تبدیل کر دیے یا نکال ڈالے گئے کیونکہ جب اناجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ توریت کی بربادی

کا ذکر حضرت عیسےٰؑ نے نہیں کیا تھا کیا حضرت عیسیٰؑ کو اتنا بھی نہیں معلوم تھا کہ حضرت سلیمانؑ کے ایکہزار اور پانچ گیتوں میں سے صرف ایک سو ستر آیتین رہگئی ہیں :-

ضرور حضرت مسیح نے یہودیوں کو توریت کی اکثر کتابوں کے غائب کر دینے پر ملامت کی ہوگی۔

اور کتاب جنگنامہ موسیٰؑ اور کتاب الیسیر اور کتاب یاہو غیب بین وغیرہ پندرہ بیس کتابیں عہد نامہ عتیق سے غائب ہیں اور کیا حضرت عیسےٰؑ استثناء کے آخر باب اور یشوع کے آخر باب کے ملا دینے والے کو بھی نہیں پہچانتے تھے کہ عیسائیوں کو اس ناواقفی کے خلجان اور تعلق سے آزاد نکر سکے اس سے ظاہر ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰؑ نے اس پر ملامت کی ہوگی مگر وہ آیتین اب انجیل میں مبدل ہوگئی ہیں اس کے سوا حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں کو عہد نامہ کا صندوق اور من کے مرتبان اور دونوں ٹکڑے لوح کے جنپر شریعت کے احکام خدا کے ہاتھ سے لکھے تھے۔ اور حضرت ہارون کا عصا جس سے شاخین پھوٹتی تھیں (عبرانیوں کا ۹ باب ۴) کھو دینے پر جو الزام دیا ہوگا وہ بھی انجیل میں مرقوم نہیں ہے اور اس تحریف کی بابت ملامت کا کچھ پتہ تو ملتا بھی ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۹ میں ہے کہ تعلیم کرنے میں انسان ہی کے حکم سناتے ہیں انتہٰے اور اسی طرح مرقس ۷ باب ۹ میں بھی ہے۔

جب مسیح کی ساری باتین نہیں لکھی گئیں تو یہ بھی رہگیا ہوگا۔

پھر یہ بھی کہ مسیح کی سب باتیں نہیں لکھی گئیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اور ۲۱ باب ۲۵ تو ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے توریت کی بربادی کا ذکر کیا مگر لکھنے والوں نے نہیں لکھا پیدایش ۲۰ باب ۲ سے یونانی ترجمہ میں اتنا زیادہ ہے اس لیے وہ جورو کہنے سے خوفناک تھا کہ شاید آدمی شہر کے اُس کو اس کے کہنے سے مارہیں انتہٰے۔

توریت کے ترجمہ میں مترجم یعنے لکھنے والے کی کارستانی

ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۹ء عرمیں ہے کہ لفظ اس لئے آپ ہی دلالت کرتا ہے کہ مترجم نے اپنی طرف سے توضیح یا فائدہ لکھا ہے انتہٰے۔

توریت کے ترجمہ میں یہ عبارت زائد یعنے مترجم کی بڑہائی ہوئی ہے۔

پیدایش ۳۰ باب ۳۶ کے بعد یہ عبارت زائد ہے اور خدا کے
فرشتے نے یعقوب کو کہا کہ اے یعقوب وہ بولا میں حاضر ہوں
تب اُس نے کہا کہ اب اپنی آنکھہ اوٹھا اور دیکھہ کہ سارے مینڈھے جو بھیڑوں پر چڑھے ہے
طوق دار اور داغی اور چتکبرے ہیں اس لئے کہ جو کچھہ لابان نے تجھہ سے کیا میں نے دیکھا
بیت ایل کا خدا جہاں تو نے ستون پر تیل ملا اور جہاں تو نے مجھسے نذر کا عہد کیا میں
ہوں اب اوٹھہ اس زمین سے نکل چل اور اپنے کنبے کی زمین پر پھر جا (ہدایت المسلمین
صفحہ ایضا میں ہے) معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون سامری میں مکرر ہو لکھا گیا ہو گا انتہے گنتی ۱۰
باب ۱۱ کے بعد یہ عبارت سامری میں زائد ہے اور یہوداہ نے موسیٰؑ کو خطاب کر کے
فرمایا کہ تم اس پہاڑ پر بہت رہے اب پھر و اور سفر کرو اور اموریوں کے پہاڑ اور اُن کے سب
باشندوں میں میدانوں میں پہاڑوں میں نشیب میں جنوب کو اور دریا کے بنادر کو کنعانیوں
کی سرزمین اور لبنان میں بڑی نہر تک جو نہر فرات ہے جاؤ دیکھو میں نے یہ زمین تمہیں عنایت
کی داخل ہو اور اس زمین پر جس کی بابت یہوداہ نے تمہارے باپ دادوں ابراہیم و
اسحاق و یعقوب سے قسم کی کہ تم کو اور تمہارے بعد تمہاری نسل کو دوں گا میراث میں
لو انتہے۔ یہ عبارت عبرانی میں نہیں ہے۔

اسحاق توریت میں عزرا کی طرف سے

ہدایۃ المسلمین صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عزرا نے اس
عبارت کو کلام آلہی بنایا اس لئے عبرانی میں داخل نکیا اگرچہ کلام آلہی کے فقرے اُس
میں کئی ایک ہیں تو بھی ترکیب اس کی حدیث وغیرہ سے ہے انتہے۔ اب اس جگہہ
سامری توریت میں ترتیب عزرا کا دعوے کہاں گیا جبکہ لکھا ہے کہ یہوداہ نے موسیٰؑ کو
خطاب کر کے فرمایا الخ کیونکہ ایسے فقرے جن میں موسےؑ کا نام متکلم کے صیغہ سے نہیں
ہے یہودی توریت میں عزرا کی طرف سے ملائے ہوئے سمجھے جاتے ہیں اور سامریوں
کو عزرا کی توریت سے کیا کام تھا اور عزرا کب سامریوں کی توریت کو ترتیب دیے
گئے تھے اور اگر عزرا نے بقول مصنف ہدایت المسلمین سامری توریت کو بھی ترتیب
دی ہے تو عیبال کی جگہہ جرزیم بھی بنا کر عزرا ہی نے سامریوں کو برگشتہ کیا ہو گا

نعوذ باللہ اس مقام پر مصنف ہدایت المسلین کی ساری قابلیت گم ہوگئی اسی لیاقت پر مسلمین کو ہدایت کرنے چلے تھے ع اوخویشتن گم است کرا رہبری کند

سکرمنٹ ۳

کتاب یشوع بھی کسی اور کی تصنیف ہے۔

حضرت موسےٰ کی توریت کی طرح باقی اور کتابوں مشمولہ توریت کا بھی حال ظاہر ہے چنانچہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت یشوع کی کتاب کس کی تصنیف ہے ڈاکٹر لائیٹ فٹ کے نزدیک یشوع کی کتاب تصنیف فیخاس کی اور کالون کے نزدیک العاذر کی اور ہنری کے نزدیک یرمیاہ کی اور وانٹل کے نزدیک سموئیل کی ہے۔

اور کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب صفحہ ۱۱۳ سوال ۷۵ کے جواب میں لکھا ہے گمان ہے کہ پچھلی پانچ آیتوں کے سوا باقی کل یشوع نے لکھی انتہےٰ۔ لیکن صرف گمان ہے یقین نہیں ہے۔

ایضاً البیب التواریخ جلد ۲ جدول تاریخ صفحہ ۴۳۲ میں بھی لکھا ہے کہ یشوع کی کتاب جو کہ گمان کی گئی ہے کہ سردار کاہن فیخاس نے لکھی انتہےٰ۔

مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف یشوع تھا مگر کئی ایک باتیں جو پچھلے باب میں ہیں کسی اور نبی سے لکھی گئیں فقط

اس جگہ بھی وہ اپنے معمولی عقیدے کو کام میں لائے کہ ہنوز اُس پچھلے باب کے لکھنے والے کا ثبوت نہیں ہے تو بھی اُس کے نبی ہونے کا ثبوت ہوگیا۔

اس کے سوا وہ ساری کتاب بھی حضرت یشوع کی تصنیف نہیں معلوم ہوتی چنانچہ اس کتاب کے چوبیس ۲۴ باب ہیں اور اس کے ۴ باب ۹ میں ؎ ہے۔ اور یشوع نے یردن کے بیچوں بیچ اُس جگہ پر جہاں اُن کاہنوں کے قدم ثابت ہوئے جو عہد نامے کے صندوق کے حامل تھے بارہ پتھر نصب کئے چنانچہ وہ آج کے دن تک

ع؎ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب یشوع کی اور کی تصنیف ہے ۱۲

وہاں ہیں اور ۵ باب ۹ میں ہے آج کے دن تک اُس جگہہ کا نام جلجال ہے اور ۷ باب ۲۶ میں ہے پھر انہوں نے اُن پتھروں کا بڑا تودہ کیا جو آج تک ہے تب خداوند نے اپنے قہر کی بھڑک کو اُن پر سے پھیرا اِس لئے اُس جگہہ کا نام آج تک وادی اکور ہے اور اسی طرح ۸ باب ۲۸ میں ہے اور یشوع نے عی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے راکھہ کا تودہ کر دیا سو وہ آج کے دن تک ویران ہے اور اسی باب ۲۹ میں ہے اور اُس نے عی کے بادشاہ کو پھانسی دے کے شام تک درخت پر لٹکا رکھا اور جونہی آفتاب غروب ہوا یشوع نے حکم کیا کہ اُس کی لاش کو درخت سے اوتاریں اور شہر کے دروازے پر پھینک دیں اور اس پر پتھروں کا بڑا تودہ کریں سو وہ آج کے دن تک ہے اور دسواں باب تیرہ میں ہے تب آفتاب نے درنگ کیا اور ماہتاب کھڑا رہا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا۔ کیا یہ کتاب الیسیر میں نہیں لکھا ہے اور اسی طرح اسی باب کی ۲۷ آیت اور ۱۳ باب ۱۳ اور ۱۴ باب ۱۴ اور ۱۵ باب ۶۳ اور ۱۶ باب ۱۰ اور ۲۴ باب ۲۹ وغیرہ کو دیکھو جن میں آج کے دن تک کے لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب حضرت یشوع کے زمانہ میں نہیں لکھی گئی یشوع ۱۰ باب ۱۳ میں جو کتاب الیسیر کا حوالہ دیا ہے اور اسی طرح ۲ سموئیل اول باب ۱۸ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب الیسیر کا ہم عہد یا بعد زمانہ حضرت داؤد کے ہوا ہے ظاہر ہے کہ کتاب یشوع کا لکھنے والا سیکڑوں برس بعد حضرت یشوع کے ہوگا۔

یشوع ۱۰ باب ۱۳ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ کتاب یسیر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجموعہ تھا تاریخوں نظم یا نثر کا بابت بڑے بڑے مقدموں لڑائیوں اسرائیل کے الخ اور یشوع ۱۵ باب ۶۳ جس میں لکھا ہے کہ یبوسی بنی یہوداہ کے ساتھ آج کے دن تک یروسلم میں بستے ہیں فقط اس سے ظاہر ہے کہ یشوع کی کتاب حضرت داؤد کے زمانہ میں یا بعد اُس کے لکھی گئی لیکن مصنف کا بالکل پتہ نہیں ہے۔

ع۵ ان آیات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب یشوع کی نہیں ہے ۱۲

اسی طرح قاضیوں کی کتاب کا مصنف بھی بالکل مفقود ہے بعضے سموئیل کو قاضیوں
اور روت کی کتاب کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۸۰) لیکن یہ تو اٹکل
ہے اور اسپر کچھ یقین نہیں ہے۔

ایوب کا بھی یہی حال ہے | اور اسی طرح کتاب ایوب کا حال ہے بعضے الیہو کو اور بعضے موسیٰ
کو اور بعضے ایوب کو اس کا مصنف خیال کرتے ہیں (مفتاح الکتاب صفحہ ۹۱) مگر ایوب
۳۲ باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ الیہو حضرت ایوب سے تقریر کرنے والوں میں تھا یہ نہ
کہ کتاب کا مصنف اور حضرت موسیٰ سے حضرت ایوب کا زمانہ بہت پیشتر تھا چنانچہ
اُس مشہور کتاب میں جس کا نام مقدس کتاب کا احوال ہے اُس کے صفحہ ۴۸ چھاپہ
لندن سنہ ۱۸۶۱ء میں حضرت موسیٰ سے ایوب کا آزمایا جانا چھ سو اسی برس پیشتر اور حضرت
ابراہیم سے قریب دو سو برس پیشتر لکھا ہے۔

ایوب کا زمانہ بھی نہیں معلوم | اور مفتاح الکتاب رومن چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۱ میں لکھا ہے
کہ بہت مفسروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ یہ (یعنے ایوب) ابراہیم کے وقت سے پیشتر
تھا بلکہ اُس زمانہ کا نور تھا جو نوح اور ابراہیم کے وقت کے درمیان گذرا انتہیٰ۔ اور
مفتاح الکتاب صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ ایوب کی کتاب سنہ عیسوی سے دو ہزار ایکسو اسی ۲۱۸۰
یا دو ہزار ایکسو تیس ۲۱۳۰ برس پیشتر تصنیف ہوئی۔

اور حضرت ایوب اس کتاب کے مصنف معلوم نہیں ہوتے اس سبب سے
کہ اُس میں ایوب کا نام ہر جگہہ بصیغہ غایب آیا ہے۔ جیسے کہ توریت میں حضرت موسیٰ
کا نام طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی کا یہ قول ہے کہ ایوب رہنے والا زمین
عُز کا تھا اور زمین عُز معلوم ہوتا ہے کہ ملک عرب کا ایک ضلع تھا جانب دکھن اور
پورب کنعان کے۔

ایوب کی نسل میں اختلاف ہے | اگرچہ بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنے عُز) ادومیہ میں واقع تھا یہ
بھی خیال کرتے ہیں کہ ایوب نسل عیساؤ سے تھا اور اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ابراہیم کی نسل

ع قاضیوں کی کتاب کا مصنف دوسرا ہے ۱۲

اور قطورہ تیسری بی بی ابراہیمؑ سے تھا اور یہ بھی گمان اغلب ہے کہ وہ تھا اولاد عزؑ کی جو کہ بیٹا ناحور کا تھا انتہے۔

پیدائش ۲۲ باب ۲۰ و ۲۱ سے ظاہر ہے کہ ناحور حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کا نام ہے اور عزؑ پہلوٹھا ناحور کا تھا اس سب اختلافات سے ثابت ہوا کہ نہ صرف مصنف کتاب ایوبؑ بلکہ حضرت ایوب کا حال بھی اہل کتاب کو تحقیق معلوم نہیں ہے۔

پھر اگر خیال کریں کہ حضرت موسیٰؑ نے کتاب ایوبؑ کو بقول طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی زبان عربی سے عبرانی میں ترجمہ کیا ہے تو اس کا بھی کوئی واجبی ثبوت نہیں ہے اور بالفرض اگر ایسا ہو تو یہ صرف ترجمہ موجود اور وہ اصل کتاب مفقود ہے ع

نکل سے ہے سانپ گیا اب لکیر پیٹا کر۔

بعض علماء اہل کتاب مثل لیکلرک اور میکالس وغیرہ خیال کرتے ہیں کہ ایوبؑ کی کتاب کا صرف خیالی مضمون ہے مگر خرقیل نبی کی کتاب کے ۱۴ باب ۱۴ و ۲۰ میں دو۲ جگہہ نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ کے ایک ساتھ نام لکھے ہیں اس طرح پر کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میں گنہ گار قوم پر اپنا غضب نازل کروں تو ہر چند یہ تین شخص نوحؑ اور دانیالؑ اور ایوبؑ اُس قوم میں ہوں تو بھی وے اپنی صداقت سے صرف اپنی ہی جانوں کو بچائیں مگر میرے غضب سے اُس قوم کو نہیں بچا سکتے انتہے اس سے ظاہر ہے کہ اگر نوحؑ اور دانیالؑ نبی تھے تو ایوبؑ بھی نبی تھے۔

نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ایوبؑ بھی نبی تھے

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں ہے[1] کیونکہ اگر حضرت ایوبؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر تھا یا ایوبؑ نسل عیساؑ برادر کلان حضرت یعقوبؑ سے تھے یا حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیمؑ کی نسل اور بی بی قطورہ سے تھے یا حضرت ایوبؑ عزؑ بن ناحور برادر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد

[1] کتاب مسیح الدجال مصنفہ ماسٹر رام چندر عیسائی مطبوعہ دہلی ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۸ میں یہودیوں کا قول مذکور ہے کہ یہ امر کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ یہ محمدؐ قوم امی یعنے قوم بُت پرست عربیوں میں سے ہے نہ ہماری قوم بنی اسرائیل سے کیونکہ ہم لوگوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں کہ وہ اصل میں بت پرستوں میں سے تھے انتہے اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریون جو کہ الہام یافتہ اور رسول مانے جاتے ہیں وہ سب یہودی تھے دیکھو متی ۱۰ باب ۴ میں شمعون کنعانی ۱۲۔

سے تھے بہر حال حضرت ایوبؑ خاندان بنی اسرائیل سے جدا تھے۔

ساری کتاب الہام سے ہے

اور اگر حضرت ایوبؑ مورد الہام نہ تھے تو اُن کی کتاب الہامی نوشتوں میں کیوں شامل ہوئی جبکہ سب کتاب الہام سے ہے (۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶)

دوسری دلیل کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر موقوف نہیں ہے

اور دوسری دلیل اسبات کے لئے کہ نبوت خاندان بنی اسرائیل پر منحصر نہیں یہ ہے کہ روت جو حضرت داؤدؑ کی پردادی اور مندرجہ نسب نامہ حضرت عیسےٰؑ ہے اور راحاب فاحشہ (یشوع ۲ باب) غیر یہودی تھیں اور یہ دونوں حضرت عیسیٰؑ کی دادیوں میں گذری ہیں کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب میں دلائل قدامت کتاب ایوب کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ سے نہایت قدیم ہے یہ مندرج ہیں (صفحہ ۳۴ سوال ۱۳۸)

(۱) ایوبؑ کا مذہب ایسا تھا جیسا کہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں مروج تھا ایوبؑ نے قربانی گذرانی جس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں کاہن نہ تھے۔

(۲) اس کتاب میں یہودیوں کا اور شریعت موسوی کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

(۳) اس کتاب میں بنی اسرائیل کے مصر میں مقیم رہنے اور اُن کے خروج کرنے کا اشارہ تک نہیں ملتا۔

(۴) اس کتاب میں بہت سے ایسے الفاظ مستعمل ہیں جو بہت قدیم تھے اور آخر زمانہ کی تصنیفوں میں رائج نہیں پھر صفحہ ۳۵ سوال ۱۳۹ کے جواب میں لکھا ہے مصنف اپنی دلیلوں کے ثبوت میں پاک کلام کے خاص خاص مقامات کو پیش نہیں لاتا اور نہ یہودیوں کی رسومات سے اشارہ کرتا ہے پر عام مذہبی خیالات اور آگاہی کی بنیاد پر اپنی دلیل کو قایم کرتا ہے اور اسی لحاظ سے جن جن جگہوں کا ذکر اس کتاب میں ہوا ہے سو وہ سب زمین کنعان کی حد سے باہر ہیں اور اُس کا زمانہ یہودیوں کے نظام پر مقدم ہے چنانچہ خدا کا نام اس کتاب میں لفظ یہوواہ کے نام سے ملقب نہیں ہوا ہے اس کتاب کی عبارت اس کتاب کے مقصد سے مشابہ کی گئی ہے انتہےٰ۔

یعقوبؑ کے خط کے ۵ باب ۱۱ میں بھی ایوب کا ذکر ہے مگر یہ کتاب ایوبؑ کی تصنیف

یا اور مصنفوں کی جن کی نام علما اہل کتاب نے تجویز کئے کسی عیسائی نوشتہ سے ثابت نہیں ہوتی۔

موسیٰ کی کتاب سے ایوب کی کتاب قدیم ہے	کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء حصہ ۳ باب ۱ صفحہ ۲۰۸ میں لکھا ہے کہ اِن میں سے موسےٰ نبی پہلا مصنف سمجھا

جاتا ہے لیکن بعضے گمان کرتے ہیں کہ کتاب ایوب کا مصنف شاید اس سے بھی قدیم تھا۔

زبوروں کے مصنفوں میں اختلاف	اور بہت سی زبوریں ہیں کہ جن کے مصنف کا پتہ نہیں چنانچہ یوسف اون

صاحب پادری نے جورومن میں تفسیر زبوروں کی لکھی اپنی تفسیر کے آغاز میں ایک زبور کا مصنف موسیٰ کو (جو کہ قریب پانچ سو برس پیشتر حضرت داؤد سے تھے) اور بہتر زبوروں کا مصنف داؤد کو دو زبوروں کا سلیمان کو بارہ زبوروں کا آصف کو ایک زبور کا ایتان کو گیارہ زبوروں کا بنی قرح کو لکھا ہے اور اکیاون زبوروں کا معلوم نہیں کہ کون مصنف ہے۔

سموئیل کی بھی دونوں کتابوں کا مصنف کون تھا۔	اور زبوروں کی ترتیب بھی عجب طرح کی ہے چنانچہ اکیاون ۵۱ وغیرہ ہندسہ کے زبور داؤد کے اور چھیاسٹھ ۶۶ وغیرہ ہندسہ کے

زبور گمنام مصنف کے اور اڑسٹھ ۶۸ وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر داؤد کے اور اکہتر ۷۱ ہندسہ کا زبور پھر گمنام مصنف کا اور بہتر ۷۲ ہندسہ کا زبور حضرت سلیمان کا اور تہتر ۷۳ وغیرہ ہندسہ کے زبور آصف کے اور چوراشی ۸۴ وغیرہ ہندسہ کے زبور بنی قرح کی اور چھیاشی ۸۶ ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور ستاسی ۸۷ اور اٹھاشی ہندسہ کے زبور پھر بنی قرح کے اور نواسی ۸۹ ہندسہ کا زبور ایتان اسراخی کا اور نوے ۹۰ ہندسہ کا زبور موسےٰ کا اور ایکسو ایک ۱۰۱ وغیرہ ہندسہ کا زبور پھر داؤد کا اور اِن دونوں ناموں کے بیچ کے زبور گمنام مصنف کے ہیں اور ایک سو چار ۱۰۴ وغیرہ ہندسہ کے زبور پھر گمنام مصنف کے ہیں علےٰ ہذالقیاس اس بے ترتیبی سے ابتری کتاب کی ہر شخص خیال کر سکتا ہے اسی طرح حضرت سموئیل کی دونوں کتابوں کے مصنف کا پتہ معلوم نہیں مفتاح الکتاب صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے اِن

دونون کتابوں کا سموئیل نام اِس لئے رکھا گیا کہ اُس مشہور نبی نے پہلی کتاب کے اکثر باب تصنیف کئے چنانچہ خبریوں کی روایت سے معلوم ہوا کہ پہلی کتاب کے چوبیس ۲۴ باب جن میں سموئیل کی پیدایش اور اعمال اور احوال کا بیان ہے خود اوسے نبی سے لکھی گئی اور اس کتاب کے باقی باب اور دوسری کتاب بالکل جاد و ناتن نبیوں سے الخ

سموئیل کی کتاب میں الحاق | چنانچہ اول سموئیل ۲۵ باب ۱ میں حضرت سموئیل کی وفات کا بیان ہے پس کون کہہ سکتا ہے کہ پچیسویں ۲۵ باب سے آخر اکتیس ۳۱ باب تک اول کتاب سموئیل اور تمام کتاب دوم سموئیل کو حضرت سموئیل نے اپنی وفات کے بعد تصنیف کیا ہے۔

ایضاً | مگر یہ بھی صرف خیال ہے چنانچہ اِن دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سموئیل اور حضرت جاد اور حضرت ناتن اِن میں سے کوئی بھی مصنف اِن کتابوں کا نہیں ہے چنانچہ اول سموئیل ایک باب بیس ۲۰ میں لکھا ہے اور ایسا ہوا کہ پیٹ سے ہوئی (یعنے حضرت سموئیل کی والدہ) اور بیٹا جنی اور اُس کا نام اُس نے سموئیل رکھا اور ۱۰ باب ۱ میں ہے پھر سموئیل نے تیل کی ایک شیشی لی اور اس کے سر پر اونڈیلی اور ۲ سموئیل ۱۲ باب ۱ میں ہے کہ خداوند نے ناتن کو داؤد کے پاس بھیجا اور اسی طرح اور بہت مقام ہیں کتاب کو دیکھنا چاہیے۔

دونوں سلاطین کی کتاب کی نسبت | دونوں کتاب سلاطین کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ۸۳ میں یوں لکھا ہے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ داؤد و سلیمان و حزقیاہ بادشاہوں نے اپنا اپنے عہد کا بیان کیا ہے پھر ناتن اور جاد اور یسعیاہ اور عیدو وغیرہ نبیوں نے اپنے علیحدہ عہدوں کا بیان کیا الخ اور کتاب سوال و جواب ترجمہ یونس سنگھ و پادری والس صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۲۱ سوال ۹۱ اور صفحہ ۲۲ سوال ۹۹ کے جوابوں میں ان دونوں کتابوں کے مصنف کی بابت یوں لکھا ہے کہ یا تو عزرا یا یرمیاہ نے لکھا انتہے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۵ کی فہرست میں اول و دوم سلاطین کے مصنف ناتن جاد خیال عیدو یسعیاہ وغیرہ لکھے ہیں۔

مگر تعجب یہ ہے کہ تین بادشاہوں نے اپنی اپنی تواریخ لکھی اور ایک ہی کتاب میں

جمع کی اور کیا اِن عظیم الشان بادشاہوں کی سلطنت میں مورخ نہ تھے جو اُو نہیں آپ اپنی تواریخ لکھنی پڑی اور اسی طرح اِن تین چار نبیوں نے ایک ہی کتاب میں اپنا اپنا حال لکھا اور اسطرح پر کہ جب عزراؔ نے اِن کو ترتیب دی برابر سلسلہ عبارت کا ملگیا یہ عجیب بات ہے اور یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ سلیمانؑ اور حزقیاہ وغیرہ نے اپنا اپنا حال لکھا بلکہ اُس زمانہ سے مدّت دراز کے بعد یہ کتابیں لکھی گئیں چنانچہ ۲ سلاطین۵ ۲ باب ۲۲ میں الیسعؑ کے ذکر کے بعد دیکھنا چاہیے جہاں لکھا ہے کہ آج کے دن تک اور اسی طرح ۱۷ باب ۳۴ و ۴۱ وغیرہ اور ۱۸ باب ۲ و ۳ میں حزقیاہ کا نام بصیغہ غائب اور اُس کی تعریف ۳ آیت میں یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ حزقیاہ اس کا مصنف نہ تھا اور نہ سلیمانؑ اور نہ داؤدؑ اور نہ کہیں بیبل میں یہ لکھا ہے کہ اسماء مرقومۂ بالا سے کوئی مصنف کتاب سلاطین ہوا۔

| حمیاہ کی کتاب بھی اُن کی نہ تھی۔ | اور نحمیاہ ۱۲ باب ۱-۲۶ دلالت کرتا ہے کہ وہ صحیفہ نحمیاہ کا نہیں

اور یہاں بہ لاچاری اُن کے مفسر اقرار الحاق کا کرتے ہیں اور الحاق کرنے والا اُن کے نزدیک معین نہیں ہو سکتا ہارن صاحب جلد چوتھی اپنی تفسیر میں الحاقی ہونے اِن آیتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کتاب واعظ جو کہ حضرت سلیمانؑ کی تصنیف سمجھی جاتی ہے اُس کو رب قمحی کہ یہودیوں کا بڑا عالم مشہور ہے تصنیف یسعیاہؑ اور ٹالمیوڈ کے علما تصنیف حزقیاہ کی بتلاتے ہیں اور گروٹیس کہتا ہے کہ بحکم زروبابل کے اُس کے بیٹے ابیہود کی تعلیم کے لئے کسی شخص نے تصنیف کی تھی اور بعضے علما جرمن کے خیال کرتے ہیں کہ بعد قید بابل کے تصنیف ہوئی یعنے حضرت سلیمانؑ سے قریب چار سو برس کے بعد اور زرقیل کہتا ہے کہ انیتوکس اپقنس کے وقت میں لکھی گئی۔

| امثال سلیمانؑ کی حالت | اور سات باب اخیر امثال کے ۲۵ باب سے ۳۱ باب تک تصنیف

حضرت سلیمانؑ کی نہیں ہیں بلکہ سیکڑوں برس بعد وفات حضرت سلیمانؑ کے ملائے گئے ہیں چنانچہ امثال ۲۵ باب ۱ میں لکھا ہے۔

عہ۵ اِس جگہ سے کتاب سلاطین کا عقدہ کھُل تا ہے۔

اعتراض امثال سلیمان پر	اور یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جنہیں شاہ یہوداہ حزقیاہ کے

رفیقوں نے قلم بند کیا انتہے۔ یعنے اگرچہ اس آیت میں سلیمان کا نام موجود ہے لیکن
حضرت سلیمان سے تین سو برس بعد حزقیاہ کے رفیقوں نے کیونکر اونہیں قلم بند کیا
اور حضرت سلیمان کے زمانے میں کیوں قلم بند نہیں ہوئے اور امثال ۲۵ باب
کی پہلی آیت حزقیاہ کے رفیقوں سے بھی سیکڑوں برس بعد کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ
اس میں اون کا نام بصیغہ غایب ہے۔

ایضاً | اور معلوم نہیں کہ کس نے یہ آیت اپنی طرف سے ملادی اور گمان غالب ہے
کہ اس آیت کو الحاق کرنے والا یہی شخص مصنف اون سات بابوں کا بھی ہو۔

ایضاً | اور امثال کے آخر ۲ باب اجور و لموئیل کی تصنیف ہیں معلوم نہیں کہ اجور و لموئیل
کون اور کس زمانے میں تھے تفسیر ہنری و اسکاٹ میں ہے کہ ہولڈن نے اس
خیال کو کہ لموئیل نام سلیمان کا ہے رد کر کے تحقیق کیا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور
کوئی دلیل کافی اسبات کی ملی ہوگی کہ کتاب لموئیل اور کتاب اجور الہامی ہیں ورنہ
کتب قانونی میں داخل نہوتیں۔

دیکھیے اٹکل سے کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے الہامی ہونے کی قدما کو کوئی دلیل کافی
ملی ہوگی مگر کچھ اس کا ثبوت نہیں ہے۔

سلیمان کی خلاف شریعت شادیاں	چونکہ اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو ناجائز تھا استثناے باب ۲ و ۳ تو حضرت سلیمان کی غزل الغزلات کیونکر

الہامی ہوسکتی ہیں جو فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرتے وقت کہیں تھیں کیا
خدا نے آپ ہی اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا بنی اسرائیل کو منع کیا اور آپ
ہی فرعون کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے میں حضرت سلیمان کو عاشقانہ غزلوں کا
الہام بھیجا اور غزل الغزلات سے زیادہ بموجب عقیدہ اہل کتاب امثال اور واعظ
کو سمجھنا چاہیے۔

سلیمان کی بت پرستی	کیونکہ وہ حضرت سلیمان کے بڑھاپے یعنے اون کی بت پرستی کے

دنوں میں (سلاطین ۱۱ باب ۵-۸) تصنیف ہوئیں کیا کوئی بت پرست بھی الہام یافتہ ہوتا ہے۔اب کہاں وہ قول درست رہا کہ ساری کتاب الہام سے ہے۔

طمطاوس کا خط غیر الہامی ثابت ہوا

۲ طمطاوس ۳ باب ۱۶ کیونکہ اس ساری کتاب سے مراد عہد عتیق کی ساری کتاب دیکھو میزان الحق چھاپہ اکبر آباد سنہ ۱۸۵۰ء دوسری چھپائی صفحہ ۳۹ پس اگر یہ تینوں کتابیں یعنے امثال۔ واعظ۔ غزل الغزلات یا اِن میں سے ایک بھی غیر الہامی ٹھہرے تو طمطاوس کا دوسرا خط جس میں یہ آیت ہے کہ ساری کتاب الہام سے ہے اپنے بیان کی بے اعتباری کے سبب یقینی غیر الہامی ہو گیا کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس سنہ ۱۸۶۵ء میں لکھا ہے (صفحہ ۴ سوال ۱۶۴)

کتاب امثال پوری نہیں ہے

کیا جتنی مثالیں سلیمان نے کہیں سب اس کتاب میں درج ہیں (یعنے امثال میں) جواب نہیں اُس نے تین ہزار تمثیلیں اور ایک ہزار پانچ غزلیں کہیں تہیں دیکھو اول سلاطین ۴ باب ۳۲ انتہے۔

پس اس سے بخوبی ثابت ہے کہ جس طرح اس کتاب امثال موجودہ میں سات باب پیچھے سے ملائے گئے اسی طرح اصل کتاب سے بہت کچھ ضائع بھی ہو چکا ہے یعنی صرف ایک ہی آفت نہیں بلکہ بڑہانے اور گہٹانے دونوں طرح کی آفتیں اس کتاب کے لاحق ہوئیں ہیں۔

کتاب یسعیاہ بھی ایسے ہی ہے جس کا مصنف نہیں معلوم ہوتا

اور کتاب یسعیاہ کے ۳۸ و ۳۹ باب اور ۲ سلاطین ۲۰ باب کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جو ایک کتاب کا محاورہ ہے وہی دوسری کا ہے پس کیونکر ثابت ہوا کہ اس کا مصنف اُس کے سوا ہے کیونکہ جس طرح یسعیاہ کا نام بصیغۂ غائب اور جو بیان لفظ بلفظ ایک کتاب میں ہے وہی دوسری میں بھی ہے۔

یسعیاہ میں الحاق

اور کارکرن صاحب کا تلک صفحہ ۱۶۱ اپنے تیسرے رسالہ مباحثہ میں جو سنہ ۱۸۵۲ء میں آگرہ میں چھپا ہے اور وہ مباحثہ پادری وارن صاحب سے ہوا تھا لکھتا ہے

کہ مشہور استاہلن جرمنی نے کہا ہے کہ کتاب یسعیاہ میں چالیسویں باب سے چھیاسٹھویں ۶۶
باب تک ممکن نہیں کہ تصنیف یسعیاہ کی ہو انتہیٰ۔ اس سے ثابت ہوا کہ ستائیس ۲۷ باب
کتاب یسعیاہ کے الحاقی ہیں اور اس کا کران صاحب والے مباحثہ کا پادری عمادالدین نے
بھی اقرار کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۰۔

یرمیاہ میں اختلاف اور الحاق

مفتاح الکتاب صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ یرمیاہ کا ۵۲ باب عزرا سے
لکھا گیا ہنری اور اسکاٹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس باب کو عزرا یا کسی اور شخص نے
واسطے توضیح پیشین گوئیوں یرمیاہ کے جو باب گذشتہ پر تمام ہوئیں اور نوحہ یرمیاہ کے
الحاق کیا ہے اور ہارن صاحب صفحہ ۱۹۵ جلد چوتھی مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء میں لکھتا ہے
کہ یہ کتاب بعد یرمیاہ کے بابل سے یہودیوں کی رہائی کے پیچھے جس کا تھوڑا بیان اُس
باب میں پایا جاتا ہے ملایا گیا ہے پس ان مفسروں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ باب قطعاً
الحاقی ہے اور الحاق کرنے والا معین نہیں۔

زبان میں فرق

اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس پیغمبر کے سب ملفوظات
عبری میں ہیں مگر ۱۰ باب ۱۱ کہ وہ کسدیوں کی زبان میں ہے فقط اور ایسا ہی اردو
بیبل میں جو لندن میں ۱۸۶۰ء میں چھپی ۱۱ آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے اور تعلیم الایمان
مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ باہتمام پادری روڈلف صاحب ۱۸۶۹ء جسے پہلے ڈاکٹر
جان مکڈول صاحب نے تصنیف کیا۔ اور ۱۸۳۸ء میں چھپی تھی اُسکے صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے

پہلے سب کتابیں عبرانی اور کالدی میں تھیں

کہ توریت کے سوا پرانے وثیقے کی سب کتابیں ملاکی نبی
کے وقت جو مسیح سے چارسو بیس ۴۲۰ برس پیشتر تھا عبرانی اور کالدی زبان میں قلم بند ہوئیں
انتہیٰ نعمت کتاب مقدس مصنفہ مسس پادری میتھر صاحب و مرتبہ پادری شیرنگ
صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۷۵ء صفحہ ۷۹ کالم ایک میں ہے کہ عزرا کی کتاب
کچھ کسدیوں کی زبان میں اور کچھ عبرانی میں لکھی گئی انتہیٰ یرمیاہ ۱۰ باب ۱۱ بھی کسی کسدی
زبان والے کی ملائی ہوئی ہے اور فاضل وینیا بھی کہتا ہے کہ وہ الحاقی ہے جیسا اور جا
توریت وغیرہ میں بھی مثل اس الحاق کے پایا جاتا ہے۔

اور یرمیاہ کا نام اس کتاب میں اکثر غائب کے صیغہ ع۵ سے آیا ہے اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ساری کتاب یرمیاہ کی تصنیف ہے مثلاً یرمیاہ ۲۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے تب حننیاہ نبی نے یرمیاہ نبی کی گردن پر سے جوا اوتارا انتہے اس آیت سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ کتاب حننیاہ نبی کی تصنیف ہے یا یرمیاہ نبی کی اسی طرح سے اس کتاب میں اور مقام بھی ہیں دیکھو یرمیاہ ۱۱ باب اور ۱۴ باب اور ۱۸ باب اور ۲۰ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۳ اور ۲۵ باب ۲ اور ۲۷ باب اور ۲۸ باب ۵-۶-۱۲-۱۵ وغیرہ۔

زکریا کی کتاب پر رائے

اور کتاب زکریا کا یہ حال ہے کہ ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ع صفحہ ۲۲۳ میں بیان حال کتاب زکریا میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے آخر میں نسبت اول کے بیان صاف اور مضمون عالی ہے اور اول میں پوشیدہ اور اس فرق کے سبب مسٹر میڈ اور ڈاکٹر ہمنڈ اور بعض محققین متاخرین نے خیال کیا ہے کہ باب ۹-۱۰-۱۱ اس کتاب کی تصنیف زکریا کی نہیں انتہے۔

کتاب آستر میں اول سے آخر تک کسی نبی کا نام یا خدا کا نام نہیں ہے

آستر کی کتاب جو الہامی نوشتوں میں شامل ہے عجب طرح کی الہامی تواریخ ہے کہ جس میں اول سے آخر تک کہیں خدا اور رسول کا نام نہیں ہے صرف اُس بت پرست بادشاہ فارس کا ذکر تمام و کمال کتاب میں ہے اور اس کتاب کے بھی مصنف کا بالکل پتہ نہیں عزرا کا بھی اس کتاب میں نہ کسی جگہ نام ہے اور نہ کچھ بھی ذکر ہے لیکن اُس بت پرست بادشاہ کی شراب خواری کی تعریف اور عشق آستر ملکہ میں یہودی قوم کی جان بخشی مذکور ہے دیکھو آستر اول باب ۷-۸ اور ۱۰-۱۲ بے حیائی کی بابت اور ۲ باب خصوصاً اُس کا ۱۲-۱۴ حرامکاری کی بابت اور ۵ باب ۶ اور ۷ باب ۲-۷ اور بہت قدما عیسائیوں کو اس کتاب پر شبہہ تھا کاتلک ہرلڈ کی جلد ۲ صفحہ ۷۴۴ میں لکھا ہے کہ سنٹ ملٹیو نے کتب واجب التسلیم کی فہرست میں اس کا نام درج نہیں کیا چنانچہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسیا کے باب ۲۶ کتاب چہارم میں لکھا ہے اور سنٹ گریگری نازین زین نے اپنے

ع۵ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کسی اور کی تصنیف سے ہے ۱۲

شعروں میں صحیح کتابوں کے نام ضبط کئے ہیں اور نام اس کتاب کا نہیں لکھا اور سنٹ ایم فی لوکیس نے اپنے شعروں میں جو سلیوکس کو لکھے تھے اس پر شبہہ کیا ہے۔

اتھانی شیس نے آستر کو رد کیا ہے

اور سنٹ اتھانی شیس نے اپنی ۳۹ چٹھی میں اس کتاب کا رد کیا ہے اور اسی طرح مصنف سناپ سس نے بھی۔

کتاب سوال وجواب پادری یونس سنگھ وپادری والش صاحب چھاپا الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۳۱ سوال ۱۲۸ کے جواب میں لکھا ہے اس کا (یعنی کتاب آستر کا) مصنف معلوم نہیں پھر اوسی کتاب سوال وجواب کے صفحہ ایضاً سوال ۱۳۰ میں لکھا ہے اس کتاب میں کون سی خصوصیت ہے جواب خدا کا نام اس میں مذکور نہیں ہے انتہے۔

کتاب روت کب لکھی گئی

کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ وپادری والش صاحب صفحہ ۱۵ سوال ۶۹ کے جواب میں کتاب روت کی بابت یوں لکھا ہے گمان ہے کہ یہ داؤد کے زمانہ میں رقم ہوئی اس کی پچھلی آیت سے ثابت ہے کہ یہ کتاب داؤد کے زمانہ سے آگے نہ لکھی گئی ہوگی انتہے

واضح ہو کہ روت حضرت داؤدؑ کی پردادی تھی یعنے روت سے عابد پیدا ہوا اور عابد سے یسّی اور یسّی سے حضرت داؤدؑ پس چار پشت کے بعد یہ کتاب حالات روت میں لکھی گئی دیکھو متی اوّل باب ۵۔

کتاب حبقوق خود حبقوق کا حال معلوم نہیں کہ کب تھے

پھر کتاب سوال وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ اور پادری والش صاحب صفحہ ۷۹ سوال ۳۴۲ کے جواب میں کتاب حبقوق کی بابت لکھا ہے کہ حبقوق نبی کا حال بالکل ہی معلوم نہیں انتہے پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۸۹ سوال ۳۷۳ کے جواب میں ملاکی نبی کی کتاب کی بابت لکھا ہے کہ اُس کے نام کے سوا اُس کا اور کچھ حال معلوم نہیں ہے اب پادری فانڈر صاحب کا قول کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۶ چھاپہ سکندرہ اکبرآباد مطبوعہ ۱۸۵۵ء سے نقل کرتا ہوں۔

تعین زمانہ مجموعہ بیبل کی تصنیف کا

قولہ توریت کے سب صحیفے (جو انتالیس ۳۹ کتابیں ہیں) نبیوں کے وسیلے سے لکھے گئے حضرت موسیٰؑ کے ایام سے تخمیناً پندرہ سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے حضرت ملاکی نبی تک کہ چار سو برس قبل از سنہ عیسوی تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں مثلاً ایوب۔ روت۔ سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس نبی نے اُن کو لکھا ہے اور بعض کتب میں اور نبیوں کی بات بھی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسی بھی زبور ہیں جو حضرت داؤدؑ سے نہیں ہیں۔

الحاق اکثر توریت کے مجموعہ میں

اور ویسا ہی حضرت موسےؑ کی پانچویں کتاب کی آخر فصل جس میں موسےؑ کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی سے اس کتاب میں الحاق کیا گیا فقط

مت کلامہ۔

توریت کا مجموعہ نامکمل ہے

پادری فانڈر صاحب نے اس بیان میں سلاطین کے لفظ کے بعد جو وغیرہ کا لفظ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ایوب۔ روت۔ سلاطین کے سوا اور بھی کتابیں ہیں کہ جنکے مصنف نامعلوم ہیں اور کتاب اختتام دینی مباحثہ کے مقصد چہارم صفحہ مذکور میں لکھا ہے کہ نبیوں کی سب گذارشات اور نام اور کلام اور اُن کا سب لکھا ہوا بھی توریت میں داخل نہیں ہوا ہے انتہے۔

ضروری اکثر باتیں عہد جدید اور عہد عتیق میں نہیں پائی جاتیں

اور ایسا ہی میزان الحق کے صفحہ ۴۵ میں بھی ہے اس سے اور بہت صحیفوں کے ضائع ہو جانے کی بخوبی گواہی ملتی ہے تو توریت کی بربادی کا بھی کیونکر تعجب ہو سکتا ہے اور یہی سبب ہے کہ فوطی فار مصری کی بی بی کا نام اور حضرت سلیمانؑ کی بی بی یعنے سبا کی بیگم کا نام اور اُس پہل کا نام جسے کہاکر حضرت آدمؑ بہشت سے نکالے گئے اور شیطان کی برگشتگی اور اُس کے نکالے جانے کا وقت اور سبب اور روح القدس کا

مفصل بیان لکھنے میں اہل کتاب بالکل عاجز و مجبور ہیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کی طفولیت کا بیان بھی حضرت کی تیس برس کی عمر تک ان اناجیل میں پایا نہیں جاتا اور اسی طرح تثلیث کا بیان کوئی عیسائی نہیں کر سکتا۔

خدا کی معرفت مشکل ہے | پادری فانڈر صاحب میزان الحق طبع ثانی چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۱۳ سطر ۱۶-۱۹ میں لکھتے ہیں کہ اُس بندہ کو جو غور فکر کر کے خدا کی ذات پاک کے دریا میں ڈوب رہا ہے لازم ہوگا کہ سکوت کا شیوہ اختیار کرے سو ہم بھی سکوت اختیار کر کے اُس خداوند کی بندگی کرتے ہیں کہ جو تمامی اشیاء کو دریافت کرتا اور آپ کسی کی دریافت میں نہیں آتا انتہے۔

پھر میزان الحق کے صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ انسان کی ناقص عقل قیاس و گمان کے زور سے ذات الٰہی کے کم و کیف کو نہیں پہونچ سکتی انتہے۔ لیکن تعجب ہے کہ پھر تثلیث کی تعداد کیسے معلوم ہوگئی۔

غزل الغزلات کا حال | اب کتاب غزل الغزلات کا حال سُنئے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس کتاب کے شروع تفسیر یعنی بیان شان نزول میں لکھا ہے۔ **قولہ** تحقیق معلوم ہوا کہ اس کتاب کا مصنف سلیمان ہے جیسے امثال اور واعظ کا اور ہمیشہ اسے ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے پاک کتابیں جس طرح اور الہامی کتابوں کو پڑھتے ہیں اسیطرح یعنی عقیدے اور ادب سے اس کو پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ کتاب بھی مثل اور کلام الٰہی کے ہے فقط۔

اور پھر پہلی آیت کی تفسیر میں اوسی مفسر نے لکھا ہے کہ سلیمان ع نے بہت سی غزلیں کہیں ہیں اُن میں بیشک سب بیت دانشمندی کی تھیں لیکن صرف یہی مقدس غزلیں بچ رہیں اور کتب مقدسہ میں شامل کی گئیں۔

مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے جبکہ فرعون کی بیٹی سے اُن کی شادی ٹھہری یہ پاک غزلیں تصنیف کیں انتہے تمت کلامہ اور اسی طرح مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۰ میں بھی ہے۔

اغراض | اول سلاطین ۴ باب ۲ ۳۲ میں ہے اور اُس نے (یعنی سلیمان ہو نے) تین ہزار مثالیں کہیں اور اُس کے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے انتہے۔ مگر اب اُس ایکہزار اور پانچ میں صرف اسی قدر ہیں جو غزل الغزلات میں شامل ہیں اس سے بھی کتابوں کی بربادی کا حال ظاہر ہے کیونکہ جب یہ بھی مقدس کتاب ہے اور توریت اور زبور وغیرہ میں شامل ہے تو اس کی بربادی اور کتابوں کی بربادی کا صاف نمونہ ہے۔

رحبعام سے توریت کی کتابوں کی بربادی ہونی شروع ہوئی | کیونکہ میں نے توریت کی بربادی کا ذکر رحبعام بن سلیمان ۴ کے وقت سے شروع کیا ہے اور حضرت سلیمان ۴ کی غزل الغزلات علما اہل کتاب کے عقیدے کے موافق رحبعام کی سلطنت سے پیشتر تھی یعنی تصنیف غزل الغزلات کا زمانہ سنہ عیسوی سے پیشتر ایک ہزار چودہ برس اور رحبعام کے وقت میں ہیکل وغیرہ کا لٹنا سنہ عیسوی سے پیشتر نو سو ایکہتر برس لکھا ہے۔

غزل الغزلات بھی پوری نہیں ہے | اور غزل الغزلات کا اصلی شمار پر نہ ہنا علما اہل کتاب کے قولوں سے بالاتفاق ثابت ہے اور اب غزل الغزلات میں صرف ایک سو سترہ آئیں ہیں کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۶۴ سوال ۱۷۱ کے جواب میں غزل الغزلات کی بابت لکھا ہے کہ اس میں تمثیل کے طور پر مسیح اور کلیسیا کی باہم محبت کا بیان ہے انتہے۔ مطلب یہ ہے کہ کلیسیا مسیح کی زوجہ ہے اور وہ اپنی زوجہ سے اختلاط کرتا ہے انتہے۔

اس میں غمزہ اور ناز بھی الہامی ہیں | اس پاک کتاب کے مقدس ہونے کا عجیب سبب ہے یہ تمام مقدس المقدسات بیان غمزہ و ناز سے بھری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کا نام تک کہیں اس پاک کتاب میں پایا نہیں جاتا یعنے کہیں خدا کا نام اُس مقدس المقدسات میں نہیں ہے مفتاح الکتاب رومن صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے جو شعر کی قدر دانی کرتے اُنہوں نے غزلہائے مذکور کو اول اور عمدہ جانا۔

غزل الغزلات میں خدا کا نام بھی نہیں ہے۔	خدا تعالےٰ کا نام اِس کتاب میں کہیں نہیں ملتا مگر

قدیموں کی یہ سمجھ ہے کہ اس میں یہوواہ اور کلیسیا کی آپس کی محبت بیان ہوئی تمثیت کلام مگر یہ صرف عیسائی اور یہودی عقیدہ کا حسن ہے ورنہ اُس کے مضمون سے اُس کا لطف ظاہر ہے۔

یہاں غزل الغزلات میں ایک جگہ خدا کا نام ہے مگر اُس کا ہونا نہونا برابر ہے۔	میر بن یعقوب جو یہودیوں کا ربّی ہے اُس نے مجھ سے کہا کہ ایک جگہ اُس میں خدا کا نام ہے

یعنے ۸ باب ۶ میں اور اُس نے یہ بھی کہا کہ تمام کتب عہد عتیق مقدس ہیں لیکن غزل الغزلات اقدس ترین ہے اور وہ آیت یہ ہے خاتم کی مانند مجھے اپنے دل پر لگا رکھ اپنے بازو کی خاتم کی مانند کیونکہ عشق موت کی مانند غالب ہے اُس کی غیرت پاتال کی مانند سخت ہے اُس کی سوزشیں آتش کی سوزشیں بلکہ لہب الٰہی ہیں غزل الغزلات ۸ باب ۶ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس طرح پر خدا کا نام کسی جگہ پر ہونا دراصل نہونے کے برابر ہے تو بھی ساری کتاب الہام سے ہے اور تعلیم اور الزام اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک نیک کام میں تیار ہو ۲ طمطاؤس ۳ باب ۱۶ ۔ ۱۷ چنانچہ تبرکاً و تیمناً دو ایک آیتیں اس کی بھی اس مقام پر لکھتا ہوں۔

غزل الغزلات میں عشق انگیز باتیں شرم انگیز باتیں۔	غزل الغزلات اول باب ۲ میں ہے وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے کہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے اور اسی

باب کی ۹ آیت میں ہے اے میری جانی میں تجھے فرعون کے رتھ کی گھوڑیوں میں سے ایک سے تشبیہ دیتا ہوں اور ۴ باب ۹ میں ہے اے میری بوا اور اے میری زوجہ تو نے میرا دل چھین لیا تو نے اپنی ایک آنکھ سے اپنے گلے کی ایک زنجیر سے میرے دلکو غارت کیا ہے اور ۴ باب ۱۰ میں ہے میری بہن میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے الخ غرض کہ یہ تمام مقدس المقدسات کتاب ایسے ہی الہامی مضمونوں سے

بھری ہے اگر زیادہ شوق ثواب ہو تو اُس ساری کتاب کی تلاوت کرنا چاہیے

سکرمنٹ ۴

یہاں سے وہ مجموعہ کی توریت کی باتیں جن کے بیان سے شرم آتی ہے

نہ فقط غزل الغزلات بلکہ توریت وغیرہ میں ایسی تعلیمات اکثر پائی جاتی ہیں چنانچہ روت موابی جو حضرت عیسیٰ کی دادیوں میں تھی (متی ۱ باب ۵) اوسی مواب کی نسل سے تھی جو حضرت لوط کی بڑی بیٹی نے اپنے باپ سے جنا پیدائیش ۱۹ باب ۳۶-۳۷ روت ۱ باب ۴ اور ۴ باب ۱۳ او ۱۷ اگرچہ استثنا ۲۳ باب ۳ میں ہے کہ اموئے اور موابی کبھی خداوند کی جماعت میں داخل نہوں انتہے طامس اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

قولہ چونکہ روت موابی کی شادی ہوئی بوعاز سے اور اُس سے داؤد بادشاہ اور اُس کی نسل ظاہر ہوئی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قانون (استثنا ۲۳ باب ۳ کا) صرف مردوں کے واسطے تھا نہ یہ کہ عورتوں کے واسطے بھی انتہے مگر آیت میں تو علی العموم سب مردوں اور عورتوں کا ذکر ہے نہ یہ کہ صرف مرد لیکن جبکہ حضرت داؤد اور بموجب نسب نامہ مندرجہ متی حضرت عیسےٰ بھی اوسی نسل سے تھے اس لئے مفسرین عیسائی کو یہ تاویل ضرور ہوئی پھر یہ کہ حضرت داؤد وغیرہ بھی جبکہ روت کی نسل سے تھے تو اسی نسل کے مردوں میں یہ بھی شامل ہوئے ہوسیع نبی کو فاحشہ عورت سے زناکاری کرنے کا خدا کی طرف سے حکم ہونا ہوسیع ۱ باب ۲ اور ۳ باب ۱ اور واضح ہو کہ پہلے باب والی عورت سے نکاح کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اُس سے اولاد بھی ہوئی اور ۳ باب ۱ میں دوسری عورت کا ذکر ہے جس کو کوئی اولاد نہیں ہوئی اسکاٹ صاحب مفسر انگریزی نے عیب پوشی کر کے لکھا ہے کہ یہ عورت یا وہ ہے جس کا پہلے یعنی ۱ باب میں ذکر ہوا یا کوئی دوسری جس سے قایم کی ہوسیع نے اپنی محبت انتہے

یہوداہ کی بہو نے اپنے خسر سے زنا کرایا اور اُسی کی نسل سے مسیح کا پیدا ہونا

پیدایش ۳۸ باب ۱۸ متی ۱ باب ۳ راحاب فاحشہ کا جھوٹ بولنے کے سبب نجات پانا اور مسیح کی دادیوں میں ہونا یشوع ۲ باب متی ۱ باب ۵ اسی طرح روت ۳ باب اور اسی طرح استر ۲ باب حضرت داؤد کا اوریاہ کی جورو سے زنا کرنا اور اُس کی نسل سے مسیح کا پیدا ہونا ۲ سموئیل ۱۱ باب متی ۱ باب ۶۔

حضرت یعقوب کا جھوٹ بولکر بڑے بھائی کی برکت آپ لینا پیدایش ۲۷ باب

حضرت بی بی سارہ کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۸ باب ۱۵

حضرت ابراہیم کا جھوٹ بولنا پیدایش ۱۲ باب ۱۹

حضرت اسحاق کا جھوٹ بولنا پیدایش ۲۶ باب ۹

بیت ایل کے ایک نبی کا جھوٹ بولنا اول سلاطین ۱۳ باب ۱۱-۱۸ اسمرون کے چارسو نبیوں کا خدا کی بھیجی ہوئی روح کے ورغلانے سے جھوٹ بولنا (۲ تواریخ ۱۸ باب) اور بعضے عیسائی جو کہتے ہیں کہ وہ بچھڑے کے نبی تھے تو یہ غلط ہے کیونکہ روح کی بلوائی ہوئی وہ بولی تھی (متی ۱۰ باب ۲۰) اور ایک نبی جو سچا نکلا وہ بھی تو انہیں میں کا تھا اور خود یہوشفات بادشاہ یروسلم نے اونہیں خداوند کے نبی کہا تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۴ و ۶ امثال ۱۶ باب ۴ میں ہے خداوند نے ہر چیز اپنے لئے بنائی ہاں شریروں کو بھی اُس نے بُرے دن کے لئے بنایا اور اسی طرح یسعیاہ ۳۰ باب ۲۸ اور ۲۹ باب ۱۰ اور ۴۵ باب ۷ میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا شر کا بھی بانی ہے اور اسی کے مطابق رومیوں کے ۱۱ باب ۸ اور ۹ باب ۲۱ میں بھی ہے۔

حضرت یوسف کا اپنے بھائیوں سے جھوٹ بولنا پیدایش ۴۴ باب ۱-۱۷

حضرت نحمیاہ کا بت پرست بادشاہ فارس کو شراب پلانے میں نوکری کرنا نحمیاہ ۲ باب ۱ اور ۱ باب ۱۱۔

حضرت اسحاق کی مینو شی اپنے بیٹے حضرت یعقوب کے ہاتھ سے پھر برکت دینا پیدایش ۲۷ باب ۲۵

حضرت افتاح نے خدا کی نذر مان کر اپنی بیٹی کو قربانی کیا قاضیوں کے ۱۱ باب ۳۰-۴۰

واضح ہو کہ اگرچہ اِن مروجہ کتب مقدسہ میں یہ سب باتیں[1] لکھیں ہیں مگر ہم مسلمان اِن باتوں کو ہرگز سچ نہیں جانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک سب انبیاء علیہم السلام پاک اور معصوم ہیں اس کے سوا توریت وغیرہ میں مبالغے شاعرانہ بھی بہت ہیں کہ جو محاورہ انسانی سے علاقہ رکھتے ہیں نہ یہ کہ کلام ربانی سے چنانچہ استثنا ۱ باب ۲۷-۲۸ میں ہے عموریوں کے شہر کی دیواریں آسمان تک ہیں اور قاضیوں کے ۲۰ باب ۴۰ میں ہے کہ شہر سے آسمان تک شعلے اوٹھے اور یشوع ۸ باب ۲۰ میں ہے کہ دھواں شہر سے آسمان تک اوٹھ رہا ہے اور اول سموئیل ۵ باب ۱۲ میں ہے کہ شہر کا نوحہ آسمان تک گیا تھا انتہے اور ۲ سلاطین ۹ باب ۸ میں ہے میں اخی اب کا ایک بھی بنی اسرائیل میں باقی نرکھونگا جو اُس کی دیوار پر موتے انتہے۔ اسی طرح اول سموئیل ۲۵ باب ۲۲- اور اول سلاطین ۱۴ باب ۱۰- اور ۱۶ باب ۱۱ اور ۲۱ باب ۲۱ میں بھی ہے اور حضرت شمسون کی بی بی کو جب قوم نے تنگ کیا تو حضرت شمسون کا قوم کے لوگوں سے خطاب کہ اگر تم میری بچھیا کو ہل تلے نہ جوتتے تو میری پہیلی کبھو نہ بوجھتے (قاضیوں کا ۱۴ باب ۱۸ اور خروج ۱۹ باب ۳ و ۴ میں ہے تب موسےٰ خدا پاس چڑہا اور خداوند نے اُسے پہاڑ سے بلایا اور کہا کہ تو یعقوب کے خاندان کو یوں کہیو اور بنی اسرائیل سے یوں بیان کیجو کہ تم نے دیکھا میں نے مصریوں سے کیا کیا اور تمہیں عقاب کے پروں پر بیٹھا کر اپنے پاس لے آیا انتہے۔ اور اول سلاطین ۱۸ باب ۲۷ میں ہے الیاس اُن پر ہنسا اور بولا چلا کے پکارو کیونکہ وہ تو ایک خدا ہے شاید وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے یا کسی کام میں مشغول ہے یا کہیں سفر میں ہے اور شاید کہ وہ سوتا ہے سو ضرور ہے کہ وہ جگایا جاوے انتہے اور ایوب ۱۲ باب ۲ میں ہے شک نہیں ہے کہ تم خاص لوگ ہو اور دانائی تمہارے ساتھ مرے گی انتہے۔ ان پچھلے دونوں طرزوں کو ہجو ملیح کہتے ہیں

---

[1] واضح ہو کہ یہ سب ناروا کام جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت توریت وغیرہ میں لکھے ہیں مؤلف کا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ یہ سب باتیں سچ ہیں بلکہ گمان غالب ہے کہ لوگوں نے اپنے یہ سب برے کام جائز رکھنے کے لئے انبیاء کی نسبت اُن کاموں کا شروع ظاہر کیا ہے اور قرآن مجید سے اِن سب تہمتوں کا بطلان ظاہر ہے اور واقع میں یہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم اور ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ سے مبرہ و منزہ تھے - ۱۲-

از مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۲

یرمیاہ ۳ باب ۱۳ میں قوم اسرائیل سے خدا فرماتا ہے صرف اپنی بدکاری کا اقرار کر اور کہہ کہ میں خداوند اپنے خدا سے پھر گئی ہوں اور ہر ایک ہرے درخت کے تلے بیگانوں کے ساتھ اپنی راہ روش کو خراب کر دیا ہے اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے پہاڑوں کی طرف اپنی آنکھیں اوٹھا اور دیکھ کہ کونسی جگہہ ہے جہاں تو یار کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوئی اور اسی باب کی ۲۰ آیت میں ہے کہ جسطرح سے جورو بیوفائی سے اپنے خصم کو چھوڑ دیتی ہے اُس ہی طرح تم نے اے اسرائیل کے گھرانے مجھسے بیوفائی کی اور ۸ و ۹ آیت میں ہے اور میں نے دیکھا کہ جب اسی باعث سے کہ اُس نے زناکاری کی تھی میں نے برگشتہ اسرائیل کو نکالا اور اوسے طلاق نامہ لکھدیا باوجود اس کے اُس کی بیوفا بہن یہوداہ نہ ڈری بلکہ اُس نے بھی جا کے چھنالا کیا الخ اور اسی طرح حزقیل ۲۳ باب ۴ اور ہوسیع ۲ باب ۳ و ۴ و ۱۶ و ۲۰ وغیرہ اور یرمیاہ ۲ باب ۲۰ کو دیکھنا چاہیے کہ غزل الغزلات سے بھی بڑھکر ہے از رومن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء

اب تھوڑا بیان ناسخ و منسوخ کا بھی کرنا چاہیے حضرت یعقوبؑ کی شریعت میں دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح ایک مرد سے جائز تھا پیدایش ۲۹ باب مگر حضرت موسےؑ کی شریعت میں منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۱۸ پھر یہ کہ پہلی شریعت میں پھوپھی سے نکاح درست تھا خروج ۶ باب ۲۰ مگر حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۱۲ اور ۲۰ باب ۱۹ حضرت آدم کی شریعت میں حلال جانور چرند و پرند کا خون و چربی بھی حلال تھا پیدایش ۱ باب ۳۰ حضرت نوح کی شریعت میں وہ حکم منسوخ ہوا اور خون جانوروں کا حرام ہوا پیدایش ۹ باب ۴ حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں وہ حکم بھی منسوخ ہوا اور خون اور چربی اور سُور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام ہوئے استثناء ۱۲ باب ۱۶ احبار ۳ باب ۱۷ اور ۱۱ باب ۴-۸ حضرت موسیٰؑ نے اجازت دی کہ بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اوسے طلاق دے اور طلاقنامہ لکھدے استثناء ۲۴ باب ۱ مگر حضرت عیسےؑ نے یہ منسوخ کیا متی ۵ باب ۳۱ و ۳۲

حضرت ابراہیمؑ کی شریعت میں سوتیلی بہن سے نکاح درست تھا پیدایش ۲۰ باب ۱۲
حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں یہ حکم منسوخ ہوا احبار ۱۸ باب ۹ اور ۲۰ باب ۱۷ گنتی ۲۲ باب
۲۰ میں خدا نے بلعام پاس اگر اوسے جانے کی اجازت دی مگر جب صبح کو بلعام ہوا بی
امیروں کے ساتھ چلا تب اس جانے پر خدا ناراض ہوا اگرچہ ابھی اجازت دی تھی مگر
اپنا پہلا حکم منسوخ کیا اور بے سبب غصہ ہوا گنتی ۲۲ باب ۲۳-۳۴-۲ سلاطین
۲۰ باب ۱-۵ میں ہے کہ پہلے یسعیاہؑ کی معرفت حزقیاہ کو مرنے سے آگاہ کیا اور ابھی
یسعیاہ لوٹ کر صحن مکان تک نہ آئے تھے کہ خدا نے اپنا پہلا حکم منسوخ کیا۔

توریت وغیرہ کی وہ تحریفات جو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں

ایک کتاب موسومہ کیفیت نامہ جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے زبان جرمن میں تصنیف کیا تھا اور اب اوسے پادری سٹرن صاحب نے ترجمہ کیا مطبوعہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ **قولہ** شاہ آسا کی ایام سلطنت کے شمار میں قدرے غلطی معلوم ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اسرائیل کے بادشاہ بعاشا نے شاہ یہوداہ آسا کی سلطنت کے تیسرے برس جانشین ہوکر چوبیس ۲۴ برس تک سلطنت کی اور آسا کی ستائیسویں ۲۷ برس وفات پائی سو اس حساب سے کیونکر ہوسکتا ہے کہ بعاشا نے شاہ یہوداہ کی سلطنت کے چھتیسویں ۳۶ سال شہر رامہ کو حصین بنایا ہو لیکن اس مقدمے میں عالموں کی رائے متفق نہیں۔

واضح ہو کہ کتاب قدیم کی نقل میں عجب نہیں کہ غلطی واقع ہوئی ہو اور یقین ہے کہ بعاشا کی وہ کیفیت جو رامہ سے واسطہ رکھتی ہے ایسی ہی ہو انتہے ۲ تواریخ ۱۶ باب ۱ و اول سلاطین ۱۵ باب ۳۳ کو دیکھنا چاہیے۔

ایضاً صفحہ ۳۲۵ یاہو کا بیٹا یہواخز شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئیسویں ۲۳ سال بادشاہ ہوا پھر جو یہواخز نے سترہ ۱۷ برس تک سلطنت کی تو ضرور ہے کہ اس کا جانشین یوآس شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے چالیسویں سال بادشاہ بنا ہو

پر دریافت ہوتا ہے کہ یوآس اُس بادشاہ کے سینتیسویں[۳۷] سال بادشاہ ہو چکا تھا اب اِس حساب سے یہوآخذ شاہ یہوداہ یوآس کی سلطنت کے تیئیسویں سال نہیں بلکہ اس کے اکیسویں سال جانشین ہوا اب اس حساب کے فرق کا یہ جواب ہے کہ نقل میں سہو واقع ہوئی انتہے۔

ایضاً صفحہ ۳۲۵ اب ایسے سہو یوسیاہ کی سلطنت کے شمار میں بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتاب کے حساب کے بموجب یوسیاہ شاہ اسرائیل یربعام کی سلطنت کے ستائیسویں[۲۷] سال جانشین ہوا پر جاننا چاہیے کہ یوسیاہ کا باپ امصیاہ شاہ اسرائیل یوآس کی سلطنت کے دوسرے سال جانشین ہوا اور انتیسویں[۲۹] برس تک سلطنت کر کے یربعام کے پندرہویں[۱۵] برس جان بحق ہوا اب اس حساب سے ناممکن ہے کہ یوسیاہ یربعام کے ستائیسویں[۲۷] برس بادشاہ ہوا ہو بلکہ اُس کی سلطنت کے پندرہویں سال اب اس مختلف بیان کا جواب یہ ہے کہ حساب کی نقل میں بھول ہو گئی ہو انتہے۔

۲ سلاطین ۸ باب ۲۶ میں ہے کہ اخذیاہ بائیس برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ میں ہے کہ اخذیاہ بیالیس[۴۲] برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اِس دونوں مقاموں میں بیس[۲۰] برس کا تفاوت ہے اور ۲ تواریخ ۲۲ باب ۲ صریح غلط ثابت ہے جبکہ اُس کا باپ یہورام اپنی وفات کے وقت چالیس[۴۰] برس کا تھا اور اخذیاہ اپنے باپ کے مرتے ہی تخت پر بیٹھا اگر اُس کی عمر تخت نشینی کے وقت بیالیس[۴۲] برس کی قرار دیں تو بیٹا باپ سے دو[۲] برس بڑا ٹھہرے۔

درمیان چھٹی اور دسویں صدی کے یہودیوں کے دو[۲] مدرسے تھے ایک بیبلن میں جو مشرق میں ہے دوسرا ٹیبریس میں جو مغرب میں ہے اِن دونوں مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کی جاتی تھیں اس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کی دو قسمیں پیدا ہوئیں جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تھے وہ اورینٹل ریڈنگ (یعنے مشرقی نسخے) کہلاتے اور جو دوسرے

مدرسہ میں تھے وہ آگسی دنٹل ریڈنگ (یعنی مغربی نسخے) کہلاتے تھے آٹھویں یا نویں صدی میں ان دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا اور جہاں جہاں اختلاف نکلا اُس پر نشان کیا گیا اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے اور اُن کی تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تھی مشرقی نسخے کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ اور مغربی نسخے کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں۔

ابتدائے گیارہویں صدی میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ ٹی بیریس اور یعقوب بن نقتالی پریسیڈنٹ مدرسہ بیبلن نے مشرقی اور مغربی یہودی قلمی نسخوں کا مقابلہ کیا اور جوان نامی یہودی عالموں نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہیں ایک بات کو چھوڑ کر باقی اعراب سے متعلق ہیں اور اس سبب سے چنداں لایق لحاظ نہیں ہیں مغربی نسخے اور عبری عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے جو اب موجود ہیں اور ہمارے ملک میں بھی پائے جاتے ہیں وہ بہت کر عرن بن عشر کے نسخے کے پیرو ہیں پاک نوشتہ تمام کتب دنیوی سے زیادہ تر برباد ہونے کے خطرہ میں رہا کیونکہ یہودیوں پر بڑی مصیبت اور اُن کے درمیان بہت سے انقلاب پیش رہے اکثر اوقات عنقریب تمام یہود بُت پرستی میں گرفتار ہوئے اور باقی جو خدا پرست تھے نہایت ستائے جاتے تھے سو اغلب ہے کہ ایسے وقتوں میں بت پرست یہودیوں نے کلام الٰہی کی جلدوں کو برباد کیا ہو کیونکہ منسّی اور اموں بت پرست بادشاہوں کے عہد میں بیبل کی نقلوں کی اسقدر قلت ہو گئی کہ یوسیاہ بادشاہ نے اپنے سن جلوس کے اٹھارہویں برس تک اُس کی ایک جلد بھی نہ دیکھی۔ پھر کالدیوں نے ملک یہود کو ایسا تباہ کیا کہ یروسلم اور ہیکل بالکل برباد کر دیا اور باقی لوگ جو اس آفت سے بچ گئے تھے بابل کی اسیری میں گرفتار ہو گئے۔ بابل کی اسیری سے خلاصی پانے کے بعد یہودیوں نے فارسی اور یونانی بادشاہوں سے پھر سخت اذیتیں اُٹھائیں خاص کر کے انٹیئی آکس اپی فانس نے اُن پر بڑا ظلم کیا اُن کی روزمرہ کی قربانیوں کو بند کر دیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا یہودی دین کے برباد کرنے

کو نہایت کوشش کی بیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کے جلوا دیا اور اُس کے چھپانیوالونکو قتل کی دہمکی سے دہمکایا پھر سنہ مسیحی کی چوتھی صدی کے شروع میں ڈیوکلیشین رومی شہنشاہ نے بیبل کے برباد کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں۔

پھر گوتھ اور ونڈال وغیرہ وحشی قوموں نے عنقریب تمام جلدیں اور مدرسے برباد کرڈالے اور طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ جس وقت بیبل ایسی گمنامی کے خطرہ میں پڑی اُس وقت کوئی مطبع نہ تھا صرف دستی نقلیں ہوتی تھیں سو وے بھی بہت کمیاب تھیں انتہے از تعلیم الایمان مطبوعہ امریکن مشن لدھیانہ ۱۸۶۹ء باہتمام روڈلف صاحب جسے پہلے ایک بزرگ و عالم ڈاکٹر جان مکڈول صاحب نے انگریزی زبان میں تصنیف کیا اور ۱۸۳۹ء میں طبع ہوئی تھی صفحہ ۱۹ و ۲۰ باوجود ان بربادیوں اور آفتوں کے جو بعضے عیسائی عُلماء کہتے ہیں کہ توریت وغیرہ محفوظ اور مصون ابتک ہے اس زبردستی کا کون انصاف کرے یہودی بارہ ۱۲ فرقوں میں سے تو ساڑھے نو فرقے مفقود ہوگئے اور توریت کا ایک حرف ضائع نہیں ہوا۔ صندوق عہد نامہ جس میں توریت رکھی تھی اسیری بابل کے وقت سے غائب ہے اور توریت محفوظ ہے خود ہیکل ہی کا جس میں توریت رکھی رہتی تھی پتہ نہیں ہے اور توریت باقی رہی یہ عجیب اندھیر ہے ہاں بعض پیشین گوئیاں جو اُن کے ظہور کا انتظار کرتے ہوئے یہودی عالموں نے یاد رکھیں تھیں اور دستورات عبادات و اخبار وغیرہ جو پیچھے سے لکھ لئے گئے اب یہی توریت ہے یہودی عالم سادہ لوحی سے یقین جانتے تھے کہ عبرانی کتب عہد عتیق میں بالکل غلطی نہیں ہے اور قلمی نسخوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں نکل سکتا جو امر اہم کی نسبت ہو مگر فادر مارن صاحب نے نہایت دلیری سے اس بات کو رد کیا اور عبری کے قلمی نسخوں کی غلطیاں اُن اختلافات سے نکالیں جو عبری اور سمیریا کی کتب خمسہ موسےؑ میں اور عبری اور سپٹواجنٹ کے کتب عہد عتیق میں تھیں پھر لوئیس کیپل صاحب نے اُن کتابوں کی بہت سی غلطیاں بتائیں اور یہ بھی بیان کیا کہ کس طرح وہ صحیح ہو سکتی ہیں پھر بشپ والٹن صاحب نے

لوئیس کیپل صاحب کی تائید کی اور اسباب کا اقرار کیا کہ واسطے صحت عبری عہد عتیق کے کوئی عمدہ قاعدہ بنانا ضرور ہے پھر سترھویں صدی میں عموماً یہ بات قرار پائی کہ عبری عہد عتیق کے نسخوں سے مقابلہ کرنے کی بہت ضرورت ہے اگسٹاین یہودیوں کو الزام تبدیلی تاریخوں کا نسبت اون اسلاف کے جو قبل اور بعد زمانۂ طوفان کے زمانۂ حضرت موسے تک ہوئے دیتا تھا اور وجہ الزام کی یہ کہتا تھا کہ اُنہوں نے واسطے غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی اور دشمنی دین مسیحی کے یہ امر کیا اور یہی رائے قدماء مسیحوں میں عام تھی اور یہ کہتے تھے کہ قریب سنہ ۱۳۰ ع کے یہ تحریف یہودونے کی فقط از تفسیر ہنری و اسکاٹ انگریزی جلد اول۔

ہارن صاحب جلد اول مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ع کے صفحہ ۶۸ میں توریت کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ الحاق کے باب میں یہ قبول کیا جاوے کہ توریت میں ایسے فقرے (یعنی الحاقی) موجود ہیں۔ پھر دوسری جلد کے صفحہ ۵۴ میں یہ لکھتے ہیں کہ عبرانی متن میں محرف مقامات تھوڑے ہیں یعنے صرف ۹ ہی ہیں جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے انتہے اور بشپ ہارسلی نے جابجا عہد عتیق میں تصحیح کی ہے جس کا جی چاہے اُس کی کتاب میں دیکھہ لے اُس نے کتنے مقامات الحاقی قرار دیے ہیں اور کتنی جگہہ تحریف کا مقر ہوا ہے مثلاً گنتی ۲۶ باب ۳ و ۴ اور یشوع ۱۳ باب ۷ و ۸ و ۲۵ قاضیوں کا ۱۲ باب ۴ اول سموئیل ۳ باب ۲۰ اور ۲ سموئیل ۴ باب ۶ وغیرہ کو محرف لکھا ہے اور یشوع ۳ باب ۱۲ اور ۱۰ باب ۱۵ اور ۱۳ باب ۱۴ قاضیوں کا ایک باب ۱۰ تا ۱۲ الحاقی مانا ہے۔

پھر ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ع کے جلد ۲ صفحہ ۳۹۹ میں فقرات مفصلہ ذیل کی بابت لکھتے ہیں کہ ان میں معلوم ہوتا ہے کہ عبری خراب کی گئی ہے ملاکی ۳ باب ۱ میکاہ ۵ باب ۲ ۔ ۱۶ زبور ۸ ۔ ۱۱ عاموس ۹ باب ۱۱ و ۱۲ ۔ ۴۰ زبور ۶ و ۸ و ۱۱۰ زبور ۴۔

۲ تواریخ ۱۳ باب ۳ و ۱۷ میں ہے کہ ابیاہ نے چار لاکھہ جنگی مرد لیکر جو چنے ہوئے جوانمرد

تھے جنگ کے لئے صف باندہی اور یوربعام نے بھی اُس کے مقابلے میں آٹھ لاکھ چنے ہوئے بہادر لوگ لیکر جنگ کے لئے صف آرائی کی اور ابیاہ اور اُس کے لوگوں نے انہیں قتل کرکے بڑی خون ریزی کی سو اسرائیل میں پانچ لاکھ چنے ہوئے مرد گرگئے ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد اوّل میں فرماتے ہیں کہ بہت نسخوں لاطینی پُرانے میں بجائے چار لاکھ کے چالیس ہزار اور بجائے آٹھ لاکھ کے اسّی ہزار اور بجائے پانچ لاکھ کے پچاس ہزار پائے جاتے ہیں اور اغلب یہ ہے کہ انہیں نسخوں کے لکھے ہوئے عدد سچے ہوں انتہےٰ۔ اور ایسے تو سیکڑوں ہزاروں مقام ہیں سب کا بیان کہاں تک ہو سکے دیکھو اول تواریخ ۲۱ باب ۱۲ اور اُس کے ساتھ ۲ سموئیل ۲۴ باب ۱۳ و علےٰ ہذالقیاس اگسٹائن اور کریزاسٹم اور جسٹن شہید نے جو قدیم مسیحی عالموں میں سے تھے لکھا ہے اور اُن سے ہارن اور ڈاکٹر بریٹ اور ممفرڈ اور وائیٹیکر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی بعض آیتوں کو تحریف و تبدیل کیا انتہےٰ۔

اسی سبب سے ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ اب کسی نسخہ قلمی یا چھاپہ میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں پھیل رہی ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء یوسی بوس مورخ نے کتاب چہارم تاریخ کے ۱۸ باب میں لکھا ہے کہ جسٹن شہید نے بمقابلہ طریفون یہودی کے چند پیشین گوئیوں کا ذکر کرکے کہا کہ یہودیوں نے انہیں کتب مقدسہ سے نکال ڈالا ہے اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۲۹ میں ہے کہ طیفو نام ایک یہودی کے سات سوال و جواب کا رسالہ بھی اُسی کی (یعنے جسٹن کی) تصنیف ہے انتہےٰ اور واٹسن نے اپنی کتاب کی جلد سویم صفحہ ۳۳۲ اور ڈاکٹر بریٹ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مجھے شک نہیں کہ جسٹن نے وقت مباحثہ طریفون یہودی کے الزام اخراج عبارت کا یہودیوں کو دیا اگرچہ بالفعل وہ عبارتیں نسخہ عبری اور سپٹواجنٹ میں موجود نہیں ہیں مگر جسٹن کے عہد میں اور ارنیوس کے زمانے میں دونوں نسخوں میں موجود تھیں خاص کر وہ عبارت جو کتاب یرمیاہ میں تھی اور گریٹ حاشیہ کتاب ارنیوس میں اور

سلبرجیس حاشیہ کتاب جسٹن میں یہ لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کو وقت تحریر نامہ اول ۲ باب ۶ کے اس پیشین گوئی کی طرف خیال تھا اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی جلد ۲ صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ جسٹن بمقابلہ طریفو یہودی کے دعوے کرتا تھا کہ عزرا نے لوگوں سے کہا تھا کہ طعام عید فسح ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہے پس سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے (یعنے کھانے سے) اچھا سمجھوگے اور اُس پر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور جو اس پر ایمان نہ لاؤ گے اور اُس کا وعظ نہ سنوگے تو تم پر غیر قومیں استہزا کریں گی اور وائے ٹیکر نے لکھا ہی کہ یہ فقرہ غالباً باب ششم عزرا میں درمیان آیت ۲۰ و ۲۱ کے ہوگا اور ڈاکٹر اے کلارک صاحب نے جسٹن کے اقوال کی تصدیق کی ہے۔

پیدایش ۴ باب ۸ میں ہے اور قاین اپنے بھائی ہابیل سے بولا اور جب وے دونوں کھیت میں تھے الخ ہارن صاحب انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں لکھتے ہیں کہ قاین نے کہا اپنے بھائی ہابیل سے آؤ چلیں میدان میں اور جب وے دونوں کھیت میں تھے الخ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ یہ بات جاننی پڑھنے والے کو اچھی ہوگی کہ یہ اختلاف عبارت اُن سامری اور سُریا اور سپٹواجنٹ اور ولگٹ ترجموں میں پایا جاتا ہے جو بشپ والٹن صاحب کے پالی گلاٹ میں چھپی ہیں ڈاکٹر بکنن صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کنی کاٹ صاحب نے تجویز کی کہ عبری متن کی اصلاح کی جاوے کیونکہ بلا شبہ یہ صحیح عبارت ہے انتہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اتنا فقرہ آؤ چلیں میدان میں اگر داخل کریں تو یہی صحیح عبارت ہے اور بغیر اس کے اصل عبری کی غلطی ظاہر ہے دوسرے یہ کہ بموجب تجویز کنی کاٹ صاحب کے عبری متن کی اصلاح ضرور ہے یعنے مثل اس فقرہ کے اور بہت جا اصل کتاب عبری میں غلطیاں موجود ہیں اس لئے عبری متن کی اصلاح کیجائے۔

اور سامریوں کی توریت میں جو لفظ جرزین کا لفظ عیبال کی جگہہ مرقوم ہے یہ مخالفت پیشتر بیان ہو چکی ہے اور اسی طرح وہ قول گریز اسٹم صاحب کا بھی کہ یہودیوں

نے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلادیا اور اسی طرح بیسیوں کتابیں جو عہد عتیق میں سے یہودیوں نے غائب کردیں اُن کا بیان آگے آتا ہے اور اسی طرح توریت کی بربادی جو بار بار یروسلم کی غارت کے سبب ہوئی اُس کا بیان ہو چکا ہے وغیرہ۔

خدایا جب توریت کی اصلیت اور اُس کے مصنفوں کا یہ حال ہے تو توریت کے ترجموں اور اس کے مترجموں کا کیسا حال ہوگا۔

سکرمنٹ ۵

مفتاح الکتاب صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں لکھا ہے کہ مصر کے بادشاہ پطولمی فلدلفس نامی نے ایک بڑا کتب خانہ شہر اسکندریہ میں بنایا تھا کہتے ہیں کہ اُس کے لئے پرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ کیا چاہتا تھا اس لحاظ پر محافظ کتب کی صلاح سے اپنے دو عالی قدر مصاحبوں کو یروسلم میں سردار کاہن کے پاس بھیجا کہ پاک کتاب کی نقل اور ۷۲ عالم جو عبرانی یونانی دونوں جانتے ہوں ترجمہ کرنے کے لئے اُس سے مانگیں چنانچہ موافق درخواست کے سردار کاہن نے پاک کتاب کی نقل اور بہتّر مترجم بھیجے کہتے ہیں کہ عالموں کا جلسہ فاروس ٹاپو پر ایک مشہور عمارت میں ہوا جہاں انھوں نے تمام پرانے عہد نامے کو آپس میں بانٹا اور بہتّر دنوں میں بالکل تیار کر دیا لیکن اِس کیفیت کی صحت کی بابت سب کے سب متفق الرائے نہیں ہیں بعضے عالموں نے اُس کو بے اعتبار ٹھہرایا اور بعضوں نے اس کی معتبری ثابت کرنے میں بڑی سرگرمی دکھلائی تمت کلامہ

ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی دوسری جلد میں جو اُس کی بابت لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے بہت سی بے تحقیق باتیں بابت تاریخ اس ترجمے یعنے سپٹواجنٹ کے مشہور ہیں بعضے کہتے ہیں کہ اس کو مختلف آدمیوں نے مختلف زمانوں میں کیا ہے اور بعضے اس کو بمنزلہ ایک معجزہ کے جانتے ہیں اور ان میں کئی روایتیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ مصر بطلمیوس ثانی نے بہتّر عالموں کو یروسلم سے بلوا کر جزیرہ

فاروس میں یہ ترجمہ کروایا کہ جنہوں نے بہتر دن میں سارے ترجمے سے فراغت پائی اور یہ روایت موافق نامۂ ارس تئیس کے ہے مگر اُس نامہ کی سچائی پر بڑی گفتگو ہے لیکن درصورت جعلی ہونے کے بھی بہت پُرانا جعلی ہے کیونکہ یوسیفس مورّخ نے بھی اپنی تاریخ میں اِس کا ذکر کیا ہے اور قبل سترہویں اٹھارویں صدی کے اُس نامہ کی سچائی پر گفتگو نہ تھی مگر ۱۷ سترہویں اٹھارہویں صدی میں اُس کی سچائی پر بڑی گفتگو ہوئی اور ہمارے جمہور علماء کا اتفاق اُس کے جعلی ہونے پر ہے۔

دوسری روایت تعجبی وہ ہے جو فلو یہودی نے کی ہے کہ یہ عالم جزیرہ فاروس میں گئے ہر ایک نے اول جدا جدا پورا سب کتابوں کا ترجمہ کیا اور تمام ہونے کے بعد سب نے اپنے ترجموں کو ملایا تو سب کے ترجمے لفظاً اور معنےً موافق نکلے اور فرق ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی نہ نکلا پس اِن سب نے روح القدس کی تائید سے موافق الہام کے لکھا تھا اور لکھتا ہے کہ اُس عہد سے میرے عہد تک اسکندریہ کے یہودیوں میں بطور شکرانہ اس ترجمے کے ایکدن مقرر ہے کہ اُس میں ہر سال جزیرہ فاروس میں جمع ہوکر عید کرتے ہیں۔

تیسری روایت جسٹن شہید کی موافق فلو کے ہے مگر اُس میں یوں ہے کہ یہود کے ستر عالموں کو ستر مکانوں میں علیحدہ علیحدہ بند کیا تھا اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ ترجمہ کیا اور اُس کے بعد جب سب نے ترجموں کو ملایا تو سب لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً موافق نکلے اور کہتا ہے کہ اُن ستر مکانوں کے نشان میرے عہد تک موجود ہیں اور یہ جسٹن کا بیان بڑی مخالفت ارس ٹیس کے بیان سے رکھتا ہے کیونکہ اُس کے موافق ہر ایک نے سارا سارا ترجمہ اولاً علیحدہ علیحدہ کیا پھر مقابلہ کرنے کے بعد سب ترجموں کو موافق پایا اور ارس ٹیس کے بیان کے بموجب ہر روز سب اوّل ترجمہ جدا جدا کرکے پھر مقابلہ کرتے تھے اور بحث کرکے ایک بات صحیح ٹھہراکے ڈمی ٹریوس کو لکھوا دیتے تھے اور اپی فانیس نے تطبیق کے لئے ایک بات نکالی کہ بہتر عالموں سے دو۲ دو۲ کو چھتیس ۳۶ مکانوں میں بند کیا تھا اور ایک نقل نویس ہر مکان میں اُن کے لئے

متعین تھا پس ہر مکان میں دو دو اول علیحدہ علیحدہ ترجمہ کرتے تھے پھر آپس میں مقابلہ اور بحث کر کے اُس نقل نویس کو لکھوا دیتے تھے اِس طرح چھتیس ۳۶ ترجمے علیحدہ علیحدہ تیار ہوئے اور بعد تیار ہونے کے جب اُن چھتیس ۳۶ کو مقابلہ کیا تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً سب کے سب موافق نکلے تو اُس کے بموجب چھتیس ۳۶ ترجمے الہامی نکلے۔

پھر ہارن صاحب اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ اس انبار کذب میں ایک سچ دبا ہوا ہے جو بآسانی تحقیق نہیں ہو سکتا پس ہمکو جائز ہے کہ اِن روایتوں سے ایک کی طرف بھی التفات نکریں اور ہمارے نزدیک حق اس ترجمہ مشہور میں یہ بات ہے کہ دو سو پچاسی ۲۸۵ یا دو سو چھیاسی ۲۸۶ برس قبل ولادت مسیح کے یہ ترجمہ ہوا ہے اور یہودیوں نے بدون حکم کسی شخص کے اس ترجمے کو کیا ہے الخ

دو سو پچاسی ۲۸۵ یا دو سو چھیاسی ۲۸۶ برس قبل ولادت مسیح کے جو اس ترجمہ کا ہونا ہارن صاحب لکھتے ہیں یہ صرف ہارن صاحب کی تجویز ہے اور واقعی جس طرح اُن روایتوں کا اعتبار نہیں اس ٹھہرائی ہوئی مدت کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔

طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۲۳ میں ہے کہ دو سو ستر ۲ برس پیشتر سنہ عیسوی سے یہ ترجمہ ہوا تھا اور رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے سپٹواجنٹ ایک یونانی ترجمہ پرانے وثیقہ توریت و زبور و نبیوں کا ہے جو دو ۲ سو برس مسیح کے آنے کے آگے یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور چونکہ مشہور ہے کہ یہودیوں کے بہتر ۷۲ احبار یا حکیموں کے اہتمام میں لکھا گیا ہے اسواسطے اُس کا نام سپٹواجنٹ یعنی بہتر ۷۲ رکھا گیا انتہے اور اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۹۸ کے حاشیہ میں بھی دو ۲ سو برس پیشتر مسیح سے یہ ترجمہ ہونا لکھا ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ پہلی روایت کے بموجب بہتر ۷۲ عالموں نے بہتر ۷۲ ہی دن میں اتنی بڑی کتاب کے ترجمے سے فراغت پائی اس میں دو ۲ باتیں مشکل ہیں ایک یہ کہ اتنا جلد ترجمہ کرنا اور اگر ایک دو ۲ نے اپنے کام میں جلدی کی تو بہتر ۷۲ وں کا اس جلدی میں برابر رہنا اور کسی کا اپنے ساتھیوں سے ایک ذرا بھی نہ گھٹنا اور نہ بڑھنا بلکہ

بہتر دن تک سب کا آپس میں پورا ہی پورا رہنا اور دوسرے جتنے مترجم شمار میں تھے اوتنے ہی دنوں میں اُس سے فراغت پا جانا یہ صرف روح القدس کی تائید ہے یا ان جھوٹ بولنے والوں کو یہ نیا الہام ہوا ہے دوسری فلو والی روایت اس سے بھی زیادہ تعجب کی ہے کہ جس کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اور تیسری روایت اُس سے بھی بڑھکر ہے۔

ترجمہ سپٹواجنٹ میں علاوہ اُن تبدیلیوں کے جو یہودیوں نے اراوتاً کیں بہت سی غلطیاں اور بھی زمانۂ دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطی ناقلوں کے۔ اور حاشیہ پر کی شرحوں کو متن میں داخل کر دینے سے جو واسطے سہولیت الفاظ مشکل کے لکھی گئیں تھیں پیدا ہو گئیں اس بڑھنے والی بُرائی کو دفع کرنے کے واسطے اوریجن صاحب نے تیسری صدی کے شروع میں اُسوقت کے یونانی متن مستعملہ کو اصلی عبری متن اور ترجموں سے جو اُس وقت میں موجود تھے مقابلہ کرنے کے مشکل کام کو اختیار کر کے اُن سب سے ایک نیا نسخہ حاصل کرنا چاہا انتہیٰ۔

کتاب نیاز نامہ مطبوعہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۷ء جو نارتھ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے چھاپی گئی اُس کے صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ قدیم ترجمہ یونانی جس کو سپٹواجنٹ کہتے ہیں بعض جگہہ سے غلط ہے انتہیٰ۔

ایک اور ترجمہ سریانی زبان میں پیسکٹو یعنے لفظی ترجمہ بہت پُرانا سمجھا جاتا ہے بعضے لوگ اس کو زمانۂ حضرت سلیمانؑ اور جیروم صاحب کا بتاتے ہیں اور بعض شخص زمانہ آسا سے جو سامریوں کا پریسٹ تھا منسوب کرتے ہیں اور بعض تھدیئیسؑ حواری کے وقت کا اُس کو بیان کرتے ہیں سُریا کے گرجوں میں اس اخیر روایت پر یقین کیا گیا ہے مگر زمانۂ حال کے نکتہ چین اسکو زیادہ زمانہ حال کا قرار دیتے ہیں بشپ والٹن صاحب اور کارپنٹر صاحب اور سیوسٹن صاحب اور بشپ لوتھ صاحب اور ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اس ترجمے کو اوّل صدی عیسوی کا قرار دیتے ہیں اور یار صاحب اور چند دیگر

جرمنی صاحبان دوسری یا تیسری صدی کا اورڈ اسی صاحب بہت قدیم کہتے ہیں مگر کوئی تاریخ نہیں مقرر کرتے۔

زبور کے اول میں اس ترجمے میں جو وجوہات مندرج ہیں اُن کو علانیہ ایک عیسائی نے لکھا ہوگا ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اصلی عبری سے ہوا جس سے وہ بجز چند مقاموں کے جو ترجمہ سپٹوا جنٹ سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں نہایت مطابق اور بعینہ ہے۔

جین صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ توریت کے ترجمہ کرنے کا طریقہ کتاب تاریخ کے ترجمہ کرنے میں استعمال نہیں کیا گیا اور یہ بھی کہ کتاب پیدایش کے اول باب میں اور کتاب واعظ اور کتاب راگ میں چند کالدی زبان کے لفظ پائے جاتے ہیں جس سے جین صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ ترجمہ ایک شخص کا کیا ہوا نہیں ہے بلکہ کئی شخصوں کا ہے۔

اور اور ترجمے سُریا زبان کے سپٹوا جنٹ سے ہوئے ہیں جن میں سے اوریجن صاحب (یعنے ارجن) کے ہک سیپلر نسخہ کا جو سُریا زبان میں نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ ہے مختصر بیان کرنا کافی ہوگا یہ ترجمہ ساتویں صدی کے شروع میں ہوا ہے اور مترجم اس کا نامعلوم ہے پروفیسر ڈی راسی صاحب جنہوں نے اول ہی اس نسخہ کا نمونہ چھاپا اس بات کا تعین نہیں کرتے ہیں کہ آیا اس ترجمہ کو مارایا صاحب یا جمس صاحب ساکن اڈیسی یا پال بشپ مقام ٹیلا یا طامس صاحب ساکن ہرکلیا سے منسوب کیا جائے اے سی مینی صاحب اس کو طامس صاحب سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ اور علماء یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے کتاب ہائے اقدس کے مقابلہ کرنے کے سوا اس نسخہ میں اور کچھ نہیں کیا۔

یہ ترجمہ سپٹوا جنٹ کے متن سے خاص کر اُن مقاموں میں بعینہ مطابقت رکھتا ہے کہ جن مقاموں میں سپٹوا جنٹ عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء

اس سب بیان کے پڑھنے میں ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ترجمے جو کہ قدیم بلکہ نہایت قدیم سمجھے جاتے ہیں اُن کے زمانہ تصنیف اور ثبوت حال مصنف سے کسقدر

ناواقفی ظاہر ہے کہ سوا اٹکل کے اور کچھ کہہ نہیں سکتے اور یہ اٹکل ضعف ثبوت ماہیت
اور عجز دریافت حقیقت حال پر دلیل کامل ہے پس کوئی زمانہ اِن کی تصنیف کا اور
کوئی مصنف ازروے صحت و اعتبار ثابت نہیں ہے یہاں تک کہ نہ صرف دس بیس
برس کا اُن کے زمانۂ تصنیف میں دھوکا ہوا بلکہ سیکڑوں برسوں کا تفاوت اُن کے تعین
زمانۂ تصنیف میں مغالطہ دے رہا ہے چنانچہ سُریانی پیسکٹو ترجمہ حضرت سلیمانؑ کے
وقت سے دوسری اور تیسری صدی عیسوی کا تفاوت ظاہر کر رہا ہے اور اُس میں زبور
کے اول میں جو وجوہات لکھے ہیں اُن کو علانیہ کسی عیسائی کی طرف سے لکھا جانا نہ
صرف دو چار سو برس بلکہ بارہ سو تیرہ سو برسوں کا تفاوت تعین زمانۂ تصنیف میں مبتلا
رہا ہے اور اُس کے قریب قریب حال سپٹواجنٹ کا بھی سمجھنا چاہیے باوجود اس کے
وہ کتابیں خود تبدیلیوں کے سبب جو یہودیوں نے ارادتاً کیں اور اور بہت سی غلطیوں
کے سبب اپنی بے اعتباری پر گواہ ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ڈاکٹر کنی کاٹ اور
بشپ والٹن پورانے نسخوں کے نہ ملنے کا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی
کونسل نے ساتویں آٹھویں صدی کے قبل کے لکھے ہوئے نسخوں کو غلطی کا الزام
لگا کر جلوا دیا تھا اس حال میں یہودیوں کی تحریف کا گمان قوی ہوتا ہے اس دوسری
سریانی ترجمہ کے بیان میں جو اورچین صاحب کے ہک سیپڈ کتاب کا ہوا لکھا ہے کہ
یہ ترجمہ سپٹواجنٹ کے اُن مقاموں سے مطابقت رکھتا ہے جن مقاموں میں سپٹواجنٹ
عبری متن سے اختلاف رکھتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح سپٹواجنٹ ترجمہ
اصل زبان یعنے عبری سے اختلاف رکھتا ہے اسی طرح یہ بھی اختلاف رکھتا ہے اور
تو بھی اسے نہایت پسندیدہ اور مشہور ترجمہ لکھا ہے پس نہایت پسندیدہ ترجموں کا
جو مشہور یعنے کثرت سے لوگوں میں مستعمل تھے یہ حال ہے پھر اُن استعمال کرنے
والوں کا کہاں ٹھکانہ رہا اور اُس ترجمہ کرنے والے کا تو کیا حساب ہے۔

مصنف کتاب مفتاح الکتاب نے باب ترجمات صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ
بہتر عالموں نے سنہ عیسوی سے پیشتر قریب تین سو برس توریت کا ترجمہ یونانی

زبان میں کیا تو متقدمین کے نزدیک اس ترجمے کی ایسی قدر ہوئی کہ سُریانی کو چھوڑ کر سب قدیم ترجمے مثلاً عربی۔ گرجی۔ ارمنی۔ حبشی یا جوجی اور قدیم لاطینی سب اسی کے مطابق ہوئے اور جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانے کے بعد عیسائی لوگ اس ترجمے سے پیشین گوئیاں نکال کر یہودیوں پر مسیح کی رسالت ثابت کرنے لگے تو وہ قوم بہت دق ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ ترجمہ معتبر نہیں ہے چنانچہ اسی خیال سے چند یہودیوں نے نیا ترجمہ کرنے پر کمر باندھی اُن میں سے پہلا ایک آدمی اقویلہ نامی تھا جو پیدائش سے یہودی تھا مگر اُس نے عیسائیت کو اختیار کیا اور بعد اُس کے اُس سے انکار کیا اُس نے ان بہتّر عالموں کے ترجمے پر یہ اعتراض کیا کہ وہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تقریری ہے پھر ایک دوسرے شخص تھیودوشن نے اقویلہ کے ترجمے کو اس لحاظ سے کہ وہ فقط لفظی ہے نہ محاورہ کے مطابق نامنظور کر کے آپ اُس کا ترجمہ کیا اور دانیال نبی کی کتاب کا جو ترجمہ اُس دوسرے شخص سے ہوا اُس زمانہ کے عیسائیوں کو ایسا معقول نظر آیا کہ اُنہوں نے اُن بہتّر عالموں کے ترجمے کے عوض میں اسی کو پسند کیا تیسرے سمکوس نامی نے پرانے عہدنامے کا ترجمہ کیا اور وہ تھیودوشن کے ترجمے کے مقابل میں زیادہ تقریری ہے ان تینوں میں سے ایک ایک کا کچھ کچھ آج تک وجود ہے ہارن صاحب کے بیان جلد ۲ مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء اور ایک تاریخ انگریزی مطبوعہ ۱۸۵۰ء جو کہ شہر لندن مطبع چارلس ڈالمین میں چھپی اُس کا خلاصہ اس مقام پر یہ ہے کہ ترجمہ یونانی یعنے سپٹواجنٹ یہود کے ہر ایک عبادت خانے سے نکالا گیا تھا تو اُس کے عوض میں اور تین ترجمے شروع ہوئے اول ترجمہ اقویلہ جو ۱۲۹ء میں ہوا اور یہ شخص عیسائی ہو کر پھر یہودی ہو گیا تھا اور از راہ حقارت کے اپنا ترجمہ عیسائیوں کو دے دیا تھا دوسرا ترجمہ تھیودوشن کا جو ۱۷۵ء میں ہوا اور یہ شخص اول تو مرید ٹیشن ملحد کا اور پھر مارسین ملحد کا تھا اور آخر میں یہودی بن گیا تھا تیسرا ترجمہ سمکوس کا جو ۲۰۰ء میں ہوا اور یہ شخص پہلے سامری تھا پھر یہودی ہوا اور اپنے ترجمہ میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کی در پردہ اہانت کرتا ہے ان ترجموں میں سے

بہت جا عبارتیں ترجمہ سپٹواجنٹ میں داخل ہو گئی تھیں اور نقلیں بھی آپس میں اس قدر مختلف تھیں کہ ایک دوسری سے نہیں ملتی تھیں اُس وقت ارجن نے کتاب ہکسیپلا ۲۳۱ سنہ ع میں تیار کی کہ جس میں چھ ۶ خانے رکھے تھے پہلے خانہ میں عبری کو عبری حرفوں میں دوسرے خانہ میں عبری کو یونانی حرفوں میں اور تیسرے خانہ میں ترجمہ اقویلہ اور چوتھے میں ترجمہ سمکوس اور پانچویں میں ترجمہ سپٹواجنٹ اور چھٹے میں ترجمہ تھیودوشن کو لکھا اور جہاں سپٹواجنٹ میں توضیح کے لئے کوئی لفظ اور ترجموں سے لیکر بڑھایا گیا وہاں ایسا * نشان کیا اور جو لفظ اصل عبری میں نہیں تھا اُسپر یہ + نشان کیا اور یہ دو نشان ‡ ÷ بھی اُس نے اپنی کتاب میں بعض بعض جا کیے تھے مگر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کیا غرض تھی انتہے۔ اور اسی طرح رومن تواریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ سنہ ع صفحہ ۶۲ میں سے اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ سنہ ع صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ اُس کتاب کے مرتب کرنے میں اُس نے اٹھائیس ۲۸ برس صرف کئے تھے اُسے دو ترجمے یونانی زبان میں اور دستیاب ہوئے چنانچہ اُن کو بھی شامل کر کے اُس کا نام اکطیلا یعنے ہشت مدہ رکھدیا انہیں سببوں سے سب ترجمے یونانی کو مضمون کلام الٰہی سمجھنا محض خطا ہے کیونکہ اُس میں کثرت سے زیادتیاں ارجن کی ایسی مخلوط ہیں کہ بقول ہارن صاحب کے اب امید پہچان لینے کی بالکل نہیں ہے اور ارجن نہ صاحب الہام نہ نبی تھا اور نہ حواری اور اُسپر واہمہ ایسا غالب تھا کہ اُس کے سبب سے اکثر غلطی کرتا تھا چنانچہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں ایسی ہی بیان کی ہیں اور غلطی جہان کھاتا تھا ایسی کھاتا تھا کہ کبھی کسی نے نہیں کھائی اور عبری زبان میں وقوف کامل بھی نرکھتا تھا پس اُس کی زیادتیاں اکثر غلط فاش ہوں گی رومن تاریخ کلیسیا چھاپہ مرزاپور ۱۸۵۶ سنہ ع صفحہ ۶۱ میں اول تین کام ارجن کے یعنے مقابلہ کتب مقدسہ کا اور ترجمہ کرنا اُن کا اور تفسیر کرنی اُن کے الفاظ کی بیان کرکے لکھا ہے کہ تیسرے امر میں کچھ غلطیاں کیں کیونکہ اُس نے توریت کی اکثر باتیں خیالی طرح سے بطور تمثیل بیان کیں ایسا دستور محل شک ہے انتہے۔ پھر اُسی رومن تواریخ کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ ڈمی ٹریوس اسقوف نے اُسپر

(یعنے اُرجن پر) حسد کرکے یا اُس کی تعلیم کچھ خلاف حق سمجھ کر اُس کو موقوف اور اسکندریہ سے خارج کیا انتہے یہ وہ ہی اُرجن ہیں جن کی رائے کے بموجب عیسائیوں میں بحث کے درمیان جھوٹی دلیلیں رائج ہوئیں اور اسی سبب سے وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کثرت سے لکھی گئیں دیکھو رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۰ اور یہ وہ ہی اُرجن ہیں جن کے نام پر بت پرست بھی اپنی تصنیف گراونتے یعنے اُرجن کے نام سے مشہور کرتے تھے (دیکھو طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۲۳ باہتمام پادری شیرنگ صاحب نارتھ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کی طرف سے) یہ اُرجن کتاب مقدس کے لفظی معنے پر کاربند ہو کر دین کے لئے خوجہ بنگیا تھا یوسیبیوس کے لکھے بموجب اور بھی اُس کی دشمنی کا باعث ہوا (از اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء حاشیہ صفحہ ۶۳ ۱) اس سے ظاہر ہے کہ اُرجن کو کتاب مقدس کا مطلب سمجھنے میں اتنا تو تمیز ہی نتھا اُس کی تعلیم کی خاص غرض کیا ہے اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۶۷ میں ہے کہ اُرجن کے باب میں اختلاف رائے ہے ایک فریق تو اُسے علم دین میں بڑا عالم تصور کرتا ہے۔ اور دوسرا فریق اُسے اُریُس اور اور تمام بڑے بڑے ملحد اور بدعت والوں کی اصل ٹھہرا کر لعنت دیتا ہے بہت باتوں میں وہ پر خطا عالم اور خطرناک ہادی ثابت ہوا انتہے۔

پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں ہے کہ اُرجن نے کم نصیبی سے مصالحہ کے طور پر اپنے دین کی اصلی حقیقت چھوڑ کر کسی قدر تثلیث اور کلمہ کی اصل حسب عقاید افلاطونی مان لی تھی اس سے اُس کے حریف کو اس بات کے کہنے کا بہانا ملا کہ دین عیسوی صرف عقائد افلاطونی کی خرابی ہے انتہے اور لارڈنر اپنی تفسیر کی جلد دوسری کے صفحہ ۴۸۵ میں تعریف اُرجن میں قول جروم کا نقل کرکے پھر قول جروم کا یوں نقل کرتا ہے کہ اُرجن کے علم کا لحاظ کرکے تصنیف اُس کی اس طرح پڑھی جاوے جس طرح تصنیف ٹرٹیلین اور نوی ٹس اور اریونیس اور اپولی نیریس اور یونانی اور لاٹینی مورخوں کلیسیا کی اور اچھا لیا جاوے اور بُرا چھوڑا جاوے اور سپلی سیس سوریس کہتا ہے

میں تعجب کرتا ہوں اُرجن سے کہ کس طرح وہ اپنا ہی مخالف ہے کہ جہان صواب کو پہنچتا ہے تو اُس جا نظر اپنے بعد حواریوں کی نہیں رکھتا اور جہان غلطی کھاتا ہے تو ایسی کھاتا ہے کہ کسی آدمی نے کبھی غلطی فاش مثل اُس کے نہیں کھائی اور صفحہ ۴۷۰ میں اُسی جلد کے لکھتا ہے کہ ارجن نے خلاف رسم زمانہ اور ملک کے واسطے سمجھنے اور پھیلانے علم کتب مقدسہ کے زبان عبری کو سیکھا اور اُس کے سبب یونان میں وہ تعریف کیا جاتا تھا لیکن علماء متاخرین نے دریافت کیا ہے کہ اُرجن وقوف عبری میں کامل نہ تھا۔

باوجود اس کے بقول ہارن صاحب کے کتاب ارجن کے بار بار نقلوں سے دُو[۲] چار ہی برس میں وہ علامتیں ارجن کی ایسی پلٹ گئیں کہ فائدے کی نرہیں اور آخر کو چھوڑ دی گئیں اور اس چھوڑ دینے نے بڑی قباحت بڑھائی اور جروم کے وقت میں بھی یہ بات کہ کس قدر اس میں اصل ترجمہ اور کسقدر زیادتی عبارت ارجن کی ہے معلوم ہو جانا مشکل تھا اور اب تو اُس کے معلوم ہونے سے بالکل نا امیدی ہے پس چوتھی صدی میں جبکہ پاپائے روم نے جروم کو کتاب کی صحت کے لئے مقرر کیا تھا تو جروم سے بھی جبکہ اصل اور الحاق کے پہچاننے کا کتاب میں امتیاز دشوار تھا ایسی حالت میں سوا اپنی تجویز کے اور کیا ہو سکا ہوگا کیونکہ جروم کو الہام نہیں ہوتا تھا پھر اُس کا صحیح کیا ہوا کیا تسلی کا سبب ہو سکتا ہے اور پوری تسلی تو ہارن صاحب کے اس قول سے ہو سکتی ہے کہ جروم صاحب کے وقت میں کتاب کے اصل و غلط کا پہچاننا مشکل تھا اور اب تو بالکل اُس سے نا امیدی ہے اب اسی طرح کے تبدیلات اور الحاقات کی دو[۲] تین[۳] مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں انہیں پر اور بھی قیاس کر لینا چاہیے کیونکہ اگر سب لکھی جائیں تو ایک کتاب مختصر صرف اسی بیان کے لئے چاہیے۔

ملاکی ۳ باب عبری میں یوں ہے دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا انتہے (دیکھو روسن بیبل چھاپہ لندن ۱۸۶۰ء) اور متی مقدس اس مضمون کو یوں بدلتے ہیں کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کرے گا انتہے متی ۱۱ باب۔ یعنے میرے کی جگہہ تیرے کا

لفظ بدلتے اور نہیں کچھ خوف خدا نہ آیا یہ اس لئے کہ حضرت عیسےٰ کی بابت پیشین گوئی کتاب
ملاکی سے ثابت کریں اور اسی طرح مرقس ا باب ۲ اور لوقا ۷ باب ۲۷ میں بھی ہے
پادری عماد الدین ہدایت المسلمین صفحہ ۱۰۵ میں لکھتے ہیں کہ تیرے سے بھی مراد خدا ہے
اور میرے سے بھی الخ مگر واہ صاحب آجتک وہ اپنے پرائے کو بھی نہیں پہچانتے اگر میرے
اور تیرے میں کچھ فرق نہیں ہے تو میرے کے لفظ سے یہ پیشین گوئی مسیح ؑ کے حق
میں کیوں نہ ہتی نے ثابت کرلی اس ایک لفظ میں تو زمین و آسمان کا تفاوت ہوگیا
جو لوگ ایسی بڑی باتوں کو کچھ نہیں سمجھتے اُنہیں انجیل میں ہر جگہہ گھٹانے اور بڑھانے
میں کب خدا کا خوف آئے اب ثابت ہوا کہ انجیل کی ایسی ہی حفاظت کی گئی ہے جسکا
عیسائیونکو بڑا دعوے ہے۔

گنتی ۲۴ باب ۷ عبری میں یوں ہے اور وہ اپنے منہہ سے پانی بہاوے گا اور اُس کا
تخم بہت سے پانیوں میں ہوگا اُس کا بادشاہ اگاگ سے فایق ہوگا اور اُسکی بادشاہی
بلند ہوگی انتہٰے اور ترجمہ یونانی میں یوں ہے اور اُس کے درمیان ایک آدمی پیدا ہوگا
اور وہ حکم کرے گا بہت قوموں پر اور ایک سلطنت بہت بڑی سلطنت اگاگ سے
قایم ہوگی اور اُس کی سلطنت بڑھے گی انتہٰے۔ اس جگہہ یا مترجم سے حضرت عیسیٰ ؑ پر
جمانے کے لئے یا یہود اور سامریوں سے عیسائی مذہب کی دشمنی کے سبب تحریف
واقع ہوئی۔

۱۲۱ زبور ۱۷ جسے اب اُردو میں ۲۲ زبور ۱۶ کر کے لکھا ہے لاطینی میں یوں ہے کیونکہ
کتّے مجھے گھیرتے ہیں شریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے
پاؤں چھیدتے انتہٰے۔ اور عبری میں جملہ اخیرہ یوں ہے اور دونوں ہاتھ میرے مانند
شیر کے ہیں انتہٰے۔ اور الحمد للہ کہ اس جا سب پروٹسٹنٹ بھی لاچار ہوکر عبارت عبری
کے خراب ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اپنے ترجمے لاطینی کے موافق کرتے ہیں
اس میں یہ مصلحت ہے کہ اس کے موافق اُن کے زعم میں مسیح پر یہ خبر خوب جمتی ہے۔
۱۳ زبور ۶ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نہیں چاہتا تو نے میرے کان کھولے چڑھاوے اور خطیت کا

تو طالب نہیں اور یونانی میں اس جملہ کی جگہہ کہ تو نے میرے کان کھولے یوں لکھا ہے
تو نے میرے لئے ایک بدن طیار کیا اور اسی کے موافق عبری ترجمہ میں بھی ہے مگر
اُس میں ۹ ۳ زبور ۸ ۶ کر کے لکھا ہے اور اُس کے رفرنس میں عبرانیوں کا ۱۰ باب ۵
لکھا ہے جہاں پلوس رسول ۴۰ زبور ۶ کو یوں تبدیل فرماتے ہیں اس لئے وہ دنیا میں
آتے ہوئے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تو نے نہ چاہا پر میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔
اب اس کو دیکھتے ہی ہر شخص فوراً سمجھ جائے گا کہ لوگوں نے یہ بات مسیح کی مجسم ہو کر
دنیا میں آنا ثابت کرنے کے لئے یونانی میں بدلی اور عبرانیوں کے خط میں داخل کی
ہے تفسیر ووالی اور رچڑ و منٹ چھاپہ لندن ۱۸۴۷ء میں لکھا ہے کہ عجیب بات ہے
جو ترجمہ یونانی میں اور عبرانیوں کے ۱۰ باب ۵ میں یہ فقرہ یوں واقع ہوا کہ تو نے میرے
لئے ایک بدن تیار کیا سامری توریت میں دس حکموں کے سوا جو حضرت موسےؑ کو
لوحوں پر لکھے ہوئے ملے تھے گیارہواں حکم اور زیادہ لکھا ہے جو کہ عبرانی میں نہیں ہے
اِس کے سوا ترجمہ پر اعتماد کرنا یہ کمال ضعف عقیدت ہے کیونکہ ہر لفظ کے ہر زبان
میں متعدد معنے ہوا کرتے ہیں اور مترجم اپنے عقیدے کے موافق اُس کے کسی ایک
معنے کو اختیار کر لیتا ہے گو وہ اصل مقصود مصنف کا ہو یا نہو اور جب اُس ترجمے کا
دوسری زبان میں ترجمہ ہوا تو یہی آفت اُس کے پیچھے بھی لگی چنانچہ اِن تینوں ترجمہ
والوں یعنے اقویلہ۔ تہیودوشن۔ سمکوس نے یسعیاہ ۷ باب ۱۴ میں کنواری کے ساتھ
ترجمہ نہیں کیا بلکہ جوان عورت ترجمہ کیا ہے۔ اول صموئیل ۱۴ باب ۱۸ میں ہے اُس
وقت صموئیل نے اخیاہ کو کہا خدا کا صندوق یہاں لا کیونکہ خدا کا صندوق اُس روز
بنی اسرائیل کے درمیان تھا انتہے۔ اور یونانی ترجمہ میں اس طرح ہے اُسوقت
ساول نے اخیاہ کو کہا کہ افود کو لا کیونکہ اُس وقت افود کو بنی ائیل کے آگے پہنے ہوئے
تھا انتہے ہدایت المسلمین چھاپہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۲۴ میں لکھا ہے تمام مفسر جو کلام
الٰہی کے سمجھنے والے اور یونانی عبرانی کے جاننے والے ہیں یوں کہتے ہیں کہ
اس مقام پر ترجمہ یونانی میں غلطی ہوئی ہے انتہے۔

قاضیوں کے اول باب ۱۸ میں ہے یہوداہ نے عزہ اور اُس کے نواحی کو لیلیا انتہیٰ
اور یونانی میں ہے کہ نہ لیا انتہیٰ۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ یونانی ترجمہ میں غلطی
ہے اور عبرانی صحیح ہے کیونکہ عبرانی کے الفاظ و حروف اور آیات وغیرہ سب یہودیوں
نے بڑی حفاظت سے شمار کر کے یاد کئے اور لکھہ رکھے ہیں پر ترجمہ یونانی اِس طرح
حفاظت نہیں کیا گیا عام ترجموں کی مانند رہا جس میں امکان خطا اور غلطی کا ہمیشہ
رہتا ہے انتہیٰ۔ واضح ہو کہ یہ اُسی ترجمہ سپٹواجنٹ کی خرابی ہے جس کی قدامت پر
عیسائیوں کو بڑا فخر ہے اور عبرانی سے تو گیارہ سو برس تک عیسائیوں کو ناواقفی تھی
دیکھو تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء عیسوی
سطر ۱۳ وغیرہ۔

۱۰۵ زبور ۲۸ میں ہے انہوں نے اُس کے سخن سے سرکشی نہ کی انتہیٰ یونانی ترجمہ میں ہے
سرکشی کی انتہیٰ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۸ میں ہے یونانی میں مترجم نے غلطی کھائی
کیونکہ وہ استفہام انکاری سمجھا حالانکہ وہ خبر تھی انتہیٰ۔

یرمیاہ ۴۶ باب ۱۵ میں ہے کیا سبب ہے کہ تیرے بہادر گرائے گئے وے کھڑے
نرہے کیونکہ خدا نے اُن کو اوندھا کیا انتہیٰ۔ یونانی میں ہے کیوں ایپس[۱] تیرہ پسندیدہ
سانڈہ تجھ سے بھاگا کیوں وہ کھڑا نہیں رہا اِس لئے کہ خداوند نے اُسے کمزور کیا اور تیرا
گروہ تھا کمزور اور بے مروت ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۰ میں ہے کہ یہ ترجمہ یونانی والے نے
کسی ضعیف حدیث کی پابندی کی رعایت سے اور دلالت التزامی کے سبب بعض مرادات
پیدا کر کے کیا ہے مگر تفسیر اسکاٹ میں ہے کہ یونانی ترجمہ اس آیت کا غلط اور نادرست
ہے انتہیٰ۔

۷ زبور ۹۷ میں ہے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو انتہیٰ۔ یونانی میں ہے سارے
فرشتے اُس کی عبادت کریں انتہیٰ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے جس لفظ کا ترجمہ

---

[۱] ایپس نام ایک سانڈہ کا ہے جس کی مصر والے پرستش کرتے تھے اُس میں اتنی نشانیاں ہوتی تہیں۔ پیٹھہ پر عقاب بان
پر بھونری ماتھے پر ہلال وغیرہ ۱۲

ہم نے بلفظ معبود و کیا ہے یونانی والے کی رائے میں اُس کا ترجمہ فرشتو آیا ہے انتہے۔
ہنری واسکاٹ کی تفسیر میں ہے کہ ۲۲ زبور ۱۶ کے بعد عبرانی میں یہ عبارت زاید ہے جو
یونانی میں نہیں ہے اُنہوں نے مجھکو جو پیارا ہوں مکروہ لاش کر کے خارج کر دیا اور اُنہوں
نے میرے بدن کو میخوں سے چھیدا انتہے۔ یہ عبارت عیسائیوں نے زاید کی ہوگی جیسے
اول یوحنا ۵ باب ۷ میں تثلیث کا مضمون ملایا ہوا ہے اور سب علماء عیسائی کو اس
الحاق کا اقرار ہے دیکھو اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ آگرہ ۱۸۵۵ء
صفحہ ۵۵-۵۸ اور تحقیق الایمان پادری عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶
اور ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۰-۱۰۲ اور بیبل مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء میں ۲۲ زبور کی ۱۶
آیت ترجمہ لاطینی کے موافق اس طرح پر ہے کتے مجھکو گھیرتے ہیں شریروں کی
گروہ میرا احاطہ کرتی ہے وے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے انتہے۔
ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۱ میں ہے تفسیروں میں دیکھنے سے دریافت ہوا کہ یونانی میں
اس مقام پر غلطی ہے اور سہو واقع ہوا ہے یا مترجم نے ترجمہ کے وقت سہو کیا یا ترجمہ
کے بعد کاتبوں کی غلطی سے اس آیت کا ترجمہ رہ گیا انتہے۔ مگر تعجب کہ ترجمہ کرنیوالوں
کو جو کہ ستر عالم تھے یا کاتبوں کو جو تمام ملکوں میں سیکڑوں ہزاروں ہوں گے یہ فقرہ
عبرانی میں نہ سوجھ پڑا اور ان عیسائیوں نے دیکھ لیا۔
استثناء ۳۲ باب ۵ میں ہے اُنہوں نے آپ کو خراب کیا اور اُن کا داغ وہ داغ
نہیں ہے جو اُس کے لڑکوں پر ہوتا ہے وہ کجرو اور ٹیڑھے قرن ہیں انتہے ترجمہ سامری
اور یونانی اور آرامی میں یوں ہے وہ خراب کئے گئے ہیں وے اُس کے نہیں ہیں
وے بیٹے غلطی یا داغ کے ہیں انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۲ میں ہے ان تینوں
کتابوں میں اچھا ترجمہ نہیں ہوا انتہے خروج ۲ باب ۲۲ کے بعد عبرانی کی نسبت
یونانی اور لاطینی میں یہ عبارت زاید ہے اور اُس نے ایک دوسرا جنا جس کا نام الیعازر
رکھا کیونکہ اُس نے کہا میرے باپ کا خدا مددگار ہے اور اُس نے مجھے فرعون کی تلوار
سے بچایا ہے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۱۳ میں ہے یونانی مترجم نے یہ بیان جدید شاید

وغیرہ سے قصہ کے تتمہ کے طور پر خود لکہدیا ہے کیونکہ جو عبارت ترجمہ میں اصل سے زاید ہے وہ مترجم کی ہے انتہے۔ گنتی ۱۰ باب ۶ میں بہ نسبت عبرانی کے ترجمہ یونانی میں اسقدر زاید ہے اور جب تم تیسری آواز پہونکو تو مغربی خیموں کا کوچ ہووے اور جب تم چوتھی آواز پہونکو تو خیموں شمالی کا کوچ ہووے انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے توریت عبرانی میں عزرا نے اس عبارت کو داخل نہیں کیا اس لیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام اللہ ہے شاید حدیث وغیرہ سے اُس کتاب میں لکھے گئے ہوں گے انتہے

یسعیاہ ۹ باب ۶ میں کوئی صیغہ معروف ہے اور لاطینی میں مجہول اور یرمیاہ ۲۳ باب میں کئی جگہہ عبرانی میں صیغہ مفرد ہے اور لاطینی میں جمع ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۳ میں ہے کہ لاطینی آسمان سے نازل نہیں ہوئی اور کسی رسول نے نہیں لکھی اس عبرانی کا ترجمہ آدمیوں نے کیا ہے پس اُس میں اُن مقاموں میں جہاں مفرد کا ترجمہ جمع اور معروف کا مجہول ہوا ہے مترجموں نے غلطی کہائی ہے انتہے۔ مگر ۲۲ زبور ۱۶ میں لاطینی عبری سے زیادہ معتبر سمجہی گئی اس سبب سے کہ اُس میں مسیح کی مصلوبی کا کچھ مضمون پیدا ہوتا ہے۔

۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۶ میں یونانی ترجمہ میں اتنی عبارت زاید ہے جب یوسیاہ بعام مذبح کے سامنے کہڑا تھا اور اُس نے نظر پھیری اور مرد خدا کی جس نے یہ الفاظ ارشاد کئے تھے قبر کو دیکہا انتہے۔ ہدایت المسلمین صفحہ ۱۲۵ میں ہے کہ بطور قصہ محذوف کے اور بطور فائدہ اس ترجمہ میں یہ لکھا گیا انتہے۔ واضح ہو کہ یہ اتنی غلطیاں ترجمہ یونانی میں مصنف ہدایت المسلمین کی اقراری ہیں۔

بابو گوپی ناتھہ بنگالی پادری فتحپور نے چاہا کہ انگریزی انجیل کا ترجمہ زبان اُردو میں کرے تو فادر انلا کے لفظ کا ترجمہ کہ جس کے لفظی معنے شرعی باپ ہیں اُس نے خسر کے لفظ سے کیا یعنے یہ کہ یوسف مسیح کا نعوذ باللہ خسر تھا مگر اُس نے اُس کتاب کو تمام نہ کر پایا تھا کہ مر گیا۔ ف یعنی خسر ۱۲

اسی طرح اوّل سلاطین ۱۷ باب ۴ میں جو کووں کو حضرت الیاس کی پرورش

کرنے والے لکھا ہے یہ لفظ در اصل اوربم اور اس کا ترجمہ عرب لوگ جروم نے کیا اور ۲ تواریخ ۲۱ باب ۱۶ اور نحمیاہ ۴ باب ۷ میں بھی یوں ہی ہے اور ترجمہ عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ اوربم کے لفظ سے مراد آدمی ہیں نہ یہ کہ جانور اور جارجی مفسر مشہور یہود نے بھی یوں ہی ترجمہ کیا ہے مگر لاطینی مطبوعہ ترجموں میں کوّے کا لفظ لکھا ہے اور ہارن صاحب بھی کہتے ہیں کہ اوربم کا ترجمہ عرب لوگ کرنا چاہیے نہ یہ کہ کوّے۔

کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء صفحہ ۳ سوال ۸ کے جواب میں درباب ترجمہ لاطینی یعنے ولگٹ کے جواب تک تمام رومن کاتھلک عیسائیوں میں صرف یہ ہی ترجمہ رائج اور مستعمل ہے لکھا ہے کہ ایک بزرگ قسیس جروم نامی نے سنہ عیسوی چارسَو کے قریب قریب یہ ترجمہ کیا یہ ترجمہ بہت جلدی میں کیا گیا اور بہت سی تبدیلیوں کے باعث سے بگڑ گیا انتہے۔ ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپ ٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۴۱۱ سطر ۳ میں لکھا ہے جروم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے کتاب مقدس کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک مغربی کلیسیاؤں میں کرسٹیان خاص کر اسی ترجمہ سے کتاب مقدس کا مطلب سمجھتے تھے کیونکہ اُن ملکوں میں لوگ یونانی اور عبری نہیں جانتے تھے انتہے۔ پس عمادالدین وغیرہ کم علم عیسائی جو کہتے ہیں (تحقیق الایمان صفحہ ۶ سطر ۸) کہ اختلاف ترجموں کا موجب تحریف اصل کتاب نہیں ہو سکتا انتہے۔ تو ولگٹ ترجمہ جو پراٹسٹنٹ عیسائی غلط بتاتے ہیں اور رومی کلیسیاؤں کے لاکھوں عیسائیوں کا اب تک اُس پر عمل ہے تو کیا وہ اصل کتاب کو نہیں دیکھ سکتے ہیں یا صرف پراٹسٹنٹ کے پاس وہ اصل کتاب ہے اور کسی دوسرے فرقہ عیسائی کے پاس نہیں ہے اور بقول مصنف تواریخ کلیسیا کے جو ۴۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک تمام مغربی کلیسیاؤں میں سوا اس ترجمہ کے کوئی اصل زبان اِن کتابوں کی نہ سمجھ سکتا تھا تو وہ سب عیسائی ایمان دار مرے ہوں گے یا بے ایمان اس سے ظاہر ہے کہ انہیں غلط یا صحیح

ترجموں پر عیسائی جماعتوں کے ایمان کا مدار ہے کیونکہ انجیل پہلی اور دوسری اور نامہ عبرانیان کے جو یونانی اب اصل زبان سمجھی جاتی ہے یہ سب بھی ترجمہ ہے اور اصل زبان میں تو ان کتابوں کا پتہ بھی نہیں ہے۔

یہودی جرمنی زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جس کو یہودی عالم جی کتھل ابن اسحاق بلٹر انے کیا ہے بمقام امیسٹرڈیم میں سنہ ۱۶۷۹ء میں چھپا کارتھولٹ صاحب اس کے مترجم کو خدا کا بڑا کھنے والا فریبی بتاتے ہیں اور یہ الزام دیتے ہیں کہ اُس نے اپنے مذہب کی تیج سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ہے۔

اخیر انگریزی ترجمہ جواب مروج ہے اُس کو بادشاہ جمیس کی بیبل کہتے ہیں یہ بادشاہ سنہ ۱۶۰۳ء میں انگلستان کا تخت نشین ہوا اور اُس کے اگلے سال میں دربار ہمپٹن میں جو مجلس جمع ہوئی تھی وہاں بشپ کی بیبل پر بہت سے اعتراض پیش کئے گئے تھے پس بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک نیا ترجمہ کیا جائے دو صدیوں سے زیادہ گذرے ہیں کہ یہ نیا ترجمہ جواب استعمال میں ہے انگریزوں کی قوم کو حاصل ہوا مگر چند سال سے اس مشہور ترجمے پر عجیب تیزی سے حملہ ہوا ہے اور اُس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ اصل سے مطابق ہونے اور خوبی اور عمدگی عبارت میں ناقص اور مشکوک اور غلط یہانتک ہے کہ بڑے بڑے امراہم کے امور میں بھی صحیح نہیں اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گڈس صاحب اور اوروں کے جن کی گستاخ اور بیہودہ تقریروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بیلنی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی بیبل کے نئے ترجمہ کی تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراض کئے ہیں اور دوسرے سر جمیس بلینڈ پر جیس صاحب ہیں جنہوں نے اپنے دلائل متعلقہ ضرورت نئے ترجمے کتب مقدسہ میں اس ترجمے میں عیب نکالے ہیں ان مورخوں میں سے پہلے نے اپنی تجویز میں جس کو اُنہوں نے سنہ ۱۸۱۸ء میں مشتہر کیا یہ اقرار دیا کہ سنہ ۱۲۸ء سے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہے اور یہ کہ چوتھی صدی میں جروم صاحب نے اپنا رومی ترجمہ یونانی ترجمہ سے کیا تھا اور اُن کے ترجمے سے رومی ولگٹ ترجمہ ہوا اور رومی ولگٹ

سے تمام یورپ کے ترجمے ہوئے اور اس تقریر سے اوّل مترجموں کی تمام غلطیوں کی ہمیشگی ثابت کرتے ہیں فقط۔

سکرمنٹ ۶

یہ کتابیں عہد عتیق کی جو اب بیبل میں شامل ہیں سب نہیں ہیں اسواسطے اِن کتابوں کو تین قسم میں تقسیم کرنا ضرور ہوا۔

پہلی قسم کی وہ کتابیں ہیں جو کتاب پیدایش سے لیکر کتاب ملاکی تک ۳۹ کتابیں بیبل میں شامل ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پیدایش	خروج	احبار	گنتی	استثنا	یشوع	قاضیون	روت
اوّل صموئیل	دوئم صموئیل	اوّل سلاطین	دوئم سلاطین	اوّل تواریخ			
دوئم تواریخ	عزرا	نحمیاہ	آستر	ایوب	زبور	امثال	واعظ
غزل الغزلات	یسعیاہ	یرمیاہ	نوحہ یرمیاہ	حزقئیل	دانئیل		
ہوسیع	یوئیل	عموس	عبدیاہ	یوناہ	میکاہ		
ناحوم	حبقوق	صفنیاہ	حجّی	زکریاہ	ملاکی۔		

دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جو ایک زمانہ میں موجود تھیں اور اب ناپید ہیں مگر اُن کا ذکر ان کتب عہد عتیق میں جو بیبل میں داخل ہیں موجود ہے اور کوئی شخص اُن کے صیحح اور معتبر ہونے سے اور اس بات سے کہ وہ ایک زمانہ میں موجود تھیں انکار نہیں کرسکتا چنانچہ اُن کتابوں کا نام مع نشان اُن آیتوں کے جن میں اُن کا ذکر ہے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں۔

۱	کتاب عہد نامہ موسےٰ	خروج ۲۴ باب ۷
۲	کتاب جنگ نامہ موسےٰ	گنتی ۲۱ باب ۱۴
۳	کتاب الیسیر	۲ صموئیل ۱ باب ۱۸ یشوع ۱۰ باب ۱۳
۴	کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی	۲ تواریخ ۲۰ باب ۳۴
۵	کتاب شمعیاہ نبی	۲ تواریخ ۱۲ باب ۱۵

۶	کتاب اخیاہ نبی	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۷	کتاب ناتہن نبی	تواریخ ۹ باب ۲۹
۸	کتاب مشاہدات عیدو غیب بین	۲ تواریخ ۹ باب ۲۹
۹	کتاب اعمال سلیمانؑ	اول سلاطین ۱۱ باب ۴۱
۱۰	کتاب اشعیاہ بن عاموص جسمیں حال بادشاہ عزیاہ کا اول سے آخر تک تھا	۲ تواریخ ۲۶ باب ۲۲
۱۱	کتاب مشاہدات یسعیاہ جسمیں حزقیاہ بادشاہ کا حال تھا	۲ تواریخ ۳۲ باب ۳۲
۱۲	صموئیل نبی کی تاریخ	اوّل تواریخ ۲۹ باب ۲۹ و ۳۰
۱۳	ایکہزار اور پانچ زبور سلیمانؑ کی	اوّل سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۴	کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمانؑ کے	اوّل سلاطین ۴ باب ۳۲ و ۳۳
۱۵	کتاب امثال سلیمانؑ	اوّل سلاطین ۴ باب ۳۲
۱۶	جاد غیب بین کی تواریخ	اول تواریخ ۲۹ باب ۲۹
۱۷	مرثیہ یرمیاہؑ	۲ تواریخ ۳۵ باب ۲۵

یہ مرثیہ علاوہ نوحۂ یرمیاہ کے ہے جو بیبل میں داخل ہے بشپ پیٹرک صاحب کا قول ہے کہ یہ مرثیہ جو کہا گیا بعد وفات یوسیاہ کے اب گم ہے اور یقیناً وہ نہیں ہو سکتا جو نوحۂ یرمیاہ مشہور ہے اس لئے کہ یہ نوحہ غارت ہونے یروسلم اور ہلاک ہونے صدقیاہ پر ہے اور وہ مرثیہ موت یوسیاہ پر (از تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۶ع جلد ۱ صفحہ ۹۳۶) اور کیفیت نامہ بنی اسرائیل کے تمام سلاطین کا جسے پہلے پادری شیلر صاحب نے زبان جرمن میں تصنیف کیا تھا۔ اور اب اس کا پادری اسٹرن صاحب نے ترجمہ کیا اور بمقام الہ آباد و نارتھ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کے لئے مشن پریس میں طبع ہوا سنہ ۱۸۶۷ع میں اس کے فصل ۲ باب ۱۶ صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے کہ اسور کی طاقت مثل نینوی کے زائل ہو گئی تھی اور اس کا حال ایسا بدل گیا تھا کہ جو چاہے قبضہ کر لیوے چنانچہ مصر کے بادشاہ فرعون نیکو نے چاہا کہ اسے اپنے دخل میں لاوے اس لئے کشتی پر سوار ہوا اپنا لشکر ہمراہ لے کنعان ملک کی سرحد مجدو نامی پر خیمہ زن ہوا تاکہ وہاں سے

اسور کی طرف راہی ہو پر یوسیاہ نے اُسے روکا اور اپنے ملک کے درمیان سے جانے
نہ دیا کیونکہ اُس نے یہ سمجھا کہ اگر فرعون اسور کو قبضہ میں کرے گا تو ضرور ہے کہ یہوداہ
کی آزادی بھی جاتی رہے گی اس لئے یوسیاہ کو واجب ہوا کہ دو صورت کرے خواہ شاہ
مصر کا تابعدار بنے یا اُس سے مزاحم ہو آخرش یوسیاہ کو شاہ مصر کا مقابلہ کرتے ہی
بن پڑا اور مجدو کے میدان میں دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے سو یوسیاہ
نے شکست کھائی اور زخمی ہو کر تھوڑے عرصہ میں مر گیا اس حادثہ سے تمام یہوداہ
اور یروشلم میں بڑا واویلا پڑا اور یرمیاہ نبی نے اس نیک بادشاہ کی وفات کا نوحہ گایا
اور وہ کتاب نوحہ ابتک موجود ہے انتہےٰ۔ یہودی قوم کی پے در پے مصیبتوں
کے سبب ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رہنا خلاف قیاس نہیں ہے علی الخصوص
ایسی حالت میں کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تھیں بلکہ متفرق ٹکڑے لوگوں کے پاس تھے
اِن کتابوں کے الہامی نہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے خصوصاً جبکہ خود الہامی لکھنے
والوں نے اُن سے استخراج کیا یا اُن کی طرف اشارہ کیا ہو فرض کیا جائے کہ اُن
کے تمام مطالب کتب مقدسہ میں ہوں اور کتب مقدسہ کو اُن کی حاجت نرہی ہو
(لیکن یہ ممکن نہیں بلکہ کتب مقدسہ میں اُن کا ذکر اس لئے آیا کہ اُن کی حاجت ہے)
مگر یہاں صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابیں تھیں جواب معدوم ہیں
اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اُس سے بڑے بڑے علماء مسیحی نے بھی
اقرار کیا ہے ممفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال میں جو سنہ ۱۸۴۳ء میں لندن
میں چھپی ہے ذیل سوال دوم کے لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں جن میں حضرت مسیح کو
ناصری کہا گیا تھا (اور جس کا ذکر مقدس متی نے ۲ باب ۲۳ میں لکھا ہے)
نیست و نابود ہو گئی ہیں اس لئے کہ جو کتابیں نبیوں کی اب موجود ہیں کسی
میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ناصری نہیں لکھا ہے گرینز اسٹم صاحب اپنی ہوملی
یعنے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اسلئے
کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بددینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو

پہاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا انتہے۔

یہوداہ کے خط کی ۹ آیت میں جو لکھا ہے کہ جب میکائیل نے شیطان سے تکرار کرکے موسیٰ کی لاش کی بابت بحث کی انتہے۔ یہوداہ نے یہ بات توریت سے لکھی ہوگی مگر اب توریت میں کہیں یہ مندرج نہیں ہے اور اسی طرح ۲ طمطاؤس ۳ باب ۸ میں لکھا ہے کہ یاناس اور یمبراس نے موسیٰ کا سامنا کیا انتہے۔ یہ دونوں نام بھی عہد عتیق کی کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے معلوم نہیں کہ پلوس نے عہد عتیق کی کس کتاب سے یہ ذکر لکھا اور وہ کتاب اب مجموعہ عہد عتیق میں موجود نہیں ہے اور اسی طرح حنوک کی پیشین گوئی جو یہوداہ ۱۴ و ۱۵ میں ہے توریت میں اب پائی نہیں جاتی اسی طرح ۱۰۵ زبور ۱۸ میں جو حضرت یوسف کے بیڑیوں اور بیڑیوں کا ذکر ہے یہ بھی توریت میں مرقوم نہیں ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ اس بادشاہ روشن ضمیر یعنے سلیمان نے اُس دانائی کو جو اُس نے پائی انسانوں کے فائدے کیلئے استعمال میں لانا چاہا اور بہت سی کتابیں اُن کی تعلیم کے لئے لکھیں مگر حضرت عزرا نے اُن میں سے صرف تین کو مقدس کتابوں میں داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابوں میں داخل نہیں کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہیں لکھی گئیں تھیں یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئیں تھیں تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد پہلی صفحہ ۸۰۶ میں ذیل شرح آیت ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے اور اُس مشہور پیغام میں جو نینوی کو لے گئے تھے ہے اور اُن پیشین گوئیوں کو جن سے اُس نے بادشاہ یربعام کو سُریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہ لکھا ہوا نہیں پاتے۔ غرضکہ ہر طرح یہ بات ثابت ہے کہ اُن مقدس کتابوں کے سوا اور بھی مقدس کتابیں تھیں جو مدت سے ناپید ہوگئی ہیں انتہے۔

بیان تیسری قسم کی کتابونکا

یہ وہ کتابیں ہیں جو مروجہ بیبل میں داخل نہیں ہیں مگر ان میں سے بعضی ایسی ہیں جنکو ابتک بعض فرقے عیسائیوں کے مانتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جنکو ایک زمانہ میں صحیح ٹھہرا کر بیبل میں داخل کیا تھا اور پھر نامعتبر ٹھہرا کر خارج کر دیا اور بعض ایسی ہیں کہ اُن کو جمہور عیسائی جھوٹی اور جعلی کہتے ہیں انتہے۔

ایک تا ۷ کتب سبعہ شیت

۸ کتاب حنوک یعنی ادریس ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ا صفحہ ۶۳۷ یہ کتاب حنوک کی کتاب کہلائی جاتی اور اُس میں پیشین گوئی موجود ہے جس کا بیان یہوداہ نے کیا۔ جسٹن ارنیوس وغیرہ اس کا ذکر کرتے پر بہت دن تک وہ گویا گم رہی جب تک کہ ۱۷۷۳ع میں اُس مشہور مسافر بروک صاحب نے البینیا میں اُسے پایا اور یورپ کے عالموں کے لئے وہاں سے نقل لایا معلوم ہوتا ہے کہ البینیا کے عیسائی سمجھتے تھے کہ وہ الہام سے دی گئی اس لئے وہ اُسے پاک کتاب میں ایوب کی کتاب کے پیشتر داخل کرتے ہیں انتہے۔ (لغت کتاب مقدس مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۵ع صفحہ ۱۸۳)

۹ کتاب مشاہدات ابراہیمؑ

۱۰ کتاب مشاہدات موسےؑ

۱۱ کتاب پیدائش صغیر کونسل ٹرنٹ نے (جو ۱۵۶۲ع میں ہوئی تھی) اس کتاب کو نامعتبر ٹھہرایا اصل اُس کی عبری میں چوتھی صدی تک پائی جاتی تھی اور جروم اپنی کتاب میں اس کا حوالہ بھی دیتا ہے اور سیڈرنیس اپنی تواریخ میں اکثر جا اُس سے نقل کرتا ہے اور ارجن کہتا ہے کہ گلیتیوں کا ۵ باب ۶ اور ۶ باب ۵ اکو پلوس نے اسی کتاب سے نقل کیا ہے دیکھو ہدایت المسلمین صفحہ ۷۵ وغیرہ اور ترجمہ اس کا سولہویں صدی تک موجود تھا مگر اُس صدی میں کونسل ٹرنٹ نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ع جلد ۴ صفحہ ۲۔

۱۲ کتاب قیاس موسےؑ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ع

لندن جلد ۴ صفحہ ۲۔
۱۳ کتاب وصیت موسیٰ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۲
۱۴ کتاب اسرار موسیٰ ایضاً
۱۵ کتاب معراج موسیٰ لارڈنر کے ورکس مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ ارجن کہتا ہے کہ نامہ یہوداہ کی ۹ آیت اسی کتاب سے نقل ہوئی اور لارڈنر اپنی تفسیر کی جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ میں اس قول ارجن کو نقل کرتا ہے (ہدایت المسلمین چھاپہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۷۵)
۱۶ کتاب عزرا نمبر ۱ یہ کتاب سپٹواجنٹ کے بعض نسخوں میں شامل تھی اور یونانی گرجے میں عموماً پڑھی جاتی تھی تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۷۵۶۔
۱۷ کتاب عزرا نمبر ۲ یہ کتاب چند رومی ترجموں میں اور ایک عربی ترجمہ میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۷۷۶۔
۱۸ کتاب توبٹ ایضاً صفحہ ۸۰۹۔
۱۹ کتاب جودتھ ایضاً صفحہ ۸۲۶۔
۲۰ باقی حصہ بابون کتاب استھر کا یہ کتاب یونانی اور رومی نسخوں میں موجود ہے تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد ۲ صفحہ ۸۴۹۔
۲۱ وزڈم سلیمان یعنے کتاب دانائی سلیمان یونانی زبان میں یہ کتاب موجود ہے ایضاً صفحہ ۸۵۵۔
۲۲ ایکلزیاسٹیکس یعنے کتاب الوعظ ایضاً صفحہ ۸۷۹۔
۲۳ کتاب باروق قدیم مصنفوں نے اِس کتاب سے سند لی ہے اور کونسل ٹرنٹ نے اس کو رد نہیں کیا کیونکہ اس کے حصے گرجا میں پڑھے جاتے تھے ایضاً صفحہ ۹۴۲۔
۲۴ کتاب راگ تین پاک بچوں کے بعض یونانی ترجمے تھیوڈورشن میں اور عموماً رومی بیبل میں یہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۵۔
۲۵ کتاب تاریخ سسینا انہیں ترجموں میں یہ کتاب بھی کتاب دانیال کے شروع

میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۵۹۔
۲۶ بل اور ڈریگن کی بربادی کی تاریخ یہ کتاب بھی انہیں ترجموں میں کتاب دانیال کے آخر میں موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۳۔
۲۷ دعا منسس بادشاہ یہودیہ ایضاً صفحہ ۹۶۶
۲۸ اوّل کتاب مقابیس یہ کتاب اور نیز دوسری آگے آنیوالی کتاب عبری میں بھی تھی اور یونانی اور سُریانی زبان میں اب بھی موجود ہے ایضاً صفحہ ۹۶۷۔
۲۹ دوئم کتاب مقابیس ایضاً صفحہ ۱۰۱۷۔
۳۰ کتاب معراج اشعیاہ یعنے یسعیاہ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ا صفحہ ۶۳۸۔
۳۱ ملفوظات حبقوق۔
ان کے سوا دو کتابیں اور ہیں یعنے کتاب لموئیل اور کتاب اجور جنکا ایک ایک باب صرف باقی ہے جو کہ کتاب امثال کے آخر میں شامل کر دیا گیا
اب یہ قسم دوئم کی سترہ کتابیں جنکا ذکر بیبل مروجہ حال میں موجود ہے اور قسم سوئم کی ۳۱ کتابیں جنکا ذکر ہارن صاحب وغیرہ نے کیا اور ان کے سوا دو اور یعنے لموئیل اور اجور کی کتابیں کر یہ سب پچاس ۵۰ کتابیں ہوئیں اس بیبل میں شامل نہیں ہیں پس آیتوں کی تحریف کا کیا شکوہ ہو جبکہ کتابیں کی کتابیں غایب ہو گئی ہیں اور یہ پہلی قسم کی کتابیں جو اب باقی اور بیبل میں شامل ہیں اُن کا اور اُن کے مصنفوں کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جب بیسیوں کتابیں غائب کر دیں تو جو باقی رہا ہے اُسے کب اصلی حالت پر رکھا ہو گا۔
یوسیفس جو بڑا مورخ مشہور ہے حضرت حزقئیل کی طرف دو کتابیں منسوب کرتا اور کہتا ہے کہ حزقئیل نے یروسلم کے غارت ہونے اور صدقیاہ کے بابل کو نہ دیکھنے کی بابت پیشین گوئی کر کے اُس ملفوظ کو یروسلم میں بھیجدیا تھا۔ پس جبکہ اِن دونوں کتابوں کو بھی قسم دوئم اور سوئم کی کتابوں میں شامل کریں تو اس طرح کی سب کتابیں باون ۵۲ ہوئیں

ہارن صاحب کی جلد اوّل شرح انجیل کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ بعض کتابیں پیغمبروں کی جاتی رہی ہیں تو کہتے ہیں کہ وے کتابیں الہام سے نہیں لکھی گئی تھیں انتہٰے۔ لیکن اگر غور کریں تو اِن کتابوں میں جو موجود ہیں اُن سے کیا زیادہ الہامی بیان ہے یعنے اگر وہ الہامی نہ تھیں جو گم ہو گئیں تو یہ بھی جو موجود ہیں بدرجہ اولے الہامی نہیں ہیں خاص کر آستر اور غزل الغزلات وغیرہ اور جب یہ الہامی سمجھی جاتی ہیں تو اُن کے الہامی نہونے کا کیا سبب ہے پھر یہ کہ اگر وہ الہامی نتھیں تو اِن کتابوں میں اُن میں کے منتخبات کیوں موجود ہیں کیا کوئی الہامی کتاب جھوٹی کتابوں کی بھی عبارتوں کو سند میں لاسکتی ہے جیسے یہوداہ کی ۹ آیت اور متی ۲ باب ۲۳ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ نامۂ یہوداہ اور انجیل متی وغیرہ بھی الہامی نہیں ہیں اس کے سوا توریت و انجیل میں کہاں لکھا ہے کہ وہ اکیاون کتابیں الہامی نتھیں۔

مرآت الصدق مؤلفہ پادری بیدیلی صاحب اور ترجمہ طامس انگلس صاحب صاحب الارشاد پادری مریا انجلو صاحب کاتھولک مشنری مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۱۶۹ و ۱۸۲ میں کتب عہد عتیق و جدید دونوں کی نسبت لکھا ہے **قول** کاتولیک ظاہر کرتے ہیں کہ کتاب مقدس جیساکہ ہر ایک شخص اپنی فہمید سے سمجھتا ہے ایمان کا کافی قاعدہ نہیں اور اسی لئے انسانوں کو خدا کی بادشاہت میں پہونچا نہیں سکتی اور یہ کہ کتاب مقدس کافی قاعدہ نہیں ہے عقل سلیم بآسانی دکھلادے گی کیونکہ اگر انسان اپنا ایمان اپنی سمجھ کے مطابق کتاب مقدس پر منحصر رکھے تو ضرور ہے کہ وہ چھ چیزوں میں کلیۃً دلجمعی اور دریافت حاصل کرے۔ اوّل یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ کتاب جو وہ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے دراصل کتاب مقدس صحیح ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے پاس سالم کتاب ہے کہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ کتاب مقدس الہامی اور خدا کے ارشاد سے ہے چوتھے یہ کہ کسی نے کتاب مقدس میں غلطیاں درج نہ کی ہوں۔ پانچویں یہ کہ وہ اُسے سمجھ سکتا ہو۔ چھٹے یہ کہ سب چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں اُس میں ہوں پہلے یہ کہ بالضرور معلوم کرے کہ دراصل کتاب مقدس صحیح ہے اچھا کوئی پراٹسٹنٹ اپنی خاص

تمیز سے یہ نہیں پہچان سکتا کیونکہ کتاب مقدس فقط ایک کتاب ہے مردہ حرفوں
سے بھری ہوئی اور اپنے حق میں گواہی نہیں دے سکتی (اہلِ کلیس پولٹ بب ۳ سن ۸)
سوا اس کے عالم وفاضل اس بات پر سب متفق ہیں کہ یروسلم کی ہیکل اور شہر کلیسیا تھا
وہ کتاب مقدس جو موسےٰ اور قدیم پیغمبروں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی بنوکدنذر کے
عہد میں اسیرین کی چڑہائی میں تاخت وتاراج ہوگئی (پرنیس ڈریزرب ۱۰ ان سب پہ
واٹسن کا لیکشن جلد ۱۱ صفحہ ۵) اور اگرچہ کتاب مقدس موصوف کو اُس کی نقل مطابق
اصل[۱] سے ایزرا یعنی عزرا نے پھر موجود کیا تھا مگر یہ نقل بھی انطاکیس[۲] کے آیندہ ظلموں
کے وقت لٹ گئی (ایضاً) پس ایک شخص اپنی خاص رائے اور تمیز کی تقویت پر
کہہ نہیں سکتا کہ کتاب مقدس جو اُس کے پاس ہے سچی اور اصلی ہے یا نہیں۔
دوسری یہ کہ جس وقت کسی پراٹسٹنٹ کے پاس کتاب مقدس ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ
یقین کرتا ہے کہ اُس کے پاس کتاب ممدوح پوری ہے لیکن جو کوئی حصہ اُس کا کم ہے
تو بیشک اُس کے پاس ایک جزو ہے اور کلام الٰہی کا کل نہیں اب میں پراٹسٹنٹوں کو
دکھا سکتا ہوں کہ کتاب مقدس میں بہت حصے کم ہیں کیونکہ ایک عالم ثابت کرتا
ہے کہ کم سے کم بیس ۲۰ کتابیں جلد مقدس کی بالکل کھوئی گئی ہیں (کانٹرن کا دیباجہ چاروں
انجیلوں کے باب میں) اگر تمہیں میری بات میں شک ہو تو اپنی کتاب مقدس میں
مفصلہ ذیل کے صحیفوں اور متنوں کو دیکھو اور ڈھونڈو گنتی کی کتاب ۲۱ باب ۱۴ آیت
یعنے یہ خداوند کے جنگ کی کتاب میں لکھا ہے یہ کتاب کہاں ہے جوشوا (یعنے یشوع
کا ۱۰ باب ۱۳ آیت یعنے کیا یہ جاشار (یعنے کتاب الیسیر) کی کتاب میں نہیں لکھا ہے
میں پراٹسٹنٹوں سے پوچھتا ہوں کہ جاشار کی کتاب کہاں ہے اول سموئیل کا ۱۰ باب
۲۵ آیت یعنے سموئیل نے بادشاہت کا طور وقاعدہ قوم سے کہا اور ایک کتاب میں
لکھ کر اُسے خداوند کے آگے رکھا یہ کتاب بھی کھوئی گئی پھر پہلے سلاطین ۴ باب ۳۲
آیت یعنے سلیمان نے تین ہزار تمثیلیں بنائیں اور اُس کے مزامیر ایک ہزار تھے پس

[۱] اگرچہ محض عیسائی عقیدہ ہے ورنہ بیشتر ثابت ہو چکا کہ نقل مطابق اصل خلقیاہ سردار کاہن کے وقت میں بھی تھی ۱۲
[۲] یعنی انتیوکس ۱۲

یہ مزامیر کدھر گئے اور پھر اکرانیکل یعنے وقایع (یا اوّل تواریخ) ۲۹ باب ۲۹ آیت یعنے داؤد کے اعمال پہلے سے پچھلے تک سموئیل کے سیر کی کتاب اور ناتھن پیغمبر کی کتاب اور گیڈ (یعنے جاد) سیر کی کتاب میں لکھے ہیں ان دونوں نبیوں کی کتابیں کہاں ہیں اور پھر دوسرا کرانیکل ۹ باب ۲۹ آیت یعنے کیا یہ ناتھن پیغمبر کی کتاب اور سلونیت اخیا کی پیشین گوئی اور ایڈو سیر کی بشارتوں کی خوابوں میں نہیں لکھا ہے یہ کتابیں بھی گم ہو گئیں ایضاً ۱۲ باب ۱۵ آیت یعنے کیا یہ شمعیہ (یعنے سمعیاہ) پیغمبر کی کتاب اور ایڈو سیر کی کتاب میں متضمن مشابہتوں کے مندرج نہیں ہے یہ بھی مفقود ہیں ۱۳ باب ۲۲ آیت یعنے اُس کی راہیں اور اُس کے کلام عیدو کی تواریخ میں لکھے گئے تھے یہ بھی ناپید ۲۰ باب ۳۴ آیت یعنے وے جنہوں کی کتاب میں لکھے گئے تھے اور ۳۳ باب ۱۹ آیت یعنے وے سیر کے کلاموں کے درمیان لکھے ہیں الحاصل ولی پاولس (یعنے پولس) نے قرنیتوں کو تین مکتوب لکھے اُن میں سے پہلا کھویا گیا کیونکہ اُس میں جسے ہم پہلا کہتے ہیں ولی پاولس لکھتا ہے کہ میں نے تمہیں ایک مکتوب میں لکھا ہے (اول قرنیتوں کا ۵ باب ۹) پس وہ مکتوب جو اُس نے اُنہیں لکھا کہاں ہے اور پھر ولی پاولس لادوقیہ والے مکتوب کو گرجا میں پڑھنے کا حکم دیتا ہے قلسیوں کا ۴ باب ۱۶ آیت یعنے لادوقیہ کی کتاب کو تم بھی اکلیسیا میں پڑھو یہ کتاب بھی کھوئی گئی اور بھی بہت سے کام ہیں جو عیسے المسیح نے کیے کہ اگر وے جدا جدا قلم بند ہوتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں سمانہ سکتیں یوحنا کا ۲۱ باب ۲۵ آیت ولی کشتن (یعنے جسٹن شہید) ٹرافن (یعنے طریفون) کی بابت اپنی تحریر میں کہتا ہے کہ یہودیوں نے توریت میں سے بہت سی آیتیں غائب کر دیں تاکہ انجیل مقدس مطابق اُن کے معلوم نہو تو پس پروٹسٹنٹوں کے پاس کتاب مقدس پوری نہیں ہے بلکہ کلام ربانی کا ایک چوتھا حصہ اُن کے قبضے میں ہے۔

تیسرے یہ کہ اُسے بخوبی معلوم ہو کہ کتاب مقدس الہام ربانی سے ہے یہ بات کوئی پروٹسٹنٹ خاص اپنی دانش سے جان نہیں سکتا کیونکہ کتاب مقدس کونسی جگہہ خبر دیتی ہے کہ موسے نے الہام میں آکے توریت لکھی یا کہ اپوستلوں نے ازروے الہام انجیل مقدس کو

تحریر کیا وے طبیعت سے انسان تھے سہو و خطا سے مجبور اور کس طرح کوئی پروٹسٹنٹ
جان سکتا ہے کہ وے ناخطا لکھنے والے تھے۔ چوتھے ایک پروٹسٹنٹ کلیہ صداقت
سو نہیں سکتا کہ کتاب مقدس میں کسی طرح کی غلطی یا اختلاف نہیں ہوا اور کہ وہ لفظ
بلفظ وہی کتاب ہے جو مؤلفوں نے قلم بند کی تھی یہ بھی وہ اپنی خاص فہم کی رسائی سے
تحقیق دریافت نہیں کر سکتا کیونکہ کتاب مقدس عبرانی یونانی لاطینی زبان میں لکھی
گئی تھی اور اس لئے خاص اُس زبان میں نہیں ہے جس میں کہ اولاً تحریر ہوئی چنانچہ
کتاب مقدس جس کا تنڈیل کوورڈیل اور ملکہ الزبتھ کے عصر کے بشپوں نے انگریزی
زبان میں ترجمہ کیا تھا ایسی حد سے زیادہ ناقص اور پر غلط کی گئی تھی کہ اکثر عام پروٹسٹنٹوں
نے مع بادشاہ جیمس اول کے اُس کی بابت ایک عام فریاد و فغاں برپا کیا (فہرست
بعضے مقامات ریم کی انجیل) جیسا کہ لکھا ہے یعنے تنڈیل کے ترجمہ انجیل مقدس میں تنڈیل
بشپ نے دو ہزار نقص و اختلاف ظاہر کئے (بشپ واٹسن کا کالیکٹ جلد ۳ صفحہ ۹۸)
اور مسٹر بروٹن ایک پروٹسٹنٹ فاضل نے کونسل کی لارڈ لوگوں کو لکھا اور نئے ترجمہ کی
درخواست کی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انجیل مقدس کا ترجمہ جو کہ اب انگلینڈ میں ہے غلطیوں
سے بھرا ہے اور بشپوں سے بھی بروٹن مذکور کہتا ہے کہ اُن کا ترجمہ انجیل جو زبان انگریزی
میں ہے آٹھ سو اڑتالیس ۸۴۸ جگہہ میں توریت کے متن و مضمون سے برعکس ہے اور بہتوں
کے لئے انجیل مقدس کے رد کرنے اور دائمی شعلہ میں گرنے کا سبب ہوتا ہے (ٹریل
گارڈ صفحہ ۱۴۸) اسٹافیلس نے مارٹن لوتھر کی نئی انجیل میں قریب ایک ہزار کے اختلاف
پائے اور بادشاہ جیمس اوّل کے حضور ایک عرضی جو اس مقدمہ میں گذری اُس میں درج
تھا کہ ترجمہ زبور جو عام نماز کی کتاب میں مندرج ہے میزان و منہائی و تغیر میں عبرانی زبان
کے راستی سے کم سے کم دو سو مقاموں میں مختلف ہے (سپٹ صفحہ ۷۵-۷۹) فقط چودھویں
مزمور کو جو کتاب عام نماز میں موجود ہے اور جس پر پروٹسٹنٹ پادری بحلف اپنی پذیرائی و
رضامندی اقرار کرتے ہیں دیکھو اور پھر اسی چودھویں مزمور کو پروٹسٹنٹوں کی کتاب مقدس
میں مطالعہ کرو تو دیکھو گے کہ چار آیتیں نماز کی کتاب میں بہ نسبت کتاب مقدس کے

کم ہیں مگر جو یہ چاروں آیتیں کلام الٰہی سے ہیں تو کتاب مقدس سے کیوں چھوڑ دیں
ہیں اور جو کلام الٰہی سے نہیں ہیں تو پروٹسٹنٹ عام نماز کی کتاب میں اُن آیتوں کی
عدم صداقت کیوں نہیں ظاہر کرتے حقیقت صریح یہ ہے کہ پروٹسٹنٹوں نے یا
کچھ بڑہانے سے یا گھٹانے سے اس پیشین گوئی کے لفظوں اور خدا کے کلام کو بگاڑا
ہے۔ پانچویں یہ کہ اُسے اپنی خاص دانش سے سمجھ سکتا ہو مگر یہ امر کسی پراٹسٹنٹ
کے واسطے ممکن نہیں۔ چھٹے یہ کہ پراٹسٹنٹ جانتا ہو کہ کتاب مقدس میں سب
چیزیں جو نجات کے واسطے ضرور ہیں موجود ہیں یہ بھی کوئی انسان اپنی فہمید بالذات
سے جان نہیں سکتا ایک پراٹسٹنٹ بشپ مانیسک نامی شہادت دیتا ہے کہ
دین کے باب میں چھ سو امر میں جنہیں خدا نے مقرر کیا اور جو اکلیسیا سے فرمائے جاتے
ہیں اور جنکی بابت ہم قبول کرتے ہیں کہ کتاب مقدس اُن امروں کو نہ کسی جگہہ میں
بیان کرتی نہ سکہاتی ہے۔ اب میں کسی پراٹسٹنٹ سے پوچھتا ہوں کہ بہلا کیا
وہ اپنی نجات کی دلجمعی صرف ایک ایسی کتاب کے بہروسہ پر رکھہ سکتا ہے جسے
وہ کلام الٰہی ثابت نہیں کرسکتا ایک کتاب جسے وہ سمجھ نہیں سکتا ایک کتاب
جسے جُہلا و ضُعفا[۱] اپنی ہلاکت کے لئے پڑہتے ہیں ایک کتاب جس کے حصے اکثر
کہوئے گئے ہیں ایک کتاب جو از بس غلطیوں سے بہری گئی اور ناقص کی گئی
اور جس میں نجات پانے کی سب چیزیں ضروری نہیں ہیں ایسی کتاب کیا ایمان
کا قاعدہ کل و مکمّل نجات ہو سکتی ہے نہیں خدا قادر مطلق کا ہرگز یہ ارادہ نہیں
ہوا کہ ہر ایک انسان اپنا اپنا ایمان بطور خود کتاب مقدس سے بنا دے تمت کلامہ
پس توریت و انجیل کی تحریف تو توریت و انجیل ہی سے ثابت ہے اب جو
عماد الدین وغیرہ قرآن مجید کی نسبت تحریف پکار رہے ہیں چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح
قرآن مجید سے ثابت کر دیں آب کتاب سموئیل جس کا اول سموئیل ۱۰ باب ۲۵
میں ذکر ہے اور کتاب ہوسیاہ جس کا ۲ تواریخ ۳۳ باب ۱۹ میں ذکر ہے اور وہ کتاب
جس کا ۲ تواریخ ۱۳ باب ۲۲ میں ذکر ہے یہ تینوں کتابیں اُن باون کتابوں پر زیادہ

[۱] ضعفا جمع ضعیف ۔ جہلا جمع جاہل بمعنی نادان ضعیف ۔ ۱۲

کریں تو پچپن کتابیں ہوئیں کہ جو توریت میں سے غائب ہیں

منادی

اختلافات عہد عتیق کی پہلی قسم کی کتابوں میں سے بعضے مقامات

پیدائیش ۶ باب ۶ میں ہے کہ خدا انسان کو پیدا کر کے پچتایا اور ۲ سموئیل ۲۴ باب ۶ میں ہے خدا بدی کرنے سے پچتایا مگر گنتی ۲۳ باب ۱۹ میں ہے کہ خدا آدم زاد نہیں جو پچتاوے اور اول سموئیل ۱۵ باب ۲۹ میں ہے کیونکہ وہ انسان نہیں ہے کہ پچتاوے۔

۲ استثناہ باب ۹ میں ہے کہ باپ دادے کی بدکاری کا بدلہ اُن کی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک لیتا ہوں انتہے۔

مگر استثناہ ۲۴ باب ۱۶ میں ہے کہ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نجائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجاوے۔

۳ استثناہ ۲۱ باب ۱۶ میں ہے تو محبوبہ کی بیٹی کو مبغوضہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹا ہے فوقیت ندی۔

مگر پیدائیش ۲۵ باب ۲۳ میں ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔

ہوسیع ۱۴ باب ۹ میں ہے کہ خدا کی راہیں سیدہی ہیں اور نیک لوگ اُن میں چلیں گے مگر حزقیل ۲۰ باب ۲۵ میں ہے اور میں نے اُنہیں وہ سنتیں دیں جو پہلے نہ تہیں اور وہ قانون جنسے وہ جیتے نرہیں۔

۵ تواریخ ۱۶ باب ۹ میں ہے خداوند کی آنکھیں ساری زمین پر دوڑتی ہیں مگر پیدائش ۱۸ باب ۲۱ میں ہے میں اوترکے دیکھوں گا کہ اُنہوں نے اُس شور کے مطابق جو مجھ تک پہنچا بالکل کیا ہے یا نہیں میں دریافت کروں گا انتہے۔ یہاں خدا کا عالم الغیب ہونا بالکل جاتا رہا۔

۶ خروج ۲۰ باب ۲۶ میں ہے تو میری قربان گاہ پر سیڑہی سے ہرگز مت چڑھیو تا کہ تیری برہنگی اُس پر ظاہر نہو۔

مگر یسعیاہ ۳ باب ۱۷ میں ہے خداوند صیحون کی بیٹیوں کی چاندیوں کو گنجی کر ڈالے گا

اور خداوند اُن کے اندام نہانی کو اوگھارے گا انتہے وہاں مرد کا ننگا ہونا گناہ تھا اور یہاں عورتوں کی برہنگی جائز ہوئی اور اسی طرح اگر سب اختلافات لکھے جائیں تو ایک کتاب اسی بیان میں ہو فقط۔

کلیسیاہ

جس میں ۱۰ سکرمنٹ ہیں اور ایک منادی

سکرمنٹ ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ التَّنَادِ ۝ پ۴ آل عمران ۱۲

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (سورہ مائدہ آیت ۱۵) اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نصارے ہیں اُن سے ہمنے عہد لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اُس نصیحت کا جو اُن کو کی تہی۔

(از شہادت قرآنی فصل ۱۲۲ صفحہ ۱۸۱) کتب عہد جدید یعنے اناجیل وغیرہ کا حال لکھنے سے پیشتر ان دو چار بیانوں پر غور کر لینا چاہیے لوقا ۱ باب ۱ میں ہے بہتوں نے کمر باندہی کہ اُن کاموں کو جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں انتہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اوسی وقت میں لوقا کی طرح اور بھی بہتوں نے انجیلیں لکھی تہیں مگر وہ جھوٹی یا سچی کچھ معلوم نہو ئیں۔

گلتیوں کا ۱ باب ۶ پھر کے دوسری انجیل کیطرف مائل ہوئے انتہے یہ دوسری انجیل جو کہ اِن چار انجیلوں کے سوا ہے پلوس کے وقت میں مشہور ہو چکی تہی۔

۲ تسلنیقیو نکو ۲ باب ۲ میں ہے نہ گھبراؤ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہ سوچکر کہ وہ ہماری طرف سے ہے انتہے یعنے پلوس کے وقت ہی میں جعلی خط لکھے جاتے تھے ۲ قرنیتوں کا ۱۱ باب ۲ و ۱۳ سے بھی ظاہر ہے کہ پلوس کے وقت میں جھوٹے رسول اور دغاباز پیدا ہوگئے تھے بلکہ خود پلوس ہی نے دین کے واسطے جھوٹ بولنا پسند کیا تھا رومیوں کا ۳ باب ۷ موشیم صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۳۶ میں اول صدی عیسوی کا یوں بیان فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے باعث تھے جن کے سبب ابتدا ز زمانہ میں انجیلوں کے ایک نسخہ میں جمع کرنے کی ضرورت ہوئی خصوصاً اس باعث سے کہ بعد جانے حضرت عیسےٰ کے آسمان پر اُن کی زندگی اور تعلیمات کی تواریخ پُر فریب اور کہانی آمیز ایسے لوگوں سے جن کے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے اور سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں سے رغبت رکھتے تھے تصنیف ہوئی تھیں اور اس کے بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تحریریں جن پر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں کے درج کئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھی گئیں تھیں انتہے۔ اور پھر موشیم صاحب اپنی تواریخ باب ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء میں دوسری صدی عیسوی کا بیان یوں فرماتے ہیں کہ افلاطون اور فیساغورث کے پیروں نے اسبات کو صرف جائز ہی خیال نہیں کیا بلکہ قابل تحسین و آفرین کے سمجھتے تھے کہ راستی اور خداپرستی کی ترقی کے لئے فریب دین اور جھوٹ بولیں اس رائے کو اُن یہودیوں نے جو مصر میں رہتے تھے سنہ مسیحی سے پیشتر جیسا کہ بہت دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے اُن سے سیکھا تھا اور اُن دونوں سے عیسائیوں میں یہ بُرائی ابتدا سے پھیلی تھی اس بات میں کوئی شخص شک نہیں کرنے کا جب اُن کتابوں کو جو بہت سے جھوٹ سے بھری ہیں اور مشہور آدمیوں کے نام سے بنائیں گئیں ہیں بغور دیکھے گا اور سبل لین کے اشعار اور اسی طرح کی بے قدر کتابوں پر توجہ کرے گا جو بہت سی دوسری صدی اور اُس کی اگلی صدیوں میں نکلی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب پر پکے تھے انہوں نے اس قسم کی جھوٹی کتابیں بنائی تھیں بلکہ غالباً وہ کتابیں بہت سی گناستک کے فرقہ سے نکلیں

تھیں تاہم اسبات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پابند تھے وہ اِس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے انتہے۔

طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء کے حصہ تین ۳ صفحہ ۲۲۳ میں اور مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ سنہ ۲۳۰ء میں ایک شخص ارجن نامی مدرسہ سکندریہ کا مدرس تھا اور تیز عقلی اور علم اور خوش اخلاقی اور دانشمندی کے سبب اُس کی ایسی شہرت ہوئی کہ مخالف اور بت پرست مصنف بھی اُس کی تعریف کرتے اور اُس کے نام پر اپنی تصنیف گردانتے تھے انتہے۔ اور نہ صرف جعلی مصنف بلکہ مسیح ہونے کا بہتوں نے دعوے کیا تھا چنانچہ یوسف مورخ کتنوں کا ذکر کرتا ہے وہ یوں لکھتا ہے کہ ملک جادوگروں اور دغابازوں سے بھر گیا تھا جنہوں نے بہتوں کو ورغلانا اور بیابانمیں لے گئے تاکہ اپنی کراماتیں دکھائیں اِن میں سے دوسیتھیوس سامری کا ذکر ہے جس نے آپ کو مسیح کہا اور شمعون مجوسی جو آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور تودس جس نے بہت لوگوں کو دھوکا دیکر کہا کہ میں یردن ندیکو دو حصہ کر کے بیچ میں راستہ بناؤں گا القصہ چوبیس شخصوں کا ذکر ہے کہ جنہوں نے اوریں قیصر کے وقت سے لیکر سنہ ۱۶۸۲ء تک مسیح ہونے کا دعوے کیا از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۸۶۔

اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ دوسری صدی میں اسبات پر عیسائیوں کے درمیان اختلاف تھا کہ بت پرستوں سے بحث کے درمیان فلسفی کا طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں اور یہ اختلاف آخرالامر کلیمنس اور اُرجن کی لیاقت کے باعث اور فلسفی کے جانب داروں کی غالب زیادہ گوئی کے سبب اسکندریہ میں رفع ہو گیا اُس کے تسلیم کر لینے سے دین کے جانب داروں کو دلیلوں کے لانے میں تحقیقات کی موشگافی میں عقل کا استعمال یا سچ پوچھو تو تصرف بجا کرنے میں بڑا فائدہ حاصل ہوا لیکن بحث میں اُن کی وہ مردانہ اور سادی راست بازی جو گو کبھی کبھی بھونڈی اور ناتراشیدہ بھی ہوتی تھی اور اُن حامیان حق کو زیبا تھی اُن کے ہات سے جاتی رہی اُن دینی دغا اور فریب کے اصل جو اُس کے بعد تواریخ کلیسیا کے صفحوں کو داغ لگاتے ہیں

بعض آدمی اسے فلسفی کا تعلق تصور کرتے ہیں۔ قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردیں جس کو سب مانتے ہوں تاکہ لوگ اُن کے مضامین کو دل دیکر پڑہیں لیکن جب اُسنے دین عیسوی میں راہ پائی بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہو اُس کی اسوقت کی صفائی میں داغ لگے اور آئندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلوں کی اور اعمالوں کی اور مکاشفاتوں کی جڑ ہوئی جو لوگوں نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہیں جو کتابیں کہ بہت دن بعد لکھی گئیں لوگوں نے حواریوں کے تابعین کی تصنیف بتلادیں اس طرح کی دغا اور فریب اکثر کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت کرنے کے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنے کے لئے خواہ کسی دست انداز کا اختیار حاصل کرنے کے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب ٹھہراتے تھے چھ سو برس سے زیادہ یہ موجب رسوائی کلیسیائے روم میں بنا رہا انتہے۔

روس تواریخ کلیسیا ۳ باب کے دوسرے حصّے کے ۲۰ شمار مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہیں کے بحث کا طور اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اور آخر کار اُرِجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے البتہ مسیحی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی میں کچھ خلل پڑا پھر اسی سبب سے بعضے لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئیں جو کہ اس زمانے کے بعد کثرت سے لکھی گئیں اس طرح سے کہ جب فیلسوف لوگ کسی طریقہ کی پیروری کرتے تھے تو کبھی کبھی اُس کے حق میں کتاب لکھکر کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلے سے لوگ اُس پر متوجہ ہوکر اُس کی باتیں زیادہ مانیں گے اگرچہ اسکی باتیں برملا خود مصنف کی ہوتیں سو اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے

کتاب لکھکر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے ایسا دستور تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسیا میں جاری رہا یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی انتہےٰ۔

اوڈن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ دسویں صدی میں جو وریا جعل اور جھوٹ کا مسیحیوں میں رواج زن تھا نامہ اتہانی سیس کا جعل سے بنایا گیا انتہےٰ۔

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۳۳۱ میں لکھتے ہیں کہ بلاشبہہ بعض خرابیاں (یعنے تحریفیں) جان بوجھہ کر اُن لوگوں نے کی ہیں جو کہ دیندار مشہور تھے اور اُس کے بعد اُنہیں خرابیوں کو ترجیح دیجاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت دیں یا اعتراض اُن پر آنے ندیں انتہےٰ لب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۳۹ باب ۹ فصل ا سطر ۳ میں مرقوم ہے کہ اسیوڈورس کے مکتوب کا جعل سولہویں[16] قرن تک مکمل آشکار نہوا تھا انتہےٰ۔

ایسے ہی لوگوں کے حق میں قرآن مجید کی یہ آیت ہے (سورہ بقرہ آیت ۷۹)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

از شہادت قرآنی فصل ۲ صفحہ ۱۰۰ مصنفہ ولیم میور صاحب چھاپہ لکھنؤ سنہ ۱۸۶۱ء یعنے خرابی ہے اُن کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہات سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں اُس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے اُن کو اپنے ہات کے لکھے ہوئے سے اور خرابی ہے اُن کو اپنی کمائی سے۔

بیان کتابوں عہد جدید کا

یہ کتابیں دو قسم کی ہیں پہلی قسم وہ جو مجموعہ مروجہ حال میں شامل ہیں یہ کل ۲۷ کتابیں ہیں

انجیل متی	انجیل مرقس	انجیل لوقا	انجیل یوحنا	اعمال	رومیوں کا خط	پہلا قرنتیوں کو خط
دوسرا قرنتیوں کو خط	پہلا گلتیوں کو خط	دوسرا گلتیوں کو خط	افسیوں کو خط	فلپیوں کو خط		
کلسیوں کو خط	پہلا تسلنیقیوں کو خط	دوسرا تسلنیقیوں کو خط	پہلا طمطاؤس کو خط			

دوسرا طمطاؤس کو خط طیطس کو خط فلیمون کو خط عبرانیوں کو خط یعقوب کا خط

پطرس کا پہلا خط پطرس کا دوسرا خط یوحنا کا پہلا خط یوحنا کا دوسرا خط یوحنا کا تیسرا خط

یہوداہ کا خط مشاہدات یوحنا

قسم دوم کی کتابیں جو مجموعہ مروجہ حال میں شامل نہیں ہیں

(ماسٹ ۱۳۳ کتاب)

از انٹرودکشن ہارن صاحب اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲

[۱] انجیل طفولیت جو متی نے لکھی

[۲] انجیل ولادت مریم

[۳] انجیل یعقوب

[۴] انجیل نیقودیما [۵] انجیل پیٹر [۶] انجیل دوم یوحنا [۷] انجیل اندریاہ حواری [۸] انجیل فلپ

[۹] انجیل بارتھالومی [۱۰] انجیل توما حواری [۱۱] انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی [۱۲] انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی

[۱۳] انجیل متھی آز [۱۴] انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہے

(از ترجمہ انگریزی سیل صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۴۳۳) [۱۵] انجیل برنباس

[۱۶] انجیل تھی ڈیلس [۱۷] انجیل پال [۱۸] انجیل ایلس [۱۹] انجیل بی سیلی ڈس [۲۰] انجیل سرتھس

[۲۱] انجیل ابی اونیٹز [۲۲] انجیل انکار ٹیٹس [۲۳] انجیل حوا [۲۴] انجیل یہوویا [۲۵] انجیل جوڈ

[۲۶] انجیل جوڈس اسکریوط [۲۷] انجیل مارشین [۲۸] انجیل امرن تھس [۲۹] انجیل ناصریان

[۳۰] انجیل کاملیت [۳۱] انجیل سی تھینس [۳۲] انجیل ٹی ٹن [۳۳] انجیل حقیقت جو ویلن

[۳۴] ٹی نین پاس تھی [۳۵] انجیل وٹیمنس [۳۶] نامۂ مریم بنام اگناشس نامۂ مریم بنام سسلیان

[۳۷] کتاب پیدایش مریم [۳۸] کتاب مریم [۳۹] تاریخ اور حدیث مریم [۴۰] کتاب مریم کی معجزات مسیح میں

[۴۱] کتاب سوالات صغیر و کبیر مریم [۴۲] کتاب نسل مریم [۴۳] کتاب ابرہم انگشتری سلیمانی [۴۴] کتاب عقائد حواریان از انٹروڈکشن ہارن صاحب

اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۶۴۲ [۴۵] کتاب تعلیم حواریان ادور کس لارڈنر

صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ [۴۶] کتاب اعمال پطرس [۴۷] کتاب اول

[۴۸] مشاہدات پطرس کتاب دوم مشاہدات پطرس [۴۹] نامۂ پطرس بنام کلیمنس

۵۰ کتاب مباحثہ پطرس ۵۱ کتاب تعلیم پطرس ۵۲ کتاب وعظ پطرس ۵۳ کتاب آداب نماز پطرس ۵۴ کتاب خانہ بدوشی پطرس ۵۵ کتاب قیاس پطرس ۵۶ کتاب اعمال یوحنا ۵۷ کتاب خانہ بدوشی یوحنا ۵۸ کتاب حدیث یوحنا ۵۹ نامہ یوحنا بنام ہیڈروپک ۶۰ مریم کا وفات نامہ جو یوحنا نے لکھا ۶۱ تذکرہ مسیح اور اُن کے نزول کا صلیب سے جو یوحنا نے لکھا تھا ۶۲ کتاب مشاہدات دوم یوحنا ۶۳ کتاب آداب نماز یوحنا ۶۴ کتاب اعمال اندریاہ ۶۵ کتاب آداب نماز متی ۶۶ کتاب اعمال فلپ ۶۷ کتاب اعمال توما از انٹروڈکشن ہارن صاحب اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ ۶۸ کتاب مشاہدات توما ۶۹ کتاب خانہ بدوشی توما ۷۰ کتاب آداب نماز یعقوب ۷۱ وفات نامہ مریم جو یعقوب نے لکھا ۷۲ کتاب حدیث متھی آز ۷۳ کتاب اعمال متھی آز ۷۴ کتاب آداب نماز مرقس ۷۵ مرقس کی کتاب پی شین ۷۶ نامہ بارناباس لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ ۱۸۲۹ء لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ ۷۷ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ ۷۸ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم ۷۹ کتاب اعمال پال ۸۰ نامۂ پال بنام لاودکیان نامۂ کلیسیان ۴ باب ۱۹ ۸۱ تا ۸۳ تین نامے پال کے بنام تھسلیکونیاں ۸۴ نامۂ پال بنام یہودیان یہ خط سریانی زبان کے ترجمہ پسیکیٹو میں شامل ہے ۸۵ تا ۸۷ تین نامے پال کے بنام کرنتھیان اول کارنتھین ۵ باب ۹ دوم ایضاً ۱۰ باب ۹ ۸۸ نامہ پال در جواب نامہ کرنتھیان ۸۹ تا ۹۴ چھ نامے پال کے بنام سنیکا ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲ ۹۵ کتاب مشاہدات اول پال ۹۶ کتاب مشاہدات دوم پال ۹۷ کتاب وژن پال ۹۸ کتاب وعظ پال ۹۹ پال کی کتاب منتر سانپ ۱۰۰ کتاب پری سیپٹ پال ۱۰۱ مکاشفات سرنتھس ۱۰۲ اعمال حواریان جو ابی اونیٹر کے پاس تھے ۱۰۳ کتاب اہل کی سیٹس ۱۰۴ کتاب جمیس ۱۰۵ کتاب اعمال حواریان لیوشیس کے ۱۰۶ اعمال حواریان لن شیس ۱۰۷ اعمال حواریان لیانٹیس ۱۰۸ اعمال حواریان لیوتھیان ۱۰۹ اعمال حواریان جو منی چیز پاس تھے ۱۱۰ اعمال حواریان سلیوکس ۱۱۱ عیکا شفہ اسٹیفن ۱۱۲ نامہ تھمی سن مانی نسٹ ۱۱۳ نامۂ اول کلیمنٹ بنام کارن تھنیز ۱۱۴ نامۂ دوم کلیمنٹ بنام کارن تھنیز ۱۱۵ نامۂ اگنی شیس بنام افی شینز ۱۱۶ نامۂ اگنی شیس بنام میگنی شیس

١١٧ نامۂ اگنی شیس بنام ٹریلینیز	١١٨ نامۂ اگنی شیس بنام رومیان	١١٩ نامۂ اگنی شیس بنام فلی ڈل فینس
١٢٠ نامۂ اگنی شیس بنام سمرنیز	١٢١ نامۂ اگنی شیس بنام پولی کارپ	١٢٢ نامۂ پولی کارپ بنام فلی پینیز
١٢٣ گڈریہ ہرمس کا	١٢٤ احکام ہرمس	١٢٥ تماثیل ہرمس

ان کتابوں کے سوا چند کتابیں ایسی تہیں جنکو کہتے تھے کہ خود حضرت مسیح نے لکھی ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے از انٹروڈکشن ہارن صاحب مشتمل بر علوم بیبل مطبوعہ ١٨٢٥ء لندن جلد ا صفحہ ٦٤٢

١٢٦ کتاب مناجات مسیح کی	١٢٧ کتاب تمثیلوں اور وعظ کی	١٢٨ نامہ بنام پطرس و پال
١٢٩ نامۂ بنام آبیگارس	١٣٠ کتاب سحر کی	١٣١ کتاب پیدائش مسیح اور مریم
١٣٢ نامے جو آسمان پر سے گرے ایضاً ہارن صاحب صفحہ ٦٣٢	١٣٣ نامۂ حضرت مسیح جو منی کیس نے پیدا کیا	

جن کتابوں پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے اُن کا نشان ملیگا اکسہو ہوا اور ایو کریقل نیو ٹسمنٹ میں جو ١٨٢٠ء لندن میں چھپی ہے۔

یہ تفصیل کتابوں کی جو لکھی گئی وہ ہے جو ہم نے اگلی کتابوں میں پائی ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ اُن کے سوا اور بھی کچھ تحریریں معتبر یا نامعتبر ہوں جنکی اطلاع ہم تک نہ پہنچی ہو پادری وہری صاحب فرماتے ہیں کہ جعلی انجیلوں کے موجود ہونے سے ہم ناواقف نہیں ہیں بلکہ جن جعلی انجیلوں کا ہارن صاحب نے اپنی تصنیف میں حوالہ دیا ہے وہ ہمارے پاس بھی موجود ہیں اُنکو بعض بد عقیدوں نے مروج کرنا چاہا تھا مگر وے اپنے فاسد ارادہ میں کامیاب نہو سکے انتہیٰ از اخبار نور افشان مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدہیانہ نہم جولائی ١٨٧٤ء صفحہ ١٢٣ کالم ٣ نمبر ٢٨ جلد ٢

سکرمنٹ ٢

قسم اول کی کتابوں میں سے منجملہ کل ٢٧ کتاب کے رومن مفتاح الکتاب صفحہ ٢١ و ٢٢ میں جو اس ملک کے سب عیسائیوں کی تعلیم کی بنیاد ہے اس طرح پر تقسیم لکھی

ف ١ رومن تواریخ کلیسیا مطبوعہ مشن مرزاپور ١٨٥٦ء جلد ٢ صفحہ ٢٦ میں ہے کہ ١٨٧٠ء میں یوسیبوس نے دو خط شہر ادسیہ دار السلطنت ملک مسوپوتامیہ کے دفتر میں پائے ایک خط مسیح کے نام ابگرس بادشاہ کیطرف سے ہے جس میں وہ درخواست کرتا ہے کہ مسیح اُسے ایک سخت بیماری سے چنگا کرے اور دوسرا مسیح کیطرف سے جواب ہے۔

ہے کہ صاحب تواریخ یوسی بیوس تین طرح کی کتابوں کا ذکر کرتا ہے پہلے وہ جن کے اصل و معتبر ہونے پر سب کے سب متفق الرائے ہیں دوسری وہ جن کی نسبت بعضوں کو شک تھا تیسری وہ جن کی نامعتبری پر سب ایک ہی طرح کا منشا اور یقین رکھتے تھے پہلے میں چار انجیل رسولوں کے اعمال مقدس پلوس کے چودہ خط مقدس پطرس کا پہلا خط مقدس یوحنا کا پہلا خط مندرج کرتا اور اُس کے ساتھ یہ کہتا کہ شاید موقع ہے کہ مکاشفات کی کتاب اس میں شامل کی جائے دوسرے میں یعقوب کا خط یہوداہ کا خط مقدس پطرس کا دوسرا اور تیسرا خط شامل کرتا اور تیسرے میں کوئی کتاب جو انجیل میں شامل ہے مندرج نہیں کرتا لیکن اُن کا ایسا ذکر ہے کہ بعضوں نے اُس خط کی جو عبرانیوں کے نام پر ہے اور مکاشفات کی کتاب کی بابت شک کیا تھا کہ آیا قانون مجموعہ میں شامل کرنا بجا ہے یا نہیں فقط تمت کلامہ۔

اور طلوع آفتاب صداقت نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۱۸ میں ان ساتوں کتب مشکوکہ کی بابت یوسیبیوس کا یہ قول منقول ہے کہ چاہے وے سچ مچ اس رسول کے ہوں چاہے وے اُسی نام کے دوسرے شخص کے لکھے ہوئے ہوویں انتہے۔ اور سریانی ترجمہ میں بھی جو بزعم عیسائیان ایک سو بیس برس سے ایک سو ستر کے درمیان میں لکھا گیا وہ خطوط جن کو یوسی بیوس نے مشکوک بتایا نہیں ہیں اور یہ رائے عیسائیوں میں عام ہے اس لئے اس کی بابت بہت سی سندیں لانا ضرور نہیں ہے چنانچہ پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۴۳ میں یہی لکھا ہے۔

پس ان میں جو مشکوک ہیں اُن کی فہرست یہ ہے۔ ۷ کتاب

یعقوب کا خط	یہوداہ کا خط	پطرس کا دوسرا خط	یوحنا کا دوسرا خط	یوحنا کا تیسرا خط
عبرانیوں کو خط	مکاشفات یوحنا			

اب ان میں جو معتبر سمجھی جاتی ہیں اُن کا حال سنئے پھر ان نامعتبر کتابوں پر بھی قیاس کر لینا چاہیے پہلی ہیں مقدم چار انجیلیں ہیں دو انجیلیں متی اور یوحنا

کے نام سے جو حضرت عیسےٰ ؑ کے شاگرد تھے کہلاتی ہیں اور دو انجیلوں کے مصنف مرقس اور لوقا جو حضرت عیسےٰ ؑ کے شاگرد نہیں مگر صرف حواریوں کی طرف سے انجیل سُنانے والے تھے مشہور ہیں۔

انجیل متی

اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۳۷ اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ متی حواری کی انجیل قدیم ہے اگرچہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اناجیل اور نامجات جو اُس میں مشتمل ہیں کس تاریخ اور سال میں لکھے گئے اکثروں نے ایسا ٹھہرایا ہے کہ متی حواری کی عبرانی انجیل ۳۷ء میں لکھی گئی اور یونانی انجیل ۶۱ء میں انتہےٰ پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۰ میں لکھا ہے بعضے گمان کرتے ہیں کہ متی کی انجیل عبرانی میں بھی ہوئی اور اُس عبرانی انجیل کی تصنیف کے ۳۸ء لکھے ہیں اور مقام تصنیف یہودیہ اور سبب تصنیف یہ کہ عبرانی عیسائیوں کے واسطے لکھی گئی لارڈنر نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۲۷ء مقام لندن کے صفحہ ۵۷ جلد ۲ میں تین قول ارجن کے لکھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اور صفحہ ۹۵ جلد ۴ میں یوسی بیوس کا قول لکھتا ہے کہ انجیل متی عبرانی میں تھی اور پھر صفحہ ۱۶۵ میں اتھناسیس کا اور صفحہ ۱۷۴ میں سرل کا قول لکھتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اور صفحہ ۴۳۹ میں جیروم کا اور صفحہ ۵۰۱ میں اگسٹائن کا قول لکھتا ہے کہ متی کی انجیل عبرانی میں تھی اپی فینیس کہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبرانی میں لکھا تھا نہ یونانی میں۔ جیسے کہ بعضے قائل ہیں کہ متی نے دونوں زبان میں انجیل کو لکھا ہے اور ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اس لئے یوسی بیوس اپنی تاریخ میں اور اسی طرح بہت مرشدوں عیسائی نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں تمت کلام ریو صاحب

ہارن صاحب نے جلد ۴ اپنی تفسیر میں اُن علماء کے نام جو انجیل متی کو عبرانی میں جانتے یہ لکھے ہیں۔

بلرمن گرڈیس کسابن بشپ والٹن بشپ ٹاملائن ڈاکٹر کیو ہمنڈ

مل	ہاروڈ	اوڈن	کین ہل	ای کلارک	سائمن	ٹلی منٹ پری ٹیس
ڈوپن	کاسٹ	میکالس	اری نیس	ارجن	سرل	اپی فانیس گریزاسٹم

جروم

اسکاٹ صاحب مفسر روہن نے اس انجیل کی بابت یوں لکھا ہے **قولہ** متقدمین کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل سب سے پیشتر قریب ۶۳ء میں خاصکر یہودیوں کے واسطے لکھی بعضے قدیم مصنف کہتے ہیں کہ اُس نے پہلے عبرانی زبان میں لکھی کہ وہ اُس ملک کا محاورہ تھا اور آخر کو یا تو اُس نے آپ یا کسی ہم عہد نے اُس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا چنانچہ پاپیس جو پالی کارپ کا رفیق تھا اور جس نے خود یوحنا کو دیکھا کہتا ہے کہ متی نے عبرانی زبان میں لکھا اور ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اُس کا ترجمہ کرتا تھا اور سینٹ ہیتھنیل لکھتا ہے کہ یعقوب نے جو خداوند کا بھائی تھا اُس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا فقط از روہن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۷ و ۱۸ اور پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۷۲ چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے کہ یا حواریوں کے کسی مرید نے اُس کا ترجمہ یونانی میں کیا ہے انتہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ یونانی ترجمہ صحیح اُسی عبرانی انجیل کا ہے یہ گمان تبھی درست ہوتا کہ جب وہ عبرانی انجیل بھی کہیں دنیا میں باقی ہوتی جس طرح اب بیسیوں ترجمے اس یونانی انجیل کے ہوتے ہیں مگر اصل یونانی بھی موجود ہے ضائع نہیں کی گئی اب اگر کوئی کہے کہ وہ قرآن بھی سب جلائے گئے جو اس قرآن مروج سے پیشتر تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قرآن غیر مرتب اور ناتمام ہونے کے سبب جلائے گئے اور انجیل عبرانی صحت کی حالت میں گم کی گئی یہ قرآن مروج اُسی زبان عربی میں موجود ہے اور انجیل عبرانی کا صرف یونانی ترجمہ ہے وہ معتبر صحابہ کے ہاتھ سے مرتب ہوا اور یہ حواریوں کے کسی نامعلوم الاسم شاگرد کے ہاتھ سے ترجمہ ہوئی پھر یہ کہ مرتب ہونے اور ترجمہ ہونے میں بھی بڑا تفاوت ہے یعنے قرآن صرف مرتب ہوا اور انجیل تو ترجمہ کی گئی اور خدا جانے کہ کیسا ترجمہ ہوا اور بڑا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ اسی عبرانی انجیل کا ہے نہ انجیل کی

عبارت سے اور نہ عیسائی علماء کے قول سے کیونکہ جب ترجمہ کرنے والے ہی کا تحقیق حال معلوم نہیں تو ترجمہ کی صحت اور سنہ آغاز اُس کے کون بتلا سکتا ہے بلکہ یہ بھی کون کہہ سکتا ہے کہ یہ انجیل یونانی ترجمہ اُسی عبرانی انجیل کا ہے یا کوئی دوسری تصنیف کی گئی ہے اور اس کا ثبوت کیا ہے۔

سائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں لکھا ہے کہ عہد جدید کی سب کتابیں یونانی میں لکھی گئیں اِلّا انجیل متی اور نامہ عبرانیان کہ جنکا عبرانی زبان میں لکھا جانا بدلائل متیقن ہے انتہےٰ۔ پانتینس حکیم جو قریب سنہ ۱۸۰ء کے بُت پرستی کا اسطویقی مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گیا تھا کئی سال تک مدرسہ سکندریہ کا مدرس رہا یہانتک کہ کچھ لوگ ہند سے وہاں سکندریہ میں اُس کے پاس آئے اور عرض کی کہ مذہب مسیحی کے معلّم وہاں روانہ فرمائیے۔ جروم لکھتا ہے کہ جب پانتینس اُن ملکوں میں پہونچا اُس نے دیکھا کہ وہاں بارتھولما حواری نے پیشتر ہی سے عیسےٰ مسیح کی آمد کا مژدہ متی کی انجیل مقدس کے بموجب پہونچا رکھا ہے اور اُس انجیل کو جو عبرانی میں لکھی تھی اسکندریہ میں واپس لایا انتہےٰ۔ از اُردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ طامس اسکاٹ مفسر انگریزی کا یہ قول ہے کم معلوم ہے بابت لکھنے والے اس انجیل (یعنے انجیل متی) کے سوا اس کے جتنا کہ اُس نے آپ لکھا ہے (یعنے اُسی انجیل میں) اپنی بابت (یعنے اپنے شاگرد ہونے کی بابت اور وہ بھی بصیغہ غایب گویا کوئی دوسرا بیان کرتا ہے متی کا حال اور نہ یہ کہ اُس میں کچھ تصنیف انجیل کا ذکر ہو) یہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لکھی گئی قریب آٹھ برس بعد صعود مسیح ؑ کے فقط تم کلامہ یعنے عبرانی انجیل قریب آٹھ برس بعد صعود حضرت عیسےٰ ؑ کے لکھی گئی۔

ہارن صاحب کی کتاب کی چوتھی جلد میں لکھا ہے کہ بعضے قدیم علماء کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک ایسا صحیفہ تھا جس میں حضرت عیسےٰ ؑ کے گذارشات لکھے تھے اور اُنہوں نے اُس سے نقل کیا متی نے بہت اور لوقا اور مرقس نے تھوڑا انتہےٰ۔ اگرچہ پادری فانڈر صاحب نے اختتام

دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ میں لکھا ہے کہ ہارن صاحب یہ بات تسلیم نہیں کرتا انتہی۔ فاضل نورٹن صاحب نے اپنی کتاب علم اسناد مطبوعہ شہر بوسٹن ۱۸۳۷ء دیباچہ جلد اول میں اکھارن کے قول سے لکھا ہے کہ ابتداء ملت مسیحی میں در بیان احوال مسیح ؑ ایک مختصر رسالہ تھا جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہی اصلی انجیل تھی اور غالب یہ ہے کہ یہ انجیل اُن مریدوں کے واسطے بنائی گئی تھی جنہوں نے اقوال مسیح ؑ اپنے کان سے نہ سُنے تھے اور نہ اُن کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے چنانچہ یہ انجیل بمنزلہ قالب کے تھی اور اُس میں حالات مسیح ؑ ترتیب سے نہ لکھے تھے اور یہ انجیل جمیع اناجیل مروجہ صدی اوّل و دوم و نیز انجیل متی و لوقا و مرقس کا ماخذ تھی پھر یہ تینوں انجیلیں یعنے متی و لوقا و مرقس دوسری انجیلوں پر فوقیت لے گئیں اس واسطے کہ اِن تینوں میں اگرچہ کچھ اصل سے کمی ہوئی تھی لیکن اُن لوگوں کے ہاتھ پڑیں جنہوں نے اُن کا جزو نقصان کر دیا اور دوسری اور انجیلوں سے جو حالات مسیح ؑ واقعہ بعد نبوت پر مشتمل تھیں جیسے انجیل فرقہ مارسیون یا انجیل ٹی ٹیشن (ٹی ٹنس) وغیرہ سے بیزار ہو گئے تھے پس دوسرے اور حالات بھی جیسے کہ نسب نامہ مسیح ؑ اور حال ولادت و بلوغ وغیرہ اُس کے ساتھ شامل کر دیے چنانچہ یہ حال اُس انجیل سے جو تذکرہ کر کے مشہور ہے اور جس سے جسٹن نے نقل کیا تھا اور انجیل سرن تھس سے بخوبی ظاہر ہے اور اگر ہم اُن انجیلوں کے باقی ماندہ اجزاء سے مقابلہ کریں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ زیادتی اصل انجیل میں بتدریج واقع ہوئی ہے پھر لکھتا ہے کہ یہ کمی زیادتی اگر انجیل میں شے واقع ہوئی ہوتی تو سلوس مورخ معتبر و مشہور کیوں یہ اعتراض کرتا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلیں تین بار یا چار بار بلکہ اس سے زیادہ بدلی ہیں پھر فاضل نورٹن لکھتا ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ صرف اکھارن کی رائے ہے اسواسطے کہ اکھارن کی کتاب سے بڑھ کر کوئی کتاب ملک جرمن میں ابتک مقبول نہیں ٹھہری ہے بلکہ بہت علماء متاخرین جرمن نے در باب اناجیل کے و نیز اُن امور کے بارہ میں جن سے انجیل کی صحت پر الزام آتا ہے اکھارن کے ساتھ اتفاق رائے کیا ہے انتہی۔ موشیم صاحب نے اپنی تاریخ کی جلد اوّل میں جو ۱۸۳۲ء میں چھپی ذیل بیان فرقہ ناصریان اور فرقہ ابیونی کے لکھا ہے کہ

دونوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اس انجیل کی بابت ہمارے علماء میں اختلاف ہے اور میکلین نے اس جا بطور حاشیہ کے لکھا ہے کہ انجیل ناصریون والی یا عبرانی یقیناً وہی ہے جو فرقہ ایبونی کے پاس تھی اور انجیل بارہ حواریوں کی کر کے مشہور ہے انتہے۔ رومن تواریخ کلیسیا حصہ دوسرا ۳ باب شمار ۶ ۴ صفحہ ۹۷ چھاپہ مرزا پور سنہ ۱۸۵۶ء میں لکھا ہے کہ ایبونی فرقہ کے لوگ جانتے تھے کہ مسیح محض آدمی ہے اور وہ صرف متی کی انجیل کو قبول کرتے تھے اور اسی کو مانتے فقط یعنے متی کی عبرانی انجیل کو اور نسب نامہ اس انجیل میں نہ تھا مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۹ سے ظاہر ہے کہ ایبونی فرقہ پہلی صدی میں اور یوحنا حواری کے زمانہ میں موجود تھا انتہے۔

انجیل متی کے عبرانی زبان میں ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی زبان عبرانی تھی چنانچہ متی ۲۷ باب ۴۶ میں ایلی ایلی لما سبقتانی اور مرقس ۵ باب ۴۱ میں تالتیا قومی اور ۷ باب ۳۴ میں افتا اور متی ۲۸ باب ۹ اور لوقا ۲۴ باب ۳۶ اور یوحنا ۲۰ باب ۱۹ و ۲۱ و ۲۶ میں سلام بطرز اسلام یہ سب حضرت عیسےٰؑ کا قول لکھا ہے اور اعمال ۲۶ باب ۱۴ میں مسیحؑ کے عروج کے تیس برس بعد کا واقعہ لکھا ہے کہ پلوس نے اگرپا بادشاہ سے کہا میں نے ایک آواز (یعنے مسیحؑ کی) سنی کہ عبرانی زبان میں کہتے تھی انتہے یہ بات نہایت بعید از قیاس ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے کوئی کتاب اپنے شاگردوں کو نہ دی ہو اور اگر مسیحؑ نے شاگردوں کی ہدایت کے لئے کوئی کتاب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی تو بعد اس کے کیا ضرورت تھی جو بغیر حکم مسیحؑ کے نہ صرف ایک بلکہ چار انجیلیں لکھی گئیں مگر اس بات کا کہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں کوئی انجیل موجود تھی مرقس ۱ باب ۱۵ سے کچھ پتہ ملتا ہے یعنے مسیحؑ نے فرمایا کہ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ انتہے۔ اور اسی طرح مرقس ۱۰ باب ۲۹ میں ہے اور اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ میں بھی ہے غرض انجیل متی جو عبرانی میں تھی وہ اب صفحہ جہاں سے گم ہے اور یہ یونانی انجیل کہ جس کا مصنف بقول جیروم نا معلوم موجود ہے اور ڈاکٹر ولیمس اور چھاپنے والے انجیل فرقہ یونی ٹیرین کے باب اوّل اور دوئم اس انجیل کو الحاقی بتاتے ہیں اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی میں نسب نامہ

اس انجیل سے الگ کر دیا ہے۔

اعتراضات نسب نامہ حصّہ اوّل باب متی پر

اوّل یہ کہ متی ۱ باب ۱۷ میں ہے کہ سب پشتین ابراہام سے داؤد ۲ تک چودہ پشتیں ہیں اور داؤد ۲ سے اُس وقت تک کہ بابل کو اُٹھہ کر چلے گئے چودہ پشتیں ہیں اور بابل کو اُٹھہ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں انتہے۔ حالانکہ یہ تین قسمیں چودہ چودہ پشتوں کی سراسر غلط ہیں کیونکہ اگر حضرت ابراہام اور حضرت داؤد کو بھی شامل کر لیں تب پہلی قسمت میں چودہ ہوتے ہیں اور دوسری قسمت میں یہکنیا کو شامل کر لیں تب چودہ پورے ہوتے ہیں لیکن تیسری قسمت میں سب نام حضرت عیسے ملا کر صرف تیرہ ہیں پس متی نے سہو سے یہ غلطی کی اور کاتب کے سہو کا گمان مطلق غلط ہے کیونکہ پورفری نے بھی جو تیسری صدی میں تھا یہ اعتراض کیا تھا۔

دوسرا یہ کہ قسمت دویم میں جو حضرت سلیمان ۲ سے شروع اور یہکنیا پر ختم ہوتی ہے متی چودہ پشتیں بتلاتا ہے حالانکہ اوّل تواریخ ۳ باب سے ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان ۲ سے یہکنیا تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں اور اسی باب میں نیوٹن صاحب تاسف کی راہ سے کہتا ہے کہ دین عیسوی میں ایک اور تین کو ایک ماننا پڑا تھا اب اٹھارہ اور چودہ کو بھی ایک ہی کہنا پڑا کیونکہ کتب مقدسہ میں تو غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا انتہے۔

تیسرا یہ کہ متی ۱ باب ۸ میں عوزیا کو یورام کا بیٹا لکھتا ہے حالانکہ وہ اُس کے پڑپوتے کا بیٹا ہے اور متی نے غلطی سے تین بادشاہوں کے نام یہاں چھوڑ دیئے ہیں دیکھو اوّل تواریخ ۳ باب ۱۱-۱۲۔ **چوتھے** یہ کہ متی ۱ باب ۱۱ میں یہکنیا کو یوسیاہ کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا پوتا تھا اور یہاں بھی متی سے ایک نام چھوٹ گیا۔

پانچویں متی نے یہکنیا کے بھائی لکھے ہیں حالانکہ عہد عتیق کی کتابوں سے اُس کا کوئی بھائی ثابت نہیں ہوتا وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اوّل تواریخ ۳ باب ۱۵ و ۱۶۔

چھٹے متی نے زروبابل کو شلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اُس کا بھتیجا اور فدایا کا بیٹا ہے

ساتویں متی نے ابیوہ کو زروبابل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ اُس کے بیٹوں میں یہ کسی کا بھی نام نہ تھا سوا اِس کے نسب نامہ پر اور بھی اعتراض ہیں کہ طول ہو جانے کے ڈر سے میں نے نہیں لکھے پس جب ایک نسب نامہ میں متی نے اتنی غلطیاں کی ہوں تو اُن کی سب کتاب میں خدا جانے کتنی غلطیاں ہوں گیں اسواسطے کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مورخ کی تحقیق میں فتور ہے تو اُس کا کلام قابل اعتبار نہیں پھر یہ کہ متی میں (اباب ۱) مسیح کو داؤد کی نسل سے لکھا ہے لیکن لوقا اباب ۶ ۳۶ میں مریم کو الیسبات کی رشتہ دار لکھا ہے جو کہ زکریا کاہن کی بی بی اور ہارون کی بیٹیوں میں تھی (لوقا اباب ۵) جس سے ظاہر ہے کہ مریم اور یوسف لیوی کے فرقہ سے تھے جو کہ کہانت کے لئے مخصوص تھا گنتی ۱۸ باب ۲۰-۲-۳۲ یشوع ۱۳ باب ۱۴ اور ۱۴ باب ۳-۴ اور داؤد یہوداہ کے فرقے سے تھے نہ یہ کہ لیوی کے فرقے سے اور ہر فرقہ کی لڑکی اپنے ہی باپ کے فرقہ میں بیاہی جاتی تھی گنتی ۳۶ باب ۸-۹ پس مسیح یا داؤد کی نسل سے نہ تھے تو متی نے غلط لکھا یا الیسبات مریم کی رشتہ دار نہ تھی تو لوقا نے غلط لکھا ایک اور بات صریح مغالطہ کی یہ ہے کہ متی اور لوقا نے جو مسیح کو یوسف کا بیٹا لکھ کر داؤد کے خاندان میں شامل کیا اور بار بار مسیح کو ابن داود لکھا ہے اور بڑی دلیری سے خدا کے وعدے کا ذکر کیا کہ مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا اعمال ۲ باب ۳۰ لیکن جبکہ مسیح کی پیدایش کنواری مریم سے صرف روح القدس کے وسیلے سے ہوئی تو یوسف سے مسیح کو پیدایش کے باب میں علاقہ کیا تھا پس یہ نئی زبردستی ہے کہ خواہی نخواہی یوسف کا صرف زبانی بیٹا بنا کر داؤد کی نسل میں داخل کیا اگر حضرت عیسے یوسف نجار سے پیدا ہوئے ہوتے تو روح القدس سے پیدا ہونے کی فضیلت کیا تھی (متی اباب ۱۸) اور دوسرا تعجب یہ ہے کہ علماء عیسائی روح القدس کی پیدایش باپ اور بیٹے یعنے مسیح سے سمجھتے ہیں دیکھو اعتقاد نامہ کلیسیا وغیرہ اور اس جگہہ بیٹا روح القدس سے پیدا ہوا یعنی کبھی روح القدس بیٹے سے اور کبھی بیٹا روح القدس سے پیدا ہوتا ہے الغرض خدا کا وہ وعدہ تو (اعمال ۲ باب ۳۰) تب پورا ہوتا کہ جب حضرت مریم حضرت داؤد کی نسل میں

ہوتیں اور یوسف کے حضرت داؤدؑ کی نسل میں ہونے سے خدا کا وہ وعدہ کہاں پورا ہوا کیونکہ وعدہ تو یہی تھا کہ داؤدؑ کی نسل سے مسیح کو پیدا کروں گا اور اگر زبانی بیٹا کہنے سے حضرت عیسےٰؑ یوسف کے وسیلے حضرت داؤدؑ کی نسل میں ہو گئے تو وہ لوگ جو حضرت داؤدؑ کی نسل میں حقیقتاً پیدا ہو کر اسرائیلی بادشاہت یا نبوت کے لئے مسح کئے گئے اُن کا مسیح سے کہیں زیادہ رتبہ ہوگا اور وہ خدا کا وعدہ خاصکر اُنہیں کے لئے سمجھا جاتا ہوگا۔

اسکاٹ صاحب رومن مفسر نے متی ۱ باب ۱ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ یہ نسب نامہ پہلی آیت سے سولہویں آیت تک مندرج ہے اور اُس سے یہ ثابت ہے کہ یسوع مسیح نبیوں کی پیشین گوئی کے بموجب ابراہامؑ اور داؤدؑ کا بیٹا یعنے اُن کی اولاد میں تھا اور اُس کا ثبوت یہودیوں کے واسطے بہت ضرور تھا انتہے۔ لیکن جب مسیح کو یوسف سے کچھ بھی علاقہ نہ تھا تو یہ ثبوت عجیب زبردستی کا تھا کیونکہ مریم تو یوسف کی بیوہ بھی نہ تھی جو یوسف کے نام سے اولاد جاری کرتی اور اولاد تو اُس شوہر کے نام سے جاری ہوتی تھی جو بے اولاد مرا ہو (استثناء ۲۵ باب ۵ و ۶) اگرچہ یہوداہ کی اولاد اُس کے بیٹوں کے نام سے بھی نہ کہلائی (پیدایش ۳۸ باب ۱-۲۶) اور اس کے سوا یہ ثابت نہیں کہ مسیحؑ کے اور بھائی یوسف سے نہ پیدا ہوئے ہوں اس حالت میں یوسف کا بے اولاد ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔

رومن تفسیر متی ۱ باب ۲۵ کی تفسیر میں لکھا ہے (صفحہ ۲۵) اغلب یہ ہے کہ اُس کے (یعنے حضرت مریمؑ کے) اور بھی لڑکے یوسف اُس کے شوہر سے پیدا ہوئے ہوں کہ جن کی کچھ خبر تحقیق نہیں ہے انتہے پھر کیا ضرور تھا جو مسیح کو یوسف کا بیٹا اور داؤدؑ کی نسل لکھا دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب متی ۱۲ باب ۴۶ پر صفحہ ۱۰۲ چھاپہ الہ آباد ۱۸۶۶ء جلد اول حضرت عیسےٰؑ نے تو آپ بھی نسل داؤدؑ میں ہونے سے انکار کیا ہے دیکھو متی ۲۲ باب ۴۵ پس جب داؤدؑ اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا فقط اور کبھی حضرت عیسیٰؑ نے ایکدفعہ بھی اپنے کو ابن یوسف نہیں کہا پھر اور کون حضرت عیسےٰؑ کو یوسف کا بیٹا بنا سکتا ہے۔

پادری فانڈر صاحب نے اختتام دینی مباحثہ کے آخر کتاب یعنی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے سلمون کے بعد کتنے نام اُس نسب نامہ میں چھوڑ دیے گئے ہیں اور تواریخ کی کتاب میں بھی وہی نام چھوڑ دیے گئے ہیں انتہی اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے اپنی تفسیر میں یوں لکھا ہے قولہ اور بعضے مفسرون نے اس طرح بیان کیا ہے کہ متی نے یوسف کے خاندان کا نسب نامہ لکھا اور لوقا نے مریم کے خاندان کا اس لیے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی اور چونکہ عورتوں کا نام لکھا جانا دستور سے باہر تھا اسواسطے اُس کے شوہر یعنے یوسف کا نام لکھا گیا پھر ان باتوں کا ثبوت اب نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کتابیں نسب نامونکی یہودیوں کے پاس موجود تہیں وہ سب پراگندہ اور ضایع ہو گئی ہیں انتہی (از رومن تفسیر اسکاٹ صاحب چھاپہ الٰہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳) اس تفسیر سے بھی جو بیان ہوئی یہودی کتابوں کا ضایع ہو جانا ثابت ہے لیکن یہ جو تفسیر میں لکھا ہے کہ مریم ہیلی کی بیٹی تھی الخ یہ سب بناوٹ ہے اور ہر ایک عیسائی جو ذرا بھی خدا سے ڈرتا ہو کبھی نکہیگا کہ یہ سچ ہے اور انجیل سے کہیں ان بناوٹوں کا ثبوت نہیں ہے چنانچہ متی ۱۵ باب ۳۹ میں ایک گاؤنکا نام مگدلا لکھا ہے کہ مسیح وہاں گئے اور مرقس ۸ باب ۱۰ میں لکھا ہے کہ دلمنوتا میں مسیح گئے اور اسی رومن تفسیر صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ دونوں گاؤں کی سرحد ملی ہوئی تھی اس لئے جب ایک گاؤں میں گئے تو دوسرے میں بھی جانا ثابت ہو گیا یہ بناوٹ وہ آپ ہی جانتے ہیں کہ بیوقوفوں کو سمجھانے کے لئے ہے کیونکہ راہ چلنے والا جریب ڈالکر ناپتا ہوا نہیں چلتا ہے تاکہ دونوں گاؤں کی حد پہچان کر اُن پر چلے اور جبکہ ایسے مشہور مقاموں کا نام جیسے وہ پہاڑ جس پر مسیح نے وعظ کیا تھا اور وہ پہاڑ جس پر مسیح کا چہرہ بدل گیا تھا (الکتاب کے مقامات المعروف صفحہ ۴۲) معلوم نہیں تو ان چھوٹے گاؤں کا حال کیونکر معلوم ہوا اسی طرح انجیل میں مریم کو کہیں ہیلی کی بیٹی نہیں لکھا ہے اور یہودیوں کے پاس والی نسب نامونکی کتابیں بقول اسکاٹ صاحب مفسر رومن کے ضایع ہو گئی ہیں پھر کیونکر اس بناوٹ کا اعتبار ہو سکے پھر یہ کہ متی کا اور سب حال جو کچھ اُس نے اپنی زندگی میں کیا کسی کو بھی معلوم نہیں تو یہ ذرا سی بات کہ جس کا کچھ ثبوت موجود نہیں ہے کیونکہ معلوم ہوئی کہ متی

اس انجیل کا مصنف ہے کیونکہ انجیل میں کہیں نہیں لکھا ہے دیکھو ہندی تواریخ کلیسیا چھاپہ بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۱۵-

میری دانست میں متی اور لوقا کو یہ نسب نامہ لکھنا ہی بے ضرورت تھا کیونکہ نسب نامے تو صرف یوسف نجار تک منتہی ہوتے ہیں اور حضرت عیسےٰؑ کو کہ جن کی پیدایش روح القدس کی تائید سے ہوئی اِن نسب ناموں سے کچھ علاقہ نہیں ہے بلکہ اِن سے حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت کا عقیدہ جو عیسائی رکھتے ہیں باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ الوہیت کے لئے نسب نامہ کمال تعجب کی بات ہے چونکہ حضرت عیسےٰؑ کو عبرانیوں کے خط میں (۵ و ۷ باب) ملک صدق سے مشابہت دی گئی ہے تو ملک صدق کا (پیدایش ۱۴ باب ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) باوجود انسانیت محض کوئی نسب نامہ نہیں ہے پس باوجود کامل الوہیت کے حضرت عیسےٰؑ کا نسب نامہ کیونکر جائز ہوا متی ۳ باب ۱۳-۱۶ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کو حضرت یحییٰؑ نے خوب پہچان کر اور باتیں کر کے بپتسما دیا تھا- اور یوحنا ۱ باب ۲۹ و ۳۵ میں دو بار پہچاننے کا ذکر ہے اور بعد اُس کے جب حضرت یحییٰؑ کو ہیرودیس بادشاہ نے قید کیا تب متی ۱۱ باب ۲ و ۳ میں لکھا ہے کہ یحییٰؑ نے قید خانہ سے اپنے شاگردوں میں سے دو کو مسیحؑ کے پاس بھیجا تاکہ پوچھیں کہ جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں فقط یعنے جبکہ حضرت یحییٰؑ نے حضرت عیسےٰؑ کو بپتسما دیتے وقت خوب پہچان لیا تھا اور انجیل یوحنا کے بموجب خدا نے آپ پہچنوا دیا تھا اور دو بار بلکہ تین بار پہچانا تھا یعنے ایکبار اپنی ماں کے پیٹ میں پہچانا تھا لوقا ۱ باب ۴۰-۴۴ اور دو بار وہ کہ جس کا ذکر یوحنا ۱ باب ۲۹-۳۵ میں ہے پس اسقدر پہچان کر پھر دریافت کرنے کے لئے شاگردوں کو بھیجنا کیا ضرور تھا بعضے عیسائی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اوروں پر حضرت عیسےٰؑ کا حال ظاہر ہو جانے کے لئے اسطرح پوچھوایا تھا مگر متی ۱۱ باب ۲ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی خبر سُنکر حضرت یحییٰؑ نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا اگر پیشتر سے جانتے تھے تو یہ کیوں لکھا کہ خبر سُنکر الخ اور لوقا ۷ باب ۱۸ میں ہے کہ حضرت یحییٰؑ کے شاگردوں نے حضرت یحییٰؑ کو خبر دی تھی-

پھر یہ کہ متی ۲۷ باب ۹ میں ہے تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا انتہے-

اس کا ذکر کہیں یرمیاہ میں نہیں ہے بلکہ ذکریاہ میں (۱۱ باب ۱۲ و ۱۳) کچھ ایسا ہی ذکر ہے
اور کمال تعجب یہ ہے کہ تمام علماء عیسائی اس غلطی کے قایل ہیں تو بھی سیکڑوں برسوں
سے اس غلطی ہی کی پیروری کرتے چلے آئے اور اُس کے صحیح کرنے سے دست کش
رہے اور متی ۲۳ باب ۳۵ میں جو ذکریاہ بن باراخیاہ لکھا ہے یہ بھی غلط ہے ذکریاہ بن
یہویدہ چاہیے تھا دیکھو ۲ تواریخ ۲۴ باب ۲۰ اور اس کا مفصل بیان کتاب دولت فاروقی
کے محراب اول رکن چہارم میں مندرج ہے اور متی ۲ باب ۲۳ میں ہے کہ وہ جو نبیوں نے
کہا تھا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائے گا انتہےٰ یہ بات بھی کسی نبی کی کتاب میں موجود نہیں ہے
اور اس کے دوہی سبب ہیں یا نبیوں کی وہ کتابیں دنیا سے گم ہیں یا متی نے باوجود الہام اور
تائید روح القدس کے غلط لکھا۔

وارڈ صاحب کی کتاب اغلاط نامہ کے صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ جان کالون عقیدہ حواریوں
میں شک رکھتا تھا کہ یہ عقیدہ یعنے اعتقاد نامہ حواریوں کا بنایا ہوا ہے یا نہیں اور اس جملہ کو
کیونکہ بہت سے بُلائے گئے پر چنے ہوئے تھوڑے ہیں متی ۲۰ باب ۱۶ سے رد کر کے خارج
کرتا تھا اور ہدایت المسلمین صفحہ ۲۴۴ میں بھی اس کا اقرار ثابت ہے کلی می شس کہتا
ہے کہ متی اور مرقس آپس میں تحریر حالات میں مخالفت کرتے ہیں اور جب یہ دونوں
متفق ہو جائیں تو اُن کے قول کو لوقا کے قول پر ترجیح دیجاوے گی فقط اس سے ظاہر ہے
کہ یہ انجیلیں الہامی نہیں ہیں ورنہ ترجیح دینا کیا معنے اور پھر یہ کہ الہامی کتاب میں انسان کا
اتنا اختیار کہ اُس کی مختلف باتوں کو سیکڑوں برسوں بعد متفق کرنا اور تب اُنہیں عزت دینا
یعنے لوقا کے قول پر ترجیح بخشنا یہ مرتبہ صرف خدا کے فرزندوں ہی کو ہے کوئی بندۂ خدا یہ جرأت
نہیں کر سکتا اور متی ۶ باب ۹ وغیرہ میں جو دُعا مرقوم ہے اُس کا اخیر جملہ لوقا ۱۱ باب ۲ وغیرہ
میں کہ وہاں یہی دُعا مرقوم ہے نہیں ہے پس متی میں یہ جملہ زیادہ کیا گیا یا لوقا میں سہواً یا
ارادتاً چھوڑا گیا ان دونوں کتابوں میں سے ایک کی غلطی کے اقرار سے کسی عیسائی کو چارہ نہیں
ہے اور وہ جملہ یہ ہے کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں انتہےٰ پس
یہ وہ باتیں ہیں جنکو سب عیسائی غلط جانتے ہیں اب اتنی باتیں اس سارے بیان سے

غور کر کے دیکھنا چاہیے۔

اوّل یہ کہ متی کی انجیل عبرانی جو مقدم ہے ضایع ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اس انجیل یونانی کا مصنف نامعلوم ہے۔ تیسرے یہ کہ اُس کی تصنیف کی تاریخ اور سال نامعلوم۔ چوتھے یہ کہ انجیل عبرانی جو بارہ حواریوں کی کہلاتی ابیونی فرقہ کے پاس تھی اُس فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کو صرف انسان جانتے تھے۔ پانچویں یہ کہ اس انجیل یونانی کے نسب نامہ کو سب غلط جانتے ہیں چنانچہ وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ چھٹے اس انجیل یونانی میں بھی غلطیاں موجود ہیں۔ ساتویں متی اس کا مصنف نہیں کہ متی کا نام اس انجیل میں اس طرح ہے گویا دوسرا شخص متی کا ذکر کر رہا ہے چنانچہ متی ۹ باب ۹ میں ہے پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا الخ اور اسی طرح متی ۱۰ باب ۳ کو دیکھو۔

خدایا جب معتبر کتابوں کا یہ حال ہے تو نامعتبر اور مشکوک کتابوں کی اہل کتاب کے نزدیک کیا پہچان ہے اور میں نے مختصر کرنے کے سبب تھوڑی باتیں یہاں لکھی ہیں اگر زیادہ لکھتا تو بہت طول ہو جاتا۔

حال کے علماء عیسائی بار بار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انجیل جو زمانہ نبی آخرالزمان صلعم میں رائج تھی اور جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ یہی ہے جو اس زمانہ میں عیسائیوں کے پاس موجود ہے دیکھو شہادت قرآنی بر کتب ربانی تصنیف ولیم میور صاحب مطبوعہ لکھنؤ مطبع نول کشور سنہ ۱۸۶۱ء۔

لیکن ولیم میور صاحب کی اس کتاب سے صرف قرآن مجید کی صداقت ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ توریت و انجیل کی جبکہ ولیم میور صاحب نے اُس کا نام شہادت قرآنی رکھا ہے کیونکہ زمانہ کے دستور کے موافق کوئی اپنے گواہ کو جھوٹا نہیں سمجھتا اور اگر گواہ جھوٹا ہو تو وہ دعویٰ جس کی بابت اُس نے گواہی دی آپ ہی جھوٹا ہو جائے گا پس گواہ تو فی الحقیقت سچا ہے مگر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے زمانہ میں فرقہ مانیکینز اور فرقہ ابیونیہ اور کولیریڈینس وغیرہ فرقے تھے نہ فرقہ پراٹسٹنٹ کہ جس کی ترقی سولہویں صدی

میں ہوئی اور ابیونیوں کے پاس صرف عبرانی انجیل تھی اور اُس میں نسب نامہ تک نتھا
فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ نہ صرف مانیکیوں اور ابیونیوں
کی انجیل کہ بدعتی تھے بلکہ سریانی اور مصری اور ارمنی عیسائیوں کی انجیل شام و عربستان[1]
وغیرہ میں مستعمل تھی انتہے۔ اِس سے ہر ذی فہم دریافت کر سکتا ہے کہ ابیونیوں وغیرہ
کی انجیل یہی تھی جو پراٹسٹنٹ کے پاس ہے پس فانڈر صاحب کے قول سے مانیکیوں
وغیرہ کی انجیل کا عرب میں شایع ہونا یقینی اور مصریوں وغیرہ کی انجیل کا قیاسی ہے
اور یہ مانیکی وہ فرقہ ہے کہ بشپ مانی بانی اُس فرقہ کا کہتا تھا کہ قول مسیح کا جو یوحنا ۱۰ باب ۸
میں ہے یعنے یہ کہ جو مجھ سے آگے آئے چور و باٹ مار تھے یہ خصوصاً حضرت موسیٰ کے حق
میں ہے انتہے۔ (از تفسیر لارڈنر جلد ۳ صفحہ ۶)
اور شاید انجیل برنباس کا قرآن مجید میں وہ ذکر ہو جسے عیسائی علما انجیل مرقس و
لوقا وغیرہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن میں صرف لفظ انجیل مرقوم ہے نہ یہ کہ متی
یا مرقس یا لوقا وغیرہ۔

انجیل مرقس

اسکاٹ صاحب نے رومن تفسیر میں دیباچہ انجیل مرقس میں لکھا ہے قولہ مرقس کا حال
جس نے یہ کتاب لکھی بہت کم معلوم نہیں ہے اکثر سمجھتے ہیں کہ وہ مسیح کے ستر شاگردوں
میں سے تھا لیکن اس میں ایک شبہہ یہ ہے کہ پطرس اُسے اپنا بیٹا کہتا ہے اول پطرس
۵ باب ۱۳ جس سے گمان پیدا ہوتا ہے کہ وہ پطرس کے وسیلے سے ایماندار ہوا (یعنے عیسائی ہوا)
یہ بھی ٹھیک معلوم نہیں کہ کس وقت یہ صحیفہ لکھا گیا مگر گمان غالب ہے کہ اُس کی تصنیف
۱۸۵۶ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان میں ہوئی سب متفق کہتے ہیں کہ روم شہر میں اُس کی تصنیف
ہوئی دیباچہ رومن تفسیر مرقس صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ پھر اُوسی صفحہ میں لکھا ہے کہ مرقس بہت دنوں
تک پطرس کا ہم سفر رہا اور اگرچہ مسیح کے منہ سے اُس نے کلام نہ سنا ہو مگر پطرس کی صحبت میں

[1] عرب میں حماۃ وغسان اور یمن کی عیسائی بادشاہتیں اور نجران میں بنی حارث اور یمامہ میں بنی حنیفہ اور تیمہ میں بنی طے اور بنی تغلب یہ سب عیسائی قومیں تھیں۔

رنکر اچھی طرح خداوند کے سب حالات سے واقف ہوگیا۔ انتہیٰ۔
کتاب طلوع آفتاب صداقت چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۵۹ جو باہتمام پادری ایم اے شیرنگ صاحب چھپی لکھا ہے مرقس اور لوقا نے خود دیکھنے والوں سے سب احوال شروع سے آخر تک دریافت کر کے اور رسولوں کی نظر سے گذران کر بیان کیا ہے انتہیٰ میزان الحق چھاپہ آگرہ سنہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۵۴ میں پادری فانڈر نے لکھا ہے مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس و لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پلوس حواریوں کے مرقوم ہوئی ہیں انتہیٰ اور اسی طرح میزان الحق چھاپہ لدہیانہ سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۶۲ میں بھی ہے۔
روبن مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ مرقس پطرس کے منادیسی مرید ہوا چنانچہ پطرس نے اُسے بیٹے کا خطاب دیا (اول پطرس ۵ باب ۱۳) اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ مرقس نے تخمیناً سنہ ۶۱ء کو اپنی انجیل یونانی زبان میں لکھی فقط۔
انجیل مرقس موافق قول کارڈنلس بروینیس ملر ملاین کے گم ہے اور فقط اُس کا ترجمہ یونانی موجود ہے کیونکہ انجیل مرقس در اصل رومی یعنے لاٹین زبان میں تھی اور کچھ تھوڑی سی اُس اصل سے شہر ونیس کے کتب خانہ میں موجود ہے اور وہاں کے لوگ اُسے اصل بتاتے ہیں اور جروم نے اپنے نامے میں لکھا ہے کہ بعض علما متقدمین کو اس انجیل کے آخری باب پر شبہہ تھا انتہیٰ از کتاب اغلاطنامہ وارڈ صاحب ہندی تواریخ کلیسیا صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل رومی کرسٹیانوں کے واسطے اور لوقا نے خاصکر تھیوفلس نامی کسی عزت دار شخص کے واسطے لکھی انتہیٰ چونکہ مرقس نے روم میں اپنی انجیل کو تصنیف کیا تھا جیساکہ مفتاح الکتاب صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے تو ضرور ہے کہ وہ کتاب رومی زبان میں لکھی گئی اور اس میں کسی طرح کے شک کو دخل کیا ہے کیونکہ اُسی زبان میں کتاب لکھی گئی ہوگی جو روم میں رائج تھی اور روم میں پہلی دفعہ مرقس کا جانا کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ اور دوسری دفعہ جانا ۲ پطرس ۴ باب ۱۱ سے ظاہر ہے اور اُس کے سوا مرقس

کا نام بھی لاطینی[1] ہے (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۸۲ سطر ۳) اور سریانی نسخہ کے حاشیہ میں لکھا تھا کہ مرقس نے لاٹین یعنے لاطینی میں اپنی انجیل لکھی تھی انتہے اور پادری عمادالدین نے بھی اُسے غلط نہیں بتلایا دیکھو ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۵۴ اور یہ بھی ثابت نہیں کہ پطرس نے اس انجیل کو کبھی دیکھا ہو کیونکہ سنٹ ارنیوس ۱۷۸ء میں یوں لکھتا ہے کہ پطرس کے مرید اور مترجم مرقس نے بعد موت پطرس اور پلوس کے وہ چیزیں جو پطرس نے وعظ کی تھیں لکھ دیں انتہے اور ارنیوس کہتا ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی ہے اور باسنیج ارنیبوس کی موافقت کرکے کہتا ہے کہ مرقس کی انجیل ۶۶ء میں بعد موت پطرس اور پلوس کے لکھی گئی ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی چوتھی جلد کے دوم حصہ کے دوم باب میں لکھتے ہیں کہ احوال جو ہمکو قدما مورخوں کلیسیا سے درباب وقتوں تالیف انجیلوں کے ملے ہیں ایسے غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی ایک امر معین کی طرف نہیں پہنچاتے اور پرانے سے پرانے قدماء نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ سمجھکر لکھدیا اور اُن لوگوں نے جو بعد اُن کے ہوئے ادب کرکے اُن کے لکھے ہوئے کو قبول کرلیا اور یہ روایتیں جھوٹی سچی ایک لکھنے والے سے دوسرے لکھنے والے تک پہنچیں اور بعد گذرنے مدت دراز کے تنقید اُن کی متعذر ہوئی۔

پھر اوسی جلد میں ہارن صاحب لکھتے ہیں پہلی انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا ۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور دوسری انجیل ۵۶ء سے ۶۵ء تک اور غالباً ۶۰ء یا ۶۳ء میں اور تیسری انجیل ۵۳ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں اور چوتھی انجیل ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء میں تالیف ہوئی مرقس ۲ باب ۲۶ میں جو ابیاتھر کا نام لکھا ہے وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ مسٹر جوبل اپنی کتاب میں لکھتا

---

[1] دیباچہ انجیل مرقس میں پادری اسکاٹ صاحب لکھتا ہے کہ اُس کا رومی نام مرقس تھا (دیکھو تفسیر اسکاٹ بحروف رومن مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۳۹ سطر ۱۴)

ہے کہ مرقس نے غلطی سے اخیملک کی جگہہ ابیاتہر لکھا ہے اور متی نے غلطی سے ذکریاہ کی جگہہ یرمیاہ لکھا ہے انتہے۔

انجیل لوقا

مفتاح الکتاب چھاپہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ لوقا کا وطن انطاکیہ تھا اور وہ پیشتر طبابت کا کام کرتا تھا بعضون نے ایسا گمان کیا ہے کہ وہ عیسےٰؑ مسیح کے ستر شاگردوں میں سے تھا لیکن اُس کی انجیل کے دیباچہ سے اُن کا یہ گمان نادرست معلوم ہوتا ہے۔

اُس نے اپنی انجیل سنہ ۶۳ء کے قریب ملک اخایہ میں لکھی اور سنہ ۶۴ء کے قریب اعمال کی کتاب انتہے اور پھر مفتاح الکتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے کہ قدیم روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ لوقا غیر قوموں میں سے تھا انتہے اور یہی قول سب عیسائیوں کا تھا اور ہے اِس لئے اب زیادہ اِس کے ثبوت کی حاجت نہیں ہے۔

اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے مرقس کو مسیح کے ستر شاگردوں میں ہونا بعضوں کے قول سے گمان کیا تھا اور مصنف مفتاح الکتاب نے لوقا کو گویا جس کا کہیں پتہ اور ٹھکانا نہیں اُس کے اِن ستر شاگردوں میں گنجایش ہے لیکن اسکاٹ صاحب اور مصنف مفتاح الکتاب اِن دونوں کو آپ ہی اپنے اِس عقیدے سے انکار کرنا پڑا مقصود بعضون کا یہی رہا کہ مرقس اور لوقا کو جنہوں نے کبھی مسیحؑ کو نہیں دیکھا تھا مسیحؑ کے دیکھنے والوں یا شاگردوں میں شامل کریں تاکہ اِن دونوں کی انجیلوں کا اعتبار ہو لیکن نہو سکا کیونکہ انجیل سے اِن دونوں کا مسیحؑ کو نہ دیکھنا ثابت ہے اول پطرس ۵ باب ۱۳ جس سے ظاہر ہے کہ مرقس مسیح کے وقت میں عیسائی بھی نہوا تھا اور لوقا اول باب ۲ جس سے ثابت ہے کہ لوقا نے اوروں سے دریافت کر کے کسی مصری شخص تہیوفلس کو لکھا اور خوبی یہ کہ اُن ستر شاگردوں کا ذکر سوائے انجیل لوقا کے (۱۰ باب ۱) اور کسی انجیل میں نہیں ہے اگر یہ بات سچ ہوتی تو اتنی بڑی روایت اور انجیلوں میں بھی ضرور لکھی جاتی جبکہ بارہ شاگردوں کے منادی کرنے کو بھیجنے اور اور بیانوں سے سب انجیلیں بھری ہیں اور نہ کسی عیسائی کو معلوم ہے کہ اُن ستر شاگردوں میں سے کسی ایک کا بھی نام کیا ہے اور شاید ایسے ہی سببوں سے

مارٹین لوتھر پیشوائے فرقہ پراٹسٹنٹ کو ان تینوں انجیلوں پر شبہہ تھا اور ان کے نزدیک صرف انجیل یوحنا صحیح تھی اور بس وہ لکھتے ہیں کہ یہ جھوٹی رائے واجب الرد ہے کہ انجیلیں چار ہیں اس لئے انجیل یوحنا کی درست ہے پھر لکھتے ہیں کہ پلوس اور پطرس کے نامے ان تینوں انجیلوں سے بہت اچھے ہیں پھر لکھتے ہیں کہ ان کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اوروں نے نہیں لکھی اور جن لوگوں نے اس مسئلہ کو (یعنے صرف ایمان الوہیت مسیح پر نجات کا سبب ہے) خوب بیان کیا ہے وہی اچھے انجیل نویس ہیں اس لئے ہم درستی سے کہتے ہیں کہ نامہ پلوس کے انجیل ہیں نسبت ان چیزوں کے کہ مرقس اور متی اور لوقا نے لکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ پطرس کا خط سب سے بہتر اور عمدہ رسائل عہد جدید کا ہے اور یہی سچی اور پاک انجیل ہے فقط یہ سب اقوال لوتھر کی کتاب وانسگہام موسومہ بتلارک فی الدین میں منقول ہیں اور بعض متقدمین کو بعض بعض جا باب بائیسویں اس انجیل پر شبہہ تھا اور بعض کو دو باب اول میں شبہہ تھا اور فرقہ مارسیونی کے نسخہ میں بھی یہ دونوں باب نہ تھے۔ لوقا ۳ باب میں جو نسب نامہ لکھا ہے اس کے ۳۶ آیت میں لکھا ہے کہ صلہ قینان کا قینان ارفخند کا ارفخند سام کا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ ارفخند کا پوتا تھا حالانکہ وہ بیٹا ہے دیکھو پیدایش ۱۱ باب ۱۲ پھر یہ کہ حضرت داؤد سے مسیح تک متی کے بموجب ۲۶ پشتیں اور لوقا کے بموجب ۴۱ پشتیں ہوتی ہیں اس کے سوا اور بھی کئی غلطیاں ہیں سب کا بیان طول ہوگا۔

جان کالون صاحب اپنی تفسیر میں مریم علیہا السلام کو اولاد ناتان سے نہیں مانتا تھا اور ان بناوٹوں کو جو بعضے علمار عیسائی متی اور لوقا کے مندرجہ نسب ناموں کو اتفاق دینے میں بیان کرتے ہیں رد کرتا ہے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲۰ میں کالون کا یہ قول تسلیم کر کے لکھا ہے کہ اس کی ہی رائے ہوئی ہم اس کی رائے کو جو برخلاف قیاس کے ہے نہیں مان سکتے ہدایت المسلمین صفحہ ۲۲ سطر ۳ و ۴۔

تعجب یہ ہے کہ مرقس اور لوقا نے تو مسیح کی صورت بھی نہ دیکھی تھی چنانچہ مرقس کو پطرس نے عیسائی کیا اور لوقا نے پلوس سے سنکر مسیح کا حال تھیوفلس کو لکھا اگرچہ

پلوس خود مسیح ؑ کے شاگردوں میں نہیں ہے اور تو بھی لوقا نے اپنی انجیل کے شروع میں لکھا کہ جنہوں نے مسیح ؑ کو دیکھا تھا اور خدمت کی تھی اُن سے پوچھ کر میں لکھتا ہوں پس یقین نہیں کہ پلوس نے مسیح ؑ کو دیکھا بھی ہو اور خدمت کرنا اور شاگرد ہوتا تو دوسری بات ہے پس مشکل ہے کہ اندھا اندھے کو راہ بتاوے (اعمال ۹ باب ۹) (متی ۱۵ باب ۱۴) چنانچہ اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۴۴ میں ہے کہ جب پلوس شہر تراوس میں گیا جو بحر روم کے ساحل پر واقع ہے یہاں اُس کی لوقا سے ملاقات ہوئی۔ اور اُس وقت سے برابر پلوس کے ساتھ رہا انتہےٰ۔ اور اُسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ اُس کی عبارت سے ظاہر ہے کیونکہ وہ اُس کے بعد اعمال الرسل کے آخر تک بجز ۱۷ و ۲۰ باب کے صیغہ جمع استعمال میں لاتا ہے لوقا کی انجیل اور اعمال الرسل دونوں اسی کی تصنیف ہیں انتہےٰ اور خوبی یہ کہ پلوس کی کوئی انجیل اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے اور نہ پطرس کی کوئی انجیل موجود ہے غرضکہ مرقس اور لوقا کی تصنیف کیونکر الہامی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ حواریوں میں سے نہ تھے اور اگر حواریوں کے شاگردوں کو بھی الہام ہوتا تھا تو اب کیوں نہیں ہوتا اور یہ کیسا الہام ہے کہ وہ صرف ایک شخص تہیوفلس کے واسطے کہ جو غیر قوم تھا آیا اور شروع سے کوئی کتاب الہامی ایسی نہیں ہے جو صرف ایک ہی شخص کے نام پر ہو اور اگر ایسا ہو تو اوروں پر حجت الٰہی کیونکر تمام ہو سکتی ہے کیونکہ الہام ہمیشہ تمام قوموں کی تعلیم کے لئے عام خطاب اور حکم کے طور پر ہوتا ہے اور تکلف یہ کہ جس طرح تہیوفلس غیر قوم اُسی طرح لوقا بھی غیر قوم تھا یعنے کاتب اور مکتوب الیہ دونوں غیر قوم اسی طرح اعمال کے کتاب کا جو کہ تہیوفلس کے نام پر ہے اور پلوس کے خطوط موسومہ رومیوں وغیرہ کا حال سمجھنا چاہیے کہ یہ سب تعلیمی تحریریں ہیں مگر الہامی نہیں ہو سکتیں مثلاً گلتیوں کے ۳ باب ا میں ہے اے نادان گلتیو کس کی جادو بھری آنکھوں نے تمہیں مارا الخ یہ الہام نہیں صرف شاعرانہ کلام ہے اور اسی طرح یوحنا کے تینوں خطوط خاص مکتوب الیہم کے نام ہیں اور اگر لوقا کو الہام ہوا تھا تو اُس نے یہ کیوں کہا کہ جن لوگوں نے مسیح ؑ کو دیکھا تھا اُن سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے کیونکہ الہام کے بعد لوگوں

سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی۔
وانسن کی چوتھی جلد رسالہ الہام میں جو ڈاکٹر نبس کے پارا فریز یعنے تفسیر سے لیا گیا
یون لکھا ہے کہ لوقا کا الہام سے نہ لکھنا اُس سے جو وہ خود دیباجہ میں لکھتا ہے ظاہر ہے انتہےٰ
ریس کی سائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں لکھا ہے کہ لوگوں نے کتب مقدسہ کے تمام ہا الہامی
ہونے کی نسبت گفتگو کی ہے اور وے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں یعنے مؤلفین کے فعال
اور ملفوظات میں غلطیاں اور اختلاف ہیں متی کے ۱۰ باب ۱۹ و ۲۰ اور مرقس ۱۳ باب ۱۱
اور اعمال ۲۳ باب ۱ و ۶ کو باہم مقابلہ کرکے دیکھو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک
دوسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے جیساکہ یروسلم کی کونسل کی آپس کی بحث اور
پلوس کے پطرس کو الزام دینے سے ظاہر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدیم عیسائی لوگ اُن
لوگوں کو خطا سے خالی نہیں سمجھتے تھے کیونکہ بعض اوقات اُن کے افعال پر روک ٹوک
کی گئی ہے (اعمال ۱۱ باب ۲ و ۳ اور ۲۱ باب ۲۰-۲۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پلوس
مقدس جو اور حواریوں سے اپنے تئیں کمتر نہیں سمجھتا (۲ قرنیتون کا ۱۱ باب ۵- ۱۲ باب ۱۱)
خود اپنے حال میں ایسا بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے تئیں ہمیشہ
اور ہر وقت الہامی نہیں سمجھتا تھا (اول قرنیتون کا ۷ باب ۱۰ و ۱۲ و ۲۵ و ۴۰ اور ۲ قرنیتونکا
۱۱ باب ۱۷) اور ہم نہیں پاتے ہیں کہ حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع کرتے ہیں جیسے
پیغمبر لوگ شروع کرتے تھے کہ گویا وہ خدا کی طرف سے بولتے ہیں پھر لکھا ہے کہ میکالس نے
اُس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے مطلب کے واسطے ضرور تھا طرفین کے دلائل
کو تولکر اس اعتراض کا یوں فیصلہ کرنا مناسب جانا کہ ناموں کے لئے تو الہام البتہ مفید ہے
لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے مثلاً انجیلیں اور اعمال اگر الہام سے بالکل قطع نظر کی جاوے
تو کچھ نقصان نہیں بلکہ کچھ فائدہ ہی ہوگا اگر تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی صرف اور
انسانوں کی سی گواہی مانی جاوے جیساکہ مسیح نے یوحنا ۱۵ باب ۲۷ میں کہا ہے الخ اب
دیکھیے کہ اس کتاب یعنے ریس کی سائیکلوپیڈیا کے بموجب چاروں انجیلوں کا الہامی نہونا
ثابت ہے اور ان چاروں انجیلوں میں جبکہ متی اور یوحنا کی انجیلیں جو کہ حواری تھے غیر الہامی

سمجھیں گئیں تو مرقس اور لوقا کی انجیلیں جو کہ حواری بھی نہ تھے زیادہ تر غیر الہامی سمجھنا چاہیے
لیکن نہ یہ کہ اُن چاروں انجیلوں میں کوئی بات بھی الہامی نہیں ہے ایسا ہرگز نہیں اُن
میں حضرت عیسےٰ کی تعلیمات اور پیشین گوئیاں وغیرہ جو واقعی مسیح نے فرمائیں اُن
میں اکثر الہامی ہیں پس مسیح پر الہام اور وحی کا نزول کمال صحت کے ساتھ ثابت ہے
مگر مصنفین اناجیل وغیرہ نے جو مورخانہ لکھا یہ سب اپنا دیکھا ہوا لکھا ہے اُس میں الہام
کو کیا دخل ہے اور جو باتیں کہ اناجیل میں اُن کے مصنفین کی بھی نہیں ہیں بلکہ صریح
الحاقی سمجھی جاتی ہیں چنانچہ اس کتاب میں اُن کا بیان فانڈر صاحب کے قول سے
موجود ہے اُن سب باتوں کو بھی الہامی سمجھنا اور اناجیل میں شامل رکھنا کمال عقیدت
ہے۔ پادری والش صاحب فرماتے ہیں **قولہ** جبکہ ہم اُس وقت پر لحاظ کرتے ہیں
جبکہ اسقوف بٹلر صاحب نے کہا کہ انگلستان میں ایک بھی فاضل ایسا نہیں ہے
جو پاک نوشتوں کے الہام کا قایل ہو (یعنے جو واقع میں فاضل ہیں وہ اِن کتابوں کو
الہامی نہیں جانتے اور جو انہیں الہامی جانتے ہیں وہ دراصل فاضل نہیں ہیں بلکہ صرف
تھوڑا سا پڑھکر برائے نام فاضل کہلاتے ہیں یا یہ کہ کامل اور ناقص دونوں طرح
کے فاضل توریت و انجیل کو الہامی نہیں جانتے ہیں) یا اُس وقت پر کہ جب خود ایک
خادم دین نے بت پرست قوموں کے درمیان پادریوں کے بھیجنے کی تدبیر کی تحقیر کی اور
اُن لوگوں کو جو ابتداءً میں نجات کی خوشخبری لیکر ملک ہندوستان میں آئے مخصوص
کفش دوز یعنے چمار کا خطاب دیا انتہیٰ۔ از قربت آلہی یا تقدیس مومنین اہتمام پادری
والش صاحب صفحہ ۵۹ سنہ ۱۸۶۸ء رومن چھاپہ الٰہ آباد مشن پریس مشمولہ مخزن مسیحی ماہ
نومبر سنہ ۱۸۶۸ء رومن مطبوعہ الٰہ آباد مشن پریس جو حسب ہدایت مشن فتحگڈہ کے یہ دونوں
یعنے قربت آلہی اور مخزن مسیحی چھاپے گئے اور کتاب قسطا کا مصنف بھی جو کہ احکام
آتش پرستی میں سے لوقا نام حکیم اور غیر قوم تھا یعنے کہ نہ یہ مسیح کا شاگرد تھا اور نہ وہ اُس کا بھی

عیسائیوں کے سامنے ... اور دون سنہ ... ہجری کی لکھا ہوا ... قسطا کو لوقا نے اپنے بیٹے ... نام پر تصنیف کیا ہوا ہے ... تصنیف ... [illegible]

کہ چارس ... ۱۸۷۲ء صفحہ ... جواب و سوال ... علوم مصنفہ ... از لطمی ... ۱۸۶۲ء صفحہ ... اسقوف ... [illegible] ... اسحاق بن ... یعقوب بن ... [illegible]

نام لوقا ہے اور اس کا بھی نام لوقا ہے وہ بھی طبیب تھا اور یہ بھی طبیب تھا وہ بھی صاحب تصنیف تھا اور یہ بھی اسی شے سے بھی صرف دینی تصنیفات میں حوصلہ ہوا اور اسے بھی وہ بھی غیر یہودی تھا اور یہ بھی وہ بھی شہرۂ آفاق ہوا اور یہ بھی اور بعد عروج مسیح کے جو عیسائی لوگ کسی معروف حکیم کے نام سے کتاب لکھ کر مشہور کرتے تھے اُس کا بیان اسی کلیسیا کے شروع میں ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ لوقا کے طبیب اور غیر قوم یعنے غیر یہودی ہونے کا سب عیسائی عالموں نے اقرار کیا ہے دیکھو تفاسیر ہنری و اسکاٹ وغیرہ اور مفتاح الکتاب اور رومن تفسیر اسکاٹ صاحب میں دیباچہ تفسیر انجیل لوقا کو اور کلسیوں کے ۴ باب ۱۰ و ۱۱ میں مختونوں کا سلام لکھا ہے اور ۱۲ و ۱۴ میں نامختونوں کا کہ جو غیر قوم تھے سلام ہے اور لوقا نہیں میں سے ہے اور لوقا کی طبابت کے ثبوت میں دیکھو کلسیوں کا ۴ باب ۱۴ پھر یہ کہ الہام یافتہ شخص کی لوگوں کے نزدیک یہی پہچان ہے کہ پیشین گوئیاں سچی اُس سے ظہور میں آئیں اور معجزہ دکھلائے دیکھو میزان الحق اور مفتاح الکتاب وغیرہ پس مرقس اور لوقا ان دونوں صفتوں سے خالی تھے اُن کا کلام الہامی کیونکر ہوسکتا ہے پادری ڈیوڈ صاحب نے الٰہ آباد میں مباحثہ کے وقت سرِ عام مجمع سے اقرار کیا کہ ہاں یہ انجیلیں الہامی نہیں مگر اُن کے مصنف سچے تھے انتہے لیکن اگر وہ سچے تھے تو پلوس نے جو اوّل قرنیتوں کے ۷ باب ۱۲ میں فرمایا کہ خداوند نہیں میں کہتا ہوں انتہے اگر پلوس رسول سچے تھے تو وہ آپ اقرار کرتے ہیں اپنے غیر الہامی کلام کا اسی طرح اول قرنیتوں کے ۷ باب ۲۵ اور ۲ قرنیتون کے ۱۱ باب ۱۷ میں بھی ہے۔

انجیل یوحنا

یوحنا کی انجیل اور انجیلوں سے بقول صاحب مفتاح الکتاب (صفحہ ۱۴۳ و ۱۵۲) وغیرہ زیادہ معتبر ہے اگرچہ یہ انجیل چاروں انجیلوں میں تعین زمانہ تصنیف اور قید ترتیب سے پچھلی انجیل ہے یعنے قریب سنہ ۹۸ء کے کہ بعد عروج حضرت عیسےٰ ؑ کے قریب ستر برس تصنیف ہوئی اور سب اناجیل کے پیچھے کتاب میں شامل ہے اور مکاشفات

تصنیف یوحنا ۹۵ء کے بعد انجیل یوحنا سے پیشتر تصنیف ہوئی اور طلوع آفتاب صداقت
چھاپہ مرزاپور ۱۸۶۰ء نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے باہتمام پادری ایم اے شیرنگ
صاحب صفحہ ۳۱۲ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مکاشفات ۹۶ء میں تصنیف ہوئی اور
مفتاح الکتاب صفحہ ۲۲۱ میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا ۹۸ء میں تصنیف ہوئی اور
مکاشفات کی کتاب ۹۷ء میں مگر اُس کے طرز بیان سے ثابت نہیں ہوتا کہ مکاشفات
اور اس انجیل کا مصنف ایک ہی ہو چنانچہ مکاشفات میں بار بار یوحنا نے اپنا نام
بیان کیا ہے جیسا کہ مکاشفات کے ۱ باب ۲ میں لکھا ہے اور مجھ یوحنا نے الخ اور
۲۲ باب ۱۸ اور ۱ باب ۹ وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور بیسیوں جگہ اس طرح پر
کہ میں نے الخ چنانچہ مکاشفات کے صرف انیسویں باب میں ۱ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷ و ۱۹
آیتوں میں یہ لفظ لکھا ہے لیکن یوحنا کی انجیل میں اس طرح لکھا ہے کہ گویا یہ کتاب یوحنا
کی تصنیف ہرگز نہیں ہے چنانچہ یوحنا ۱۹ باب ۲۶ میں لکھا ہے کہ عیسے نے اپنی ماں کو اور
اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا (یعنے یوحنا کو) اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۲ میں لکھا ہے تب
وہ شمعون پطرس اور اُس دوسرے شاگرد (یعنے یوحنا) کے پاس اور اِسی باب کے ۳ آیت
میں ہے پھر پطرس اور وہ دوسرا شاگرد (یعنے یوحنا) اور اُسی انجیل کے ۲۱ باب ۲۰ و ۲۴
آیت میں لکھا ہے کہ وہ شاگرد (یعنے یوحنا) لیکن ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شاگرد اور دوسرا
شاگرد یوحنا ہو اور اگر ثابت بھی ہوتا تو بھی مصنف کا نام بصیغہ غائب پایا جاتا حالانکہ ہنوز
صیغہ غایب کے ساتھ بھی کتاب میں مصنف کا پتہ نہیں ہے اور یوحنا ۱۹ باب ۳۵
میں لکھا ہے اور جس نے یہ دیکھا گواہی دی اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ
سچ کہتا ہے تاکہ تم ایمان لاؤ فقط اب اِن سب لفظوں پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا
کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہے یا کسی دوسرے کی اور یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے کہ یہ وہ شاگرد
ہے جس نے اِن کاموں کی گواہی دی اور اُن باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی
سچی ہے انتہےٰ۔ ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی سچ ہے یہ بات کوئی مصنف اپنے حق میں
کیونکر کہیگا اور پھر یہ کہ جس نے اِن باتوں کو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اُس کی گواہی الخ اِس سے

بھی ظاہر ہے کہ کتاب لکھنے والا اور شخص اور یقین کرنیوالا اور شخص ہے یعنے یہ کہ کاتب بصیغۂ غایب اور وہ بھی آیت سے ثابت نہیں کہ یوحنا ہی گواہ اور کاتب ہے اور یقین کرنے والا بصیغۂ حاضر مگر وہ بھی لامعلوم غرض یہ کہ نہ کاتب کا پتہ اور نہ یقین کرنے والے کا پتہ ہے صرف انجیل جیسی کچھ ہے موجود ہے۔

اب سُنئے کہ وہ شاگرد اور دوسرے شاگرد سے یوحنا مراد نہیں ہے اسی انجیل یوحنا ۱۸ باب ۱۶ میں ہے تب وہ دوسرا شاگرد جو سردار کاہن سے کچھ جان پہچان رکھتا تھا باہر نکلا اور دربان سے کہکر پطرس کو اندر لے آیا انتہے۔

اس جگہہ غور کرنا چاہیے کہ یوحنا کو اسقدر دنیادی رتبہ کہاں تھا جو سردار کاہن سے اُس کی موافقت بلکہ روشناسی بھی ہوتی اور خاصکر اُس وقت کہ مسیح ؑ کو گرفتار کرلے گئے تھے اور سب شاگرد بھاگ گئے اور پطرس نے ڈر کر تین بار دین مسیح ؑ سے انکار کیا تو یوحنا کو اتنی جرأت کیونکر ہوئی کہ نہ صرف آپ سردار کاہن کے محل میں گیا بلکہ پطرس کو بھی اندر لے گیا اور جب سردار کاہن کی لونڈی نے پطرس کو پہچانا تو یوحنا سے کیوں اُس نے چشم پوشی کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دوسرے شاگرد سے مراد یوحنا نہیں ہے اسکاٹ صاحب مفسر رومن نے متی ۲۶ باب ۵۸ کی تفسیر صفحہ ۲۱۲ میں یوں لکھا ہے۔ **قولہ** یوحنا لکھتا ہے کہ پطرس اور ایک دوسرا شاگرد قیافا کے گھر گئے اُس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار کاہن اس دوسرے شاگرد کو پہچانتا تھا اور اس سبب سے وہ گھر کے اندر جانے پایا اور پھر باہر جاکر پطرس کو بھی اندر لایا صاف معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص کون تھا بہتیرے گمان کرتے ہیں کہ یوحنا اس محاورہ میں اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ دوسرا شاگرد میں ہی تھا مگر اُس کے برخلاف گمان ہوتا ہے کہ یوحنا بھی گلیلی اور عام لوگوں میں تھا اور یقین نہیں کہ سردار کاہن اوسے پہچانتا ہو اور اگر پہچانتا بھی تو اتنا نہیں کہ وہ اندر جانے پاتا۔ اور ایک یہ بھی قوی دلیل ہے کہ کسی نے اُس سے کچھ نہیں کہا اور نہ اُس کو کچھ خطرہ ہوا تو باوجود اُسے جاننے کے یہ تعجب کا مقام ہے اس سے بہتر یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی عزت دار شخص یروسلم کا رہنے والا ہوگا کہ جسے سردار کاہن پہچانتا تھا مگر نہیں جانتا کہ یہ مسیح کا شاگرد ہے اس سبب سے کسی نے اُس سے

کچھ نہیں کہا صرف پطرس سے کہا جو کچھ کہ کہا اور اگر اُسے ٹھیک پہچانتے تو بیشک اپنے خداوند کے ساتھ وہ مجرم ٹھہرایا جاتا تمت کلامہ اور یہ ہی قول طامس اسکاٹ مفسر انگریزی کا بھی ہے
چونکہ انجیل یوحنا میں مصنف کا نام نہیں ہے اور جہاں وہ شاگرد یا دوسرا شاگرد لکھا ہے اُس کو اکثر علماء عیسائی یوحنا سے مراد سمجھتے ہیں اُس کا حال یہ ہے کہ جو بیان ہوا یعنی یہ لفظ یوحنا سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نہیں معلوم کہ یہ دوسرا شاگرد کون ہے اور اگر یہ دوسرا شاگرد یوحنا ہی ہوتا تو بھی یہ کسی طرح ثابت نہیں ہے کہ یہ دوسرا شاگرد بھی مصنف انجیل یوحنا ہو دیکھو یوحنا ۲۱ باب ۲۴ - اور دوسری پہچان جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف نہیں ہے یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ یہودی مصنف کی یہ کتاب نہیں کیونکہ اس میں عبرانی لفظوں کا ترجمہ اور یہودی رسموں کا بیان ہے اور یوحنا یہودی تھا اُسے کیا حاجت تھی جو عبرانی لفظ کا ترجمہ اور یہودی رسم کا بیان کرے چنانچہ کسی انگریزی تواریخ میں یہ لکھا نہیں دیکھا کہ جب بادشاہ رچرڈ یا الفرڈ یا کسی اور یورپ کے بادشاہ کا نام لکھا ہو تو اُس کے ساتھ نام کے معنے بھی لکھدیے ہوں مگر انجیل یوحنا میں دیکھیے ا باب ۳۸ میں ہے ربی جس کا ترجمہ یہ ہے اے استاد الخ اور اسی باب کے ۴۱ میں ہے مسیح کو جس کا ترجمہ کرسٹس ہے پایا اور ۴ باب ۹ میں ہے کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے تھے انتہے۔ اگر کوئی یہودی اس کتاب کا مصنف ہوتا تو ان باتوں کا بیان وہ بیکار جانتا اور ۵ باب ۱ میں ہے بعد اُس کے یہودیوں کی ایک عید تھی الخ ایک عید تھی اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک عید کا لفظ کبھی یہودی محاورہ نہیں ہو سکتا اگر کوئی یہودی ہوتا تو یوں لکھتا کہ عید فصح تھی یا عید خیمہ وغیرہ یعنے عید کا نام لکھدیتا اور ایک کا لفظ نہ لکھتا اور پھر یہ کہ یہودیوں کی ایک عید تھی جس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی عید نہ تھی اگر یوحنا کی یہ تصنیف ہوتی تو یوں لکھتا کہ ہماری ایک عید تھی یا یہ کہ ہم یہودیوں کی عید تھی اور اسی باب کی ۲ آیت میں ہے اور یروسلم میں بھیڑ دروازے کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے الخ اس حوض کے لئے یروسلم کا پتہ اور پھر یہ کہ عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے یہودی کے سامنے یہ بات کیا تعجب

کی تھی جو عبرانی کا لفظ بھی حوض کے نام کے ساتھ لگا دیا اور اسی طرح یوحنا ۲۰ باب ۳۰
میں ہے قولہ اور بہت سے اور معجزے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے یسوع نے اپنے
شاگردوں کے سامنے دکھائے انتہٰے چونکہ یوحنا مسیح کا شاگرد تھا اگر یہ انجیل یوحنا کی
تصنیف ہوتی تو اپنے شاگردوں کی جگہہ ہم شاگردوں کا لفظ لکھا ہوتا جیسے کہ اعمال باب
۱۰ میں ہے ساری قوم پر نہیں بلکہ اُن گواہوں پر کہ آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنے
ہم پر ۴۱ اور اعمال ۳ باب ۱۵ میں لکھا ہے کہ ہم اُس کے گواہ ہیں انتہٰے اور اسی طرح ۷ باب ۲
اور ۱۱ باب ۱۸ میں ہے وغیرہ اور اسی طرح ۹ باب ۷ میں سلوام کا حوض جس کا ترجمہ بھیجا
ہوا لکھا ہے برٹشینڈر کہ جس کو عیسائی بڑا عالم محقق گنتے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ انجیل اور
نامے یوحنا کی تصنیف یوحنا کی نہیں بلکہ کسی عیسائی نے شروع دوسری صدی میں اُس
کے نام سے لکھہ دیے ہیں اور یہی قول فرقہ الوجین کا تھا اور اسٹاڈلن اپنی کتاب
میں لکھتا ہے کہ بلاشک کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے اس انجیل کو تصنیف
کیا ہے جیسا کہ کاتلک ہرلڈ کی جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵ میں مصرح ہے اور جب
دوسری صدی میں لوگوں نے اس انجیل سے انکار کیا تھا تو اُن کے جواب میں کہیں
ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی
تصنیف ہے حالانکہ ارنیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا مرید
پس اگر یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولی کارپ کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ ارنیوس کو تبلا دیتا کیونکہ
مقام تعجب ہے کہ ارنیوس ذرہ ذرہ سی بات پولی کارپ سے بار بار سُنے اور اس امر میں
ایک دفعہ بھی مذکور نہ آوے پس ظاہر و آشکار ہے کہ پولی کارپ کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ یہ انجیل
یوحنا کی ہے اور نہ اُس نے ارنیوس کو اُس کی خبر دی ورنہ ارنیوس منکرین کے مقابلہ میں
یہ سند ضرور پیش کرتا حالانکہ ایسا نہیں کیا ان سب عیسائی دلیلوں سے یوحنا کی
تصنیف یہ انجیل نہیں ثابت ہوتی لیکن ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ انجیل اول سے آخر
تک مصنوع سمجھی جاوے جبکہ پیشین گوئیاں حضرت نبی اسلام صلعم کی بابت اس
میں مرقوم ہیں اور قرآن مجید میں جو مسیح کو روح اللہ اور کلمتہ القٰھا الیٰ مریم (سورہ نساء رکوع ۲۳)

لکھا ہے یہ کلمہ اسی انجیل کی اوّل آیت سے ہے اور گروٹیس جو عیسائیوں میں بڑا عالم محقق مشہور ہے اکیسویں باب اس انجیل کو الحاقی بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ یوحنا کی موت کے بعد افسس کے کلیسیا نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔

اور بموافق اقرار ہارن صاحب کے ان انجیلوں کا وقت تالیف روایت معتبر سے ثابت نہیں ہوتا ہارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ء مقام لندن کی میں لکھتے ہیں کہ اوجین فرقہ نے جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل سے اور اسی طرح سب تصنیفات یوحنا سے انکار کیا ہے انتہےٰ۔

امریکن مشن کے پراٹسٹنٹ پادری صاحبوں کا توریت و انجیل کے الہام کی بابت جو عقیدہ ہے اور جسے اُنہوں نے چھپوا کر تمام ہندوستان میں مشتہر کیا بعینہ درج ذیل ہے وہو ہذا۔ مشہور مقولہ یہ ہے کہ بائیبل میں خدا کا کلام ہے لیکن بائیبل ساری خدا کا کلام نہیں جو لوگ اس خیال کو قبول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاک نوشتوں میں الٰہی الہام کا بیان ہے اور اُن کے مصنف روح القدس سے ملہم ہوئے لیکن اُن کا الہام صرف تعلیم تہذیب خصوصاً ایمان کی باتوں کے درج کرنے میں تھا وہ ضرور نہیں سمجھتے کہ بائیبل کا ہر ایک بیان ہر ایک عبارت اور الفاظ کو الہامی سمجھا جاوے وہ یقین نہیں کرتے کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم بائیبل کے ہر ایک علمی بیان کو سچا اور صحیح تصور کریں اُن کے خیال کے مطابق یہ ہو سکتا ہے کہ موسےٰ نے علم ہیئت کے بیان میں غلطی کی ہے استیفان شہید نے اپنی یادداشت کی کمزوری ظاہر کی یا پولس رسول نے علمی غلطی پر اپنی تمثیل کی بنا ڈالی۔ یہ خیال الہام کا عیسائی دین کے بڑے اور مشہور معلمون کے درمیان مروّج رہا اور روز بروز کلیسیا میں زیادہ ترقی کر رہا ہے مثلاً ای راس مس۔ آر سائیمس۔ گروشس لیکلرک اور لفاپلف صاحب اس کو منظور کرتے تھے رومی کلیسیا کے مشہور معلمون نے بھی اسی کو پسند کیا مثلاً پرون اور ڈاکٹر صاحب ملک جرمنی کے عالم و فاضل معلموں نے اسی کو اختیار کیا اور انگلستان کے مشہور دینی معلموں نے بھی جیسا کہ بشپ لوتھہ بشپ واربرٹن۔ آرچ بشپ ٹیلر۔ بیلی۔ کلارک۔ ڈاڈرج۔ بکسٹر۔ آرچ بشپ سمنز اور

طامس اسکاٹ صاحب وغیرہم (از نور افشان لدہیانہ مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۸۷۶ء امریکن مشن پریس باہتمام پادری کیلسو صاحب نمبر ۳۰ جلد ۴ صفحہ ۲۳۸) ہم پر فرض نہیں معلوم دیتا کہ ہم پاک نوشتوں کے ہر ایک علحدہ بیان کو ہر ایک کتاب کو آیت اور لفظ کو الہی تاثیر سے لکہا ہوا سمجہیں بڑے نامور فاضل لوتہر صاحب پیدایش کی کتاب کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں کہ الفاظ (خدا نے کہا) سے یہ ضروری نہ سمجہنا چاہیے کہ خدا کی طرف سے کوئی بیان معجزہ کے طور پر آیا یا آسمان سے کوئی آواز سنائی دی بائیبل میں بیان نہوا داؤد اور شمسون کی نسبت کہ خدا کی روح اونپر اوتری اور وقت بوقت اُن کو اوبہارنے لگی اول صموئیل کے ۱۶ باب کے ۱۳ قاضیوں کی کتاب کے ۱۳ باب کی ۲۵ لیکن اس بیان سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ تاثیر روح القدس کی اُن کے کلام اور فعل تک پہنچی تہی یا اُن کو بڑے بڑے اور خوفناک گناہوں سے بچاتی تہی خداوند یسوع مسیح کے رسول پنتیکوست کے دن میں جُدی جُدی آگ کیسی زبانوں سے ممتاز ہوئی اور روح القدس سے بہر گئے لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غلطی سے بالکل پاک ہو گئے بلکہ ہم صاف جانتے ہیں کہ وہ کبہی کبہی بے راہ ہو سکتے تہے اور کبہی کبہی ہو بہی گئے اور وہ بے راہی ایسے معاملوں میں تہی جو کہ روزمرہ کے فرایض کے ساتھ تعلق رکہتے ہیں وے آخر تک ہماری مانند انسان رہے جو اس کے بس ہیں اور رائے اور عمل میں خطا کرنے میں دیکہو اعمال کے ۱۴ باب کی ۱۵ پہر اعمال کے ۱۵ باب کی ۳۶ سے ۳۹ تک گلاتیوں کے خط کے دوسرے باب کی ۱۱ جبکہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں غلطی کی تب ناممکن نہیں ہے کہ اپنی تصنیف میں بہی غلطی کرتے روح القدس کی تاثیر نے اُنکو زندگی کے خیال وکار میں غلطی سے مستثنا نہیں کیا تب ہم کیوں سمجہیں کہ اس تاثیر نے اُن کو پاک نوشتون کے لکہنے میں بالکل غلطی سے مستثنا کیا بائیبل میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس سے بلا تاویل یہ سمجہ سکیں کہ ہم اُس کی ساری تصنیف کو ادنے ادنے امر کی نسبت بہی بالکل الہی اور غلطی سے پاک خیال کریں بائیبل کے مصنفوں نے بیشک الہام کا دعوے کیا لیکن اگر ہم

اُن کے دعوے پر غور کریں اور زبان کے عام قاعدے اور علم معانی اور نکتہ گیری اور نکتہ سنجی کے قاعدے سے اُن کو دیکھیں ہم کو بخوبی ثابت ہوگا کہ اُن کا دعوے اس قسم کا نہیں ہوا کہ وہ اپنے آپ کو انسانی کمزوری سے بالکل خالی جانتے تھے انتہٰے تم کلامہ (از نور افشان لدھیانہ مطبوعہ امریکن مشن پریس یکم اگست ۱۸۷۸ء نمبر ۱۳ جلد ۶ صفحہ ۲۴۶ باہتمام پادری کیلسو صاحب) نصرانی علما کیمنس واگناشیوس ویوسطیشوس یعنے جسٹن شہید وغیرہ کی تصنیفات کو یہ سمجھکر کہ اُن میں انجیلی آیتیں منقول ہیں بدعوے صحت اناجیل پیش کرتے ہیں لیکن اس سے پیشتر انہیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ انجیلوں کی طرح اُن تصنیفات کلیمنس وغیرہ میں تحریف نہیں ہوئی حالانکہ محققین علما نصارے نے اقرار کیا ہے کہ متقدمین کی تصنیفات میں بہت سے فقرے الحاق کئے گئے ہیں (چیمبرس کی ان سائیکلوپیڈیا جلد ۵ اور اگناشیوس کے خطوط کا جعلی اور محرف ہونا معتبر علما نصارے کے اقرار سے ثابت ہے (دیکھو تفسیر لارڈنر جلد ۲ و ڈاکٹر بیلی کی کتاب اسناد مطبوعہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۱۵ مع حاشیہ فاضل برکس و اُردو تواریخ کلیسیا مصنفہ ولیم میور صاحب مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۱۴۴) اور جسٹن شہید جو دوسری صدی کے وسط میں تھا چنانچہ نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ میں باہتمام پادری کیلسو صاحب لکھا ہے کہ جسٹن یونانی نسل سے ہے۔ سال اُس کے تولد کا پہلی صدی کا اواخر ہے الخ اس کی تصنیفات میں بعض قول حضرت عیسیٰؑ کے ایسے بھی منقول ہیں جو اناجیل مروجہ میں نہیں پائے جاتے چنانچہ اُن میں سے ایک قول یہ ہے کہ ہمارے خدا اور عیسےٰ مسیحؑ نے فرمایا ہے کہ میں تم کو جس باب میں پاؤں گا اُسی میں تمہارا انصاف کروں گا انتہٰے اور دوسرا فقرہ یہ ہے کہ جب مسیح بپتسما پانے کے واسطے یردن میں آیا تو ایک آگ روشن ہوگئی انتہٰے یہ باتیں کہیں ان چاروں انجیلوں میں نہیں ہیں پس اسی طرح اُس کی تصنیفات کے اور فقرے بھی جو انجیلی آیتیں سمجھی جاتی ہیں یہ ضرور نہیں ہے کہ انہیں انجیلوں سے لکھے گئے ہوں اور بشپ مارش نے بہت صراحت سے لکھدیا ہے کہ جسٹن نے ان انجیلوں سے نقل نہیں کیا ہے اور کلیمنس سکندریہ اور طرطلیانوس تو تیسری صدی میں ہوئے ہیں (نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰

اِن سے پیشتر ایرینوس نے جو باقرار پادری فانڈر دوسری صدی میں تھا (میزان الحق مطبوعہ لدہیانہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۴۲) برنباس کی انجیل کا ذکر لکھا ہے اور مصریوں کی انجیل کا ذکر کلیمنس نے لکھا ہے۔ شپپر بنانے کا معجزہ طامس کی انجیل اور طفولیت کی انجیل میں ہے اور مریم پر قرعہ ڈالنے کا قصہ انجیل مریم میں اور مریم کے پاس میوہ آنے کا قصہ اور کھجور کے درخت کا قصہ اور تکلم فی المہد انجیل طفولیت میں ہے اور کلیمنس اسقف روم کا خط بھی کلیمنس کا لکھا ہوا نہیں ہے (دیکھو تواریخ کلیسیا بحروف رومن مطبوعہ مرزاپور ۱۸۵۶ء حصہ ۲ صفحہ ۴۷) نور افشان مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے سن وسال تحریر کی بابت سب علماء متفق الرائے ہیں کہ ضرور یہ ۹۰ء کے پیشتر رقم پذیر ہوا تھا۔ اِس خط میں یوحنا ۱ باب ۵ ا کا حوالہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اُس وقت تک انجیل یوحنا تصنیف بھی نہ ہوئی تھی کیونکہ اس کا سال تصنیف ۹۸ء ہے۔ دیکھو مفتاح الکتاب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور ۱۸۵۶ء مصنفہ ڈاکٹر پادری رابٹ گلٹن میتھر صاحب و پادری ڈبلیو گلین صاحب صفحہ ۲۲۱۔

سکرمنٹ ۳

انجیل رومن کاتلک جو کہ اُردو رومن چھاپہ پٹنہ ۱۸۶۴ء ہے اُس میں لکھا ہے کہ مسیح کے سب کام نہیں لکھے گئے یوحنا ۲ باب ۲۵ اُس نے (یعنے مسیح نے) آپ کچھ نہیں لکھا اور رسولوں کو حکم نہیں دیا کہ انجیل لکھیں مگر یہ کہ اُسے سنائیں رومیوں کا ۱۰ باب ۱۷ رسولوں نے مسیح اور اُس کی تعلیم کی ساری باتیں نہ لکھیں یوحنا ۲۰ باب ۳۰ اوّل قرنیتوں کا ۱۱ باب ۳۴ انتہے۔ لیکن مسیح نے کسی انجیل کے لکھنے کا حکم نہیں دیا باوجود اس کے چار انجیلیں لکھی گئیں چونکہ ہر مذہب میں ایک کتاب اقوام مختلف کے لئے کافی ہوتی ہے مگر یہاں متی نے یہودیوں اور مرقس نے رومیوں اور لوقا نے تھیوفلس (مقدس کتاب کا احوال حصہ ۲ باب ۵۲) اور یوحنا نے دہریوں کے لئے (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۵۲) اپنی اپنی انجیل لکھی اور صرف متی کے لکھنے پر الہام بھیجنے والے کی خاطر جمع

ہوئی تب چار یا بہتوں کے پاس اُسے وہی الہام بہیجنا پڑا لیکن اگر یہی دستور ہے
تو توریت جو پہلی کتاب ہے اُس کی صداقت کے لئے زیادہ توریتیں بہیجنے کی حاجت
تھی اور زبور و امثال وغیرہ بھی چار چار ہونی چاہییں پھر یہ کہ شریعت میں دو۲ و تین۳ گواہ کافی
ہیں اور یہاں تین تک بھی الہام بہیجنے والے کے نزدیک اعتبار میں کافی نہوئے تب
چار یا بہتوں تک نوبت پہنچی اور یہ تو چار ہی ہیں چار سو نبیوں نے جس بات پر
گواہی دی وہی جہوٹ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۵-۱۱ اور ایک پچھلے نبی نے جو گواہی دی
وہی سچ تھا ۲ تواریخ ۱۸ باب ۲۴ سچ کے لئے صرف ایک ہی کافی ہے اور جہوٹ کے
لئے چار سو ہوں تو وہ بھی بے کار ہیں پھر یوحنا ۲۱ باب ۲۵ میں لکھا ہے کہ کتابیں جو لکھی
جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں انتہے پس یہ پرلے درجے کا مبالغہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ
تو باوجود بار بار سفر کرنے کے ملک یہودیہ سے باہر نہیں ہوئے اور اُن کے حالات کی
کتابیں دنیا میں نہ سماتیں ہیں جبکہ اناجیل کا یہ حال ہے تو اور ناجیات کو کوئی کہاں
تک بیان کرے لیکن سمجھ لینا چاہیئے کہ اعمال کی کتاب مشمولہ مجموعہ مروجہ حال تصنیف
لوقا سمجھی جاتی ہے جس کی انجیل بھی اس مجموعہ عہد جدید میں شامل ہے اور اُس کا
حال لکھ چکا ہوں کہ جب اُس کی انجیل کا یہ حال ہے تو اُس کے اعمال میں کیا کچھ
نادرستی نہوگی اور وہ تو صرف پلوس اور پطرس کے حال کی تواریخ ہے اُسے الہام سے
کیا علاقہ اور فرقہ والن ٹی ٹینس اور مارسیونی اور سویرنیس اور بعضے اور فرقے منی کی نیس نے
اُس کتاب کا انکار کیا ہے یعنے معتبر نہیں جانا اور بعد اُس کے پلوس کے خطوط
ہیں جن میں سے ایک خط یعنے عبرانیوں کا مشکوک ٹھہرایا گیا ہے کتاب سوال
وجواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس ۱۸۶۵ء
صفحہ ۱۵۲ سوال ۲۵۱ کے جواب میں عبرانیوں کے خط کی بابت یوں لکھا ہے
اس کی نسبت لوگوں میں بڑا اختلاف ہے بہتیرے اُسے پلوس سے نسبت
دیتے ہیں اور بہت سے عالی سند نکتہ داں اسبات کو اعتماد کے ساتھ رد کرتے ہیں پر
اُس کے راقم کا تصفیہ نہیں کر سکتے پھر صفحہ ۱۵۴ سوال ۲۵۵ اِسی کتاب سوال وجواب

میں لکھا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا طرز پلوس کے طرز کی مانند نہیں ہے پر اکثر مقامات میں اُس کے طرز سے اختلاف پڑتا ہے جو لوگ کہ یونانی کا بخوبی علم رکھتے ہیں وے کہتے ہیں کہ اس خط کی یونانی پلوس کی یونانی سے مشابہ نہیں ہے انتھے واضح ہو کہ عبرانیوں کے خط میں راقم کا نام کہیں نہیں ہے اور تاریخ یوسی بیوس کے چھٹی کتاب کے باب ۲۵ میں اُرجن کا قول یوں نقل کیا ہے کہ جو احوال قبل ہمارے زبان زد رہا ہے وہ یہ ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ کلیمنٹ نے جو بشپ روم کا تھا نامہ عبرانیوں کو تصنیف کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ لوقا کا ترجمہ کیا ہوا ہے انتھے۔ ارینیس بشپ لینس نے جو تخمیناً ۱۷۸ء میں تھا اور ہپولی ٹس نے جو ۲۲۰ء میں تھا اور نویٹس یا نوی شین پرسبٹر روم نے جو تخمیناً ۲۵۱ء میں تھا بالکل اس نامہ سے انکار کیا ہے اور ٹیرٹیلین پرسبٹر کارتھج جو تخمیناً ۲۰۰ء میں تھا عبرانیوں کے نامہ کو نامہ برنباہ بتلاتا تھا اور کیس نے جو پرسبٹر کلیسیائے روم کا تھا اور تخمیناً ۲۱۲ء میں تھا نامے پلوس کے تیرہ گنے ہیں اور اس نامے کو نہیں گنا اور سائی پرن بشپ کارتھج جو تخمیناً ۲۴۸ء میں تھا اس نامہ کا حوالہ نہیں دیتا۔

اور رومن بیبل مع رفرنس مطبوعہ ۱۸۶۰ء جسے پادری اولمن صاحب لندن سے طبع کروا کر ہندوستان میں لائے اور جس کی جلدیں ہندوستان کے قریب کل گرجا گھروں میں پادری سے نو مرید عیسائیوں تک کے ہات میں عبادت کے وقت نظر آتی ہیں اُس میں برخلاف اور سب خطوں اور کتابوں مشمولہ انجیل کے عبرانیوں کے نام کے خط کے شروع میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا ہے اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع میں مصنف کا نام موجود ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اُس بیبل کے شروع میں جو فہرست کتابوں کی ہے اُس میں بھی خلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کا خط بغیر مصنف کے نام کے لکھا ہے اور یہی حال اُس بیبل کا ہے جو اردو زبان اور فارسی حرفوں میں رفرنس کے ساتھ ۱۸۶۹ء کو مرزاپور میں مشہور پادری ڈاکٹر ییتھر صاحب کے اہتمام سے چھاپی گئی اور جس کی ایک ایک بات پر سب پادریوں نے بیشتر آپس میں مدت تک خوب مباحثہ کر کے فیصلہ کر لیا تھا اور جو تمام ہندوستان میں رائج اور مشہور رہی ہے

اُس میں بھی برخلاف اور سب خطوں وغیرہ کے عبرانیوں کے نام کے خط کے شروع میں
مصنف کا نام لکھنا مناسب نجانا اور نہ اُس کی فہرست کتب میں بھی عبرانیوں کے
خط کے نام کے ساتھ مصنف کا نام لکھا گیا اگرچہ اور سب خطوں وغیرہ کے شروع میں اور
فہرست کتب میں بھی ہر تصنیف کے ساتھ مصنف کا نام موجود ہے اور اسی طرح
عربی ترجمہ انجیل برٹش بیبل سوسائٹی کی طرف سے مطبوعہ بیروت ۱۸۶۴ء میں ہر نامہ کے
شروع میں لکھا ہے کہ رسالہ بولس الرسول الی اہل افسس یا یہ کہ بولس الرسول الی اہل
غلاطیہ مگر نامہ عبرانیان کے شروع میں کسی مصنف کا نام نہیں لکھا صرف یہی لکھا ہے
کہ الرسالۃ الی العبرانیین اور اسی طرح بعینہ عربی ترجمہ انجیل مطبوعہ لندن ۱۸۶۳ء مطبع
ولیم واٹس میں بھی ہے اگرچہ وہ ترجمہ اور ہے اور یہ دونوں ترجمے آپس میں مطابق نہیں ہیں
اور یوسی بیوس اپنی تاریخ کی چھٹی کتاب کے پچیسویں باب میں نقل کرتا ہے کہ ارجن نے
پانچویں جلد شرح انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ پلوس نے تمام گرجوں کو کچھ لکھکر نہیں بھیجا
مگر بعض کو جو لکھا تو یہی دو چار سطر عبارت فقط اِس سے معلوم ہوا کہ مثل نامۂ عبرانیوں کے
پلوس کے اور نامے بھی بے سند ہیں اور کسی اور نے لکھے ہیں۔

بعد اس کے پطرس وغیرہ کے خطوط اور ان کا بھی بیان اناجیل کے ساتھ کرنا صرف
کتاب کو طول دینا ہے کیونکہ ان میں سے بعضے خطوط ایسے ہیں جن کے مکتوب الیہ
کا پتہ نہیں اور نہ کاتب کا چنانچہ یوحنا کے پہلے خط کی بابت مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۰
میں یوں لکھا ہے اگرچہ اس خط کے شروع یا آخر میں یوحنا کا نام نہیں ہے مگر ہر زمانے
کے لوگ اُسی رسول کو اس خط کا راقم کہتے آئے ہیں بلکہ اس کی خاص عبارت اور
مضمون کے انداز سے بھی گمان غالب ہوتا ہے کہ وہ یوحنا موصوف کی تصنیف ہی ہے انتہے
اور یوحنا کے دوسرے خط کی بابت مفتاح الکتاب میں یوں لکھا ہے جس برگزیدہ بی بی کو یہ
لکھا گیا وہ ظاہرا ایک عزت دار عیسائی بیوہ تھی جو کلیسیوں میں مشہور لیکن اُس
کی تحقیق خبر نہیں کہ وہ کہاں کی رہنیوالی تھی شاید اُس کا ٹھکانا شہر افسس کے
قرب وجوار میں تھا اگرچہ اس خط میں راقم کا نام نہیں پایا جاتا تو بھی صریح ہے کہ یوحنا

ہی نے یہ سنہ ۶۹ء کے قریب لکھا تھا اب دیکھیئے کہ خط میں تو راقم تک کا نام نہیں ہے مگر اُس کی تصنیف کے سنہ کیونکر معلوم ہو گئے پھر مفتاح الکتاب صفحہ ۲۰۴ میں لکھا ہے ہر چند کہ ہم بی بی معظمہ کے مسکن اور احوال سے واقف نہیں تو بھی خوش ہیں کہ اُس کے فرزند صاحب صداقت الخ کتاب سوال و جواب ترجمہ پادری یونس سنگھ و پادری والش صاحب چھاپہ الہ آباد مشن پریس سنہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۶۳ سوال ۲۹۱ کے جواب میں یوحنا کے دوسرے خط کی بابت یوں لکھا ہے بعضے گمان کرتے ہیں کہ یہ برگزیدہ بی بی یروسلم کی کلیسیا کا لقب تھا پر لوگ بالاتفاق اِس بات پر قوی نہیں ہیں پر اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ ایک عورت تھی جو اپنی دینداری کے باعث سے مشہور تھی فقط

اور یہوداہ کا خط اُس یہوداہ آخری اسقوف ختنہ کا جو دوسری صدی عیسوی میں تھا سمجھا جاتا ہے دیکھو تواریخ بیبل مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ء اور نعت کتاب مقدس مصنفہ سمس پادری متیہر صاحب مطبوعہ مشن پریس مرزاپور سنہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۵۱۱ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ صاف معلوم نہیں ہے کہ کس یہوداہ نے اس خط کو لکھا وہ قریب سنہ ۶۶ء کے تصنیف ہوا ہوگا انتہے۔

اور نامۂ فلیمون کو بعض عالم عیسائی زمانۂ جروم میں کہتے تھے کہ یہ تو ایک خانگی چٹھی عہد جدید سے نکال ڈالنے کے قابل ہے اور اُنہوں نے ارادہ نکال ڈالنے کا بھی کیا تھا اور صفحہ ۲۰۶ کا تلک ہرلڈ جلد ۲ میں لکھا ہے کہ روز صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتا ہے کہ اوّل نامہ طمطاؤس پر شیلی میچر نے اور دونوں ناموں طمطاؤس اور نامہ طیطس پر اکھارن نے حملہ کیا ہے (یعنے بُرا کہا اور واجب التسلیم نہیں مانا) اور اسی طرح پطرس وغیرہ کے خطوط کا حال ہے کہ بعضے زمانہ میں وہ معتبر ٹھہرائے گئے اور بعضے زمانہ میں نامعتبر اور بعضی کتابیں کہ اس مجموعہ عہد جدید میں جنکا ذکر ہے اب گم ہیں مثلاً لادوقیون کو خط جس کا ذکر کلسیوں کے ۴ باب ۱۶ میں ہے اب موجود نہیں ہے یعنی عیسائی اُسے گم کر بیٹھے اور اول قرنیتوں کے ۵ باب ۹ و ۱۰ میں ہے کہ میں نے خط میں تم کو یہ لکھا کہ تم حرامکاروں میں مت ملے رہو پر میں نے اب تمہیں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کار یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ کرنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا فقط پس وہ خط جسکا

حوالہ آیت نویں میں ہے اب وہ گم ہے اور بتوں کے چڑھاوون اور لہو اور گلا گھونٹے وغیرہ سے اجتناب کی بابت جو خط انطاکیہ وغیرہ کے عیسائیوں کو لکھا گیا تھا (اعمال ۱۵ باب ۲۳ و ۲۴) اور جس کا ذکر اعمال ۱۵ باب ۱۹-۲۹ اور جس کی ایک خاص تعلیم کے سبب سے نہایت ضرورت ہے مگر وہ بھی عیسائی جماعت میں غائب اور اس مجموعہ اناجیل میں موجود نہیں ہے۔

پلوس کا تمام حال کتاب اعمال میں ہے مگر پلوس کے خطوط بھیجنے کا کہیں ذکر مندرج نہیں ہے چنانچہ تفسیر اعمال مصنفہ پادری فکس صاحب مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء مقدمہ کتاب صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ اعمال ۱۳ باب سے ۲۸ تک پلوس رسول کے سب احوال و اعمال کی خبر ہے لیکن پلوس کا وہ سب حال جو پلوس کے خطوں میں مندرج ہے (بلکہ اُن خطوں کے لکھنے ہی کا ذکر تاکہ معلوم ہو کہ وہ سب خطوط پلوس ہی کے لکھے ہیں) کتاب اعمال سے ثابت نہیں ہے مثلاً انطاکیہ میں اُس کا پطرس سے مباحثہ اُس کی منادی ارقوم میں اور اُس کا اندیشہ اور فکر قرنت کی کلیسیا کی پہوٹ کی نسبت اور نامناسبت اور گلتیوں کی برگشتگی کے لئے اور اُس کی جانفشانی جہوٹی تعلیم دینے والوں کے رفع کرنے میں انتہٰے۔ پس تعجب کہ پلوس کے جو خطوط انجیل میں شامل ہیں اُن کا تو کچھ ثبوت نہیں ہے اور جن کا ثبوت انجیل میں موجود ہے اُن خطوں کا پتہ نہیں ہے اور افسیون کے نام پہلا خط جس کا ذکر افسیوں کے ۳ باب ۳ و ۴ میں ہے اس مجموعہ میں شامل نہیں ہے۔

سکرمنٹ ۴

تحریف کے بیان میں

یوسی بیوس نے جو لکھا ہے کہ یوحنا حواری نے انہیں یعنے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا اور پسند کیا اور اپنی گواہی سے اُن کی تصدیق کی۔ ظاہر ہے کہ یوسی بیوس چوتھی صدی عیسوی میں تھا اور اُس نے اس روایت کی کوئی سند نہیں لکھی اس لئے یہ صرف یوسی بیوس کا

گمان ہے کیونکہ اُس نے نامہ اب گرس کو بھی سچا سمجھا تھا حالانکہ وہ کافہ علما خواہ رومن کاتلک خواہ پروٹسٹنٹ سب کے نزدیک جھوٹا اور جعلی ہے اور یوسی بیوس کو اکثر لوگ بدعتی سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ایریس کے معتقدوں میں تھا اور حضرت عیسےٰ کو صرف بشر جانتا تھا اور کونسل نائیس میں فقط بادشاہ کے ڈر سے الوہیت مسیح پر دستخط کرے تھے اور جروم نے اسی کے لکھے کو دیکھ کر نقل کیا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے بعد ہوا ہے اس کے سوا یوحنا کی تصنیف سے کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ یوحنا نے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا بھی ہو چہ جائے انکو پسند کیا ایک اور دلیل اس کے لئے یہ ہے کہ اگر یوحنا نے اناجیل ثلاثہ کو دیکھا ہوتا تو پھر آپ کوئی انجیل تصنیف کرنے کی کیا حاجت تھی فیلڈ صاحب نے ۱۶۵۳ء میں ایک بیبل چھاپی جس کا اُس نے نام موتی بیبل رکھا جو کہ ابتک برٹش موزیم میں رکھی ہے اُس میں سے بعض مقام یہ ہیں۔ رومیوں کے ۶ باب ۱۳ میں ناراستی کی جگہہ راستی لکھہ گیا ہے اور قرنتیوں کے ۶ باب ۹ میں اس کی جگہہ کہ وارث نہوں گے اُس نے لکھا کہ وارث ہوں گے اور ان غلطیوں سے بڑی خطرناک تعلیم پڑ گئی اور لوگ اس سے دلیلیں لانے لگے کہتے ہیں کہ اس فیلڈ صاحب نے ڈھائی ہزار پونڈ (یعنے پچیس ۲۵ ہزار روپے از اسکول ڈکشنری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء ایڈیشن) پنڈنس فرقہ سے اس کام کے لیے پائے کہ اعمال ۶ باب ۳ کا یہ مضمون بدل دے تاکہ اس بات کی سند پیدا ہو کہ اپنے ہی میں پادری مقرر کرنے کا لوگوں کو اختیار ہو جائے اور یہ مضمون بدلنا سب سے آسان اور ممکن بات تھی یعنے ہم کی عوض میں تم بنا دینا۔

اور ایک اور صاحب ہل نامی کی بیبل ہے اُس میں اس کثرت سے غلطیاں ہیں کہ بعضی جگہہ بالکل مطلب خبط ہو گیا اور بعضی جگہہ کفر پایا جاتا ہے یہانتک کہ اُن دونوں مصنفوں کی بیبل میں سے ایک بیبل میں چھہ ۶ ہزار نقص پائے گئے اور ایک جگہہ یعنے جی کراڈس کا خط امیر استرف فرد جلد اصفحہ ۲۰۸ سے معلوم ہوا کہ اسٹرن صاحب ایک بڑے عالم نے سب سے پہلے اُن بیبلوں میں جو لندن میں چھپیں تین ہزار چھہ سو ۳۶۰۰ نقص نکالے پس جس کتاب میں تقریباً چار ہزار نقص نکلیں تو تھوڑی محنت سے چھہ ۶ ہزار غلطیاں

نکل سکتی ہیں اور شاید ایسی غلطیاں کسی تواریخ میں نہیں نکل سکتی ہیں اور یہ دونوں
بیبلیں فیلڈ اور ہل صاحب کی ایسی نہیں کہ جن کے آگے ولگیٹ والی بیبل جو پوپ
سیکسٹس پنجم نے لکھی جو کہ غلطیوں میں یادگار زمانہ تھی کچھ نسبت نہیں رکھتی اور ہوئیٹ لاک
صاحب لکھتے ہیں کہ جب کہ سیلڈن صاحب پادریوں سے مباحثہ کرتے اور وہ انجیل
میں سے کوئی آیت ثبوت مطلب کے لیئے پڑھتے تو سیلڈن صاحب یہ جواب دیتے
کہ شاید تمہاری جیب کی چھوٹی سنہرے ورقوں کی بیبل میں یوں ترجمہ ہو لیکن یونانی
یا عبرانی کا تو یہی مطلب ہے (جو میں کہتا ہوں) اور یہ حال ۱۶۶۰ء تک رہا اور جمیس کی
کی انجیل (جو اندنوں رایج ہے) اُن کتابوں کے سامنے کوئی نہیں پوچھتا تھا تمت کلامہ
از کیوریا سٹیز آف لٹریچر اسحاق ڈزیلی چھاپہ لندن ۱۸۵۸ء جلد ۳ صفحہ ۳۰۔۴۳۲-۴۳۴۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ جب تمام وکمال کتابوں کی اصلیت اور صحت کا کچھ پتہ نہیں
ہے تو آیتوں اور لفظوں کی غلطی کا ساری کتاب میں کیونکر شمار ہو سکتا ہے چنانچہ ڈاکٹر مل
نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو تیتیس ۳۰ ہزار اختلاف عبارت کے نشان دیئے اور ڈاکٹر
گریسباخ نے جو اُس سے زیادہ نسخوں عہد جدید یعنے تین سو پچپن ۳۵۵ کا مقابلہ کیا تو ڈیڑہ
لاکھہ ویسے ہی اختلاف عبارت بتلا دیئے فقط (از کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب) پس
خیال کرنا چاہیئے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدا جانے کتنے اختلاف
نکلیں اور یہ اختلافات وہ نہیں ہیں کہ ہر جلد میں سے تہوڑے تہوڑے ملا کر اسقدر ہوئے
بلکہ ایک ہی مجموعہ عہد جدید میں یہ ڈیڑہ لاکھہ غلطیاں پائی گئیں بیش ازین نیست کہ ہر جلد
میں کس قدر غلطیاں نکلیں مگر وہ سب غلطیاں ایک ہی مجموعہ اناجیل کی نہیں مثلاً
ایک جلد میں ایک لفظ یا فقرہ یا جملہ الحاقی پایا گیا اور دوسری جلد میں وہی لفظ یا فقرہ
وغیرہ برخلاف پہلی جلد کے نکلا اور تیسری جلد میں وہی فقرہ یا لفظ برخلاف اِن دونو کے
پایا گیا اور اسی طرح چوتھی اور پانچویں جلد وغیرہ میں ایک دوسرے سے مخالف الفاظ
اور فقرات نکل نے گئے یہاں تک کہ ڈیڑہ لاکھہ کی نوبت پہنچی یعنے اختلاف در اختلاف
اور غلطی کے درمیان غلطی اب یہ سارے اختلافات دراصل ایک ہی جلد میں سمجھنا چاہیئے

اس لئے فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۴ء صفحہ ۱۳۰ میں لکھتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے بعینہ قول فانڈر صاحب اور لطف یہ کہ تین سو پچپن نسخوں میں بھی عہد جدید کے پورے نسخے نہ تھے بلکہ کسی میں تو چند آیت اور کسی میں چند جزو اور کسی میں ایک انجیل اور کسی میں صرف چاروں انجیلیں اور کسی میں صرف پلوس کے نامے تھے چنانچہ فانڈر صاحب بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ اُن نسخوں میں بعض اوراق کھوئے گئے اور بعض بوسیدہ ہیں اور یہ کہ کاتبوں کی غلطی بھی ان نسخوں میں پائی گئی اور یہ کہ کوڈکس الکسندرینوس کی جلدیں اور کتاب بھی اُس کے ساتھ مجلد ہیں یہ سب ہارن صاحب کی دوسری جلد میں تفصیلاً بیان ہوا ہے اور مجھے بھی آگے سے معلوم تھا انتہے۔

اب نمونہ کے طور اُن چند نسخوں کا حال یہاں لکھا جاتا ہے

۱ کوڈکس کاٹونی انیس اس میں چار جزو ہیں اوّل جزو میں انجیل متی ۲۷ باب ۲۶-۳۴ یعنے کل ۹ آیت - دوسرے جزو میں انجیل متی ۲۶ باب ۵۷-۶۵ یعنے ۹ آیت تیسرے جزو میں انجیل یوحنا ۱۴ باب ۲-۱۰ یعنے ۹ آیت چوتھے جزو میں انجیل یوحنا ۱۵ باب ۱۵-۲۲ یعنے ۸ آیت پس سب آیتیں ملاکر جو اس پورانے نسخے میں موجود ہیں ۳۴ ہوئیں حالانکہ کل آیتیں عہد جدید میں سات ہزار نو سو انسٹھ ۷۹۵۹ ہیں اب خیال کیا چاہیے کہ ۳۴ آیتوں کو ایک کتاب مشہور کیا ہے۔

۲ کوڈکس بیزی اس میں چار انجیلیں اور اعمال کی کتاب ہے اس میں چھیاسٹھ ۶۶ ورق بہت پھٹے اور خراب کئے ہوئے ہیں جن میں سے دس ورق کسی نے پیچھے لکھکر ملادے ہیں متی کے پہلے باب کی ۲۰ آیتیں غایب ہیں۔

۳ کوڈکس سی سارییں جو دو بہلے حرفوں سے ارغوانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے اس میں صرف چھبیس ۲۶ ورق ہیں جن میں سے اوّل کے چوبیس ۲۴ ورق کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ہے اور باقی دو ورق لوقا کی انجیل کا ایک ٹکڑا ہے جس میں لوقا ۱۴ باب ۲۱-۹ ہے

یعنے صرف ۲۹ آیتوں کو کتاب قرار دیا ہے۔
۴ کوڈکس رسکریٹیس اس نسخے میں عہد جدید کی کتابوں میں سے صرف متی کی انجیل ہے
اور اس میں صرف چونسٹھ ورق پورانے لکھے ہوئے ہیں۔
۵ کوڈکس افن بیچی انیس نامہ عبرانیوں کا ایک ٹکڑا ہے اور صرف دو ورق ہیں اور عبرانیوں
کے ۲ باب کی پہلی آیت اس قدیم کتاب میں نہیں ہے۔
۶ کوڈکس لادی انیس اعمال حواریوں کا یہ نسخہ ہے مگر ۲۶ باب ۲۹ سے ۲۸ باب ۲۶
تک نہیں ہے۔
اب اس کتاب میں زیادہ نسخوں کا حال لکھنے کی گنجایش نہیں ہے اگر حاجت ہو تو گریسباخ اور میکالس کی کتابوں میں دیکھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ یہ غلطیاں وہ نہیں ہیں جیسے اس زمانے کے مطبوعہ نسخوں میں اختلاف ترجمات و محاورات وغیرہ سے واقع ہیں بلکہ یہ غلطیاں اُن قدیم معتبر نسخوں میں ہیں کہ جن پر اناجیل کی صحت کا مدار ہے اور جو خاص اسباب اور وسیلے انجیلوں کو صحیح کرنے کے ٹھہرائے گئے ہیں پس جب اُن کا یہ خراب حال ہے کہ تیس ہزار اور ڈیڑھ لاکھ بلکہ دس لاکھ سے زیادہ (انسائی کلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۹ بیان اسکرپچر) اختلاف عبارت پائے گئے تو واے بر حال اُن انجیلوں کے کہ جو اُن نسخوں کے وسیلے سے صحیح کی گئی ہیں ہارن صاحب جلد ۴ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۵۹ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کل نسخے جو کُلاً یا بعضاً یقیناً مقابلہ کئے گئے اُن کی تعداد چار سو سے متجاوز نہیں ہے اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بیک نے مقابلہ کئے ہوئے نسخوں کی تعداد جو اپنی کتاب کے حصہ اوّل کے صفحہ ۲ سے ۱۰۰ تک لکھی ۳۹۴ ہے اور جن نسخوں کا مقابلہ گریسباخ نے اپنی انجیل کی طبع کیواسطے کیا اُنکی تعداد اُس نے ۳۵۵ لکھی ہے بشپ مارش نے جو اپنے اور میکائیلس کے نسخوں کو ملا کر شمار کیا ہے اُن کی تعداد ۴۶۹ ہے پھر ہارنس صاحب دوسری جلد کے صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں کہ عہد جدید کے کل نسخوں کی تعداد جو ہم تک پہونچی ہے خواہ کامل ہوں خواہ ناقص اور جن کا مقابلہ خواہ کُلاً خواہ بعضاً ہوا ہے قریب پانچسو کے

ہوتے ہیں اور پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۲ سطر ۱۲ میں اسی طرح لکھا ہے۔ پادری جی مرے ہیچل ال ال ڈی اپنے خطوط مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۳۸ میں فرماتے ہیں یورپ کے عالموں نے چھ سو سے زیادہ انجیل کے قلمی نسخوں کو ملاحظہ کیا ہے جو یونانی زبان میں ہیں ان میں سے بعضے بہت قدیم ہیں انتہے۔ مگر یہ تعداد اُن نسخوں کے تعداد کی ایک جزو قلیل ہے جو کتب خانوں میں (غیر مقابلہ کئے ہوئے) موجود ہیں بنٹلی صاحب نے یوں کہا ہے کہ چونکہ مصنفوں کے اصلی نوشتے ابتک موجود نہیں ہیں اس لئے اُن کے تمام الفاظ اصلی کسی ایک نقل میں شاید نہیں ملتے لیکن سب نقلوں کے مقابلہ سے دریافت ہوتے ہیں انتہے۔ از طلوع آفتاب صداقت صفحہ ۲۴۵ اب دیکھیے کہ سب نقلوں میں اگر وہ اصلی الفاظ ہوتے بھی تو بغیر کسی اصلی صحیح نقل کے یا بغیر کسی الہام یافتہ شخص کے انہیں پہچان کون سکتا ہے مگر صرف اٹکل سے جہاں تک صحیح کیا اُنہیں اصلی الفاظ سمجھ لیا دوسرے یہ کہ سب نقلوں میں سے شاید ہزاروں ابھی باقی ہیں کہ جن میں وہ اصلی الفاظ پھیلے ہوئے ہیں اور اُن نقلوں کا مقابلہ ابتک نہیں ہوا ہے پھر کہاں ثابت ہوا کہ سب اصلی الفاظ دریافت ہو گئے اور جب حال یہ ہے تو اصلی مطلب اور مضمون دریافت کر لینے کا کون دعوے کر سکتا ہے۔

پھر ہارن صاحب جلد اول کے صفحہ ۱۲۶ میں اور دوسری جلد کے صفحہ ۳۵۵ میں لکھتے ہیں کہ گریسباخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلاف عبارت نکالے ہیں جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے بھی اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۳ و ۵۴ میں لکھا ہے اور اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وٹمیس ٹمین نے ایسے اختلاف عبارت دس لاکھ سے زیادہ جمع کئے ہیں جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ میں اسکرپچر کے بیان میں مرقوم ہے پادری فانڈر صاحب نے کتاب اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵۰ چھاپہ اکبر آباد سکندرہ ۱۸۵۵ء میں لکھا ہے قولہ اگرچہ ہم لوگ قایل ہیں کہ بعض حروف و الفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کی بابت مقدم اور موخر اور الحاق کا شبہہ ہے تو بھی انجیل کو بے تحریف

اور بے تبدیل کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب نہیں بدلگیا انتہے میکیلس صاحب ڈاکٹر نبتلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۶۳ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی اُن میں یہودی معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور اُن کی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینیوں کی محنتوں کے وہ کتابیں ابتک غلطیوں کا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی برخلاف اس کے جہاں کہیں کسی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلی نسخہ جس کا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور مصنف کے اصلی الفاظوں کے قریب تر پہنچتا ہے انتہے۔

پھر فانڈر صاحب اُسی کتاب کے صفحہ ۱۵ اور کتاب دینی مباحثہ چھاپہ سکندرہ ۱۸۵۴ء کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں **قولہ** جاننا چاہیے کہ اُن سب عالموں پر جو مصححین اور نسخہ شناسی میں ماہر ہیں خوب واضح و روشن ہے کہ نقل نویس لکھتے وقت ہمیشہ کچھ کچھ سہو کرتے ہیں اور کوئی بڑی کتاب نہیں شاید ایک بھی نہیں جو دست قلم سے لکھی ہے جس میں کچھ بھی غلطی نپائی جاوے مثلاً اگر گلستان یا دیوان حافظ وغیرہ کتاب کی سو پچاس نقلیں دقت سے مقابلہ کی جائیں تو شک نہیں کہ اُن سب نقلوں میں سیکڑوں غلطیاں پائی جائیں گی ایسی سہو و غلطیاں اکثر اوقات نقل نویسوں کی غفلت یا کم علمی سے ہوتی ہیں اور اس سبب سے اعراب اور حروف اور املا وغیرہ میں غلطی کرتے یا لفظ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات مالک کتاب یا نقل نویس نے تفسیر کی راہ سے کوئی بات حاشیہ میں لکھی اور کاتب دیگر نے اُس کو یا تو سہواً یا قصداً متن میں داخل کیا ہے پھر لکھتے وقت کوئی لفظ رہگیا یا مقدم موخر ہوا یا دوسرے نقل نویس نے صحیح کرنے کا قصد کیا مگر کم علمی یا کم سمجھ کے سبب خلاف واقع تصحیح کیا ہے اب درحالیکہ اصل نسخہ موجود نرہا اور قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ ابتک باقی نرہا ہو پس اِن غلطیوں کے تصحیح کرنے کی کوئی اور راہ و تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی سب نقل نزدیک

دوروں سے جمع کریں اور عالم اور فاضل زبان دان اُن سب کو مقابلہ کرکے اس راہ سے تصحیح
کریں اور جتنے نسخے زیادہ ہوں تصحیح بھی اوتنی ہی آسان تر ہے انتہے لیکن کاتبوں کی غلطی
یعنے ویریوس ریڈنگ کو تحریف کی جگہہ سمجھنا یہ محض تحریف کو چھپانا اور اس کا عیب مٹانا
ہے کیونکہ اناجیل کے اِن سارے الحاقوں اور تحریفوں کے مقابلہ میں ویریوس ریڈنگ
نہایت چھوٹی بات ہے اور کاتبوں کے سہو سے کوئی کتاب محرف نہیں کہلاتی ہے
دیکھو قرآن مجید بھی ہمیشہ ہات سے لکھا جاتا ہے اور ابتک روم وایران وغیرہ میں اس کا چھاپنا
ممنوع ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کاتبوں کا سہو اس میں نہو تاہو جو کہ پیچھے صحیح کر لیا جاتا ہے
تو بھی کوئی اُس میں تحریف کا نام تک نہیں لے سکتا لیکن اناجیل میں جو تحریف ہوئی
جیساکہ پادری فانڈر صاحب وغیرہ کے قولوں سے ثابت ہے یہ جان بوجھہ کر عیسائیوں
نے آپ گھٹایا اور بڑھایا ہے سہو کاتبان اس کو نہیں کہتے ہیں ہارن صاحب لکھتے
ہیں کہ اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ آمیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے
بہرحال مختلف الفاظ یا عبارت میں سے جب ایک کا غلط ہونا علانیہ اور یقینی معلوم
ہوجائے تو اوسکا نام غلط لفظ یا غلط عبارت ہے جس کو انگریزی میں ارراٹا کہتے ہیں اور
جب اُن مختلف لفظوں یا مختلف عبارتوں میں سے کسی پر غلط ہونے کا یقین نہو
بلکہ شبہہ رہے کہ کون اِن میں سے صحیح ہے اور کون غلط تو اُس کو اختلاف عبارت کہتے
ہیں جس کا نام انگریزی میں ویریس ریڈنگ ہے ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲
مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء صفحہ ۳۱۷ پس اُن ڈیڑہ لاکہہ اور دس لاکہہ غلطیوں کو صرف
ویریس ریڈنگ نہ سمجھنا چاہیے اور جب اُن غلطیوں کا پہچاننا مشکل ہے تو
ویریوس ریڈنگ کو بھی ارراٹا خیال کرنا چاہیے پھر پادری فانڈر صاحب کی کتاب
اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵۵ سے ۵۸ تک چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء میں
تھوڑا سا یوں لکھا ہے **قول** ڈاکٹر گوشن کی کتاب کے چوتھے باب کی تیسری فصل
میں لکھا ہے کہ گریسباخ اور شولز نے اپنی سب محنت اور وقت سے انجیل میں
صرف تیرہ یا چودہ ایسی غلطیاں پائیں کہ آیت کے مضمون سے علاقہ رکھتی ہیں اور

اُسے کچھ اور کر دیتی ہیں اور وے یہ ہیں۔ پہلے اعمال کے ۲۰ باب ۲۸ آیتہ کہ خدا کی مجلس کو
جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا چراؤ گریسباخ کہتا ہے کہ لفظ خدا غلط ہے اُس
کی جگہہ لفظ خداوند رکھنا چاہیے مگر شولز نے لفظ خدا صحیح ٹھہرایا ہے۔ دوسرا پہلا طمطاؤس
۳ باب ۱۶ آیتہ میں لکھا ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا بھید ہے خدا جسم میں ظاہر ہوا
روح سے راست ٹھہرا گریسباخ کہتا ہے کہ صحیح یوں ہے کہ بالاتفاق دینداری کا بڑا
بھید ہے وہ کہ جسم میں ظاہر ہوا الخ یعنے لفظ خدا کی جگہہ لفظ وہ رکھنا چاہیے مگر شولز لفظ خدا
صحیح جانتا ہے۔ تیسرا یہوداہ کا پہلا باب ۴ آیتہ کہ وے خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور
ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ صحیح یوں
ہے کہ وے ہمارے اکیلا مالک اور خداوند الخ چوتھے پہلے یوحنا کا ۵ باب[۱] ۷ و ۸ آیتہ تین
ہیں (جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں
اور تین ہیں) جو زمین پر گواہی دیتے ہیں الخ گریسباخ اور شولز اُن باتوں کو جو حلقہ میں
ہیں الحاقی جانتے ہیں۔ پانچویں مکاشفات ۸ باب ۱۳ ایک فرشتے کو آسمان کے
بیچوں بیچ اوڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز دونوں کہتے ہیں کہ فرشتے کی جگہہ لفظ عقاب
چاہیے۔ چھٹے یعقوب کے دوسرے باب میں ۱۸ آیتہ تو اپنا ایمان بے عمل کے
مجھپر ظاہر کر گریسباخ اور شولز اس کو صحیح جانتے ہیں مگر بہت نسخوں میں ہے کہ تو
اپنا ایمان عمل کے ساتھ مجھپر ظاہر کر۔ ساتویں اعمال کا ۱۶ باب ۷ آیتہ روح نے
اُنہیں جانے نہ دیا گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے پر روح عیسے[۲] نے
اُنہیں جانے نہ دیا۔ آٹھویں افسیوں کا ۵ باب ۲۱ آیتہ خدا کے خوف سی ایک
دوسرے کی فرماں برداری کرو گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ خدا کی جگہہ لفظ مسیح چاہیے
نویں مکاشفات کا پہلا باب ۱۱ آیتہ میں الفاظ اور میگا اوّل و آخر ہوں گریسباخ

---

[۱] اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جو فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ اُسے کچھ اور کر دیتی ہیں یہ کچھ اور کا لفظ کچھ اور اشارہ کرتا ہے یعنی یہ آیت کے مطلب کو بالکل اولٹ پلٹ کر دیتی ہیں جیسا کہ اوّل یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ سے ظاہر ہے ۱۲

[۲] جاننا چاہیے کہ یہ یوحنا کے پہلے خط سے مراد ہے اور دوسرا اور تیسرا خط یوحنا کا تو بالکل مشکوک ٹھہرایا گیا ہے چونکہ یوحنا کی انجیل کے شروع میں مسیح سے مراد رکھکر لفظ کلام کا لکھا ہے پس چالاک لوگوں نے یوحنا کے پہلے خط کے ۵ باب میں جب تثلیث کو الحاق کیا تو سمجھکر یوحنا نے اپنے محاورہ میں مسیح کی جگہہ کلمہ لکھا ہے یہی لفظ اس مقام میں الحاق لکھا تاکہ دیکھنے والے کو یقین ہو کہ یہ مطلق یوحنا کا کلام ہے لیکن کیا ہی بڑا فریب یہ ظاہر ہو گیا کہ جس سے تثلیث کا مسئلہ صرف بناوٹ ثابت ہوا ۱۲

اور شولز الفاظ اوّل و آخر الحاق بتاتے ہیں- دسویں متی ۱۹ باب ۱۷ اُس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے اچھا کہتا ہے اچھا تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا اگر یسباخ کہتا ہے کہ یوں چاہیے تو کیوں مجھ سے نیکی کی بابت پوچھتا ہے الخ مگر شولز الفاظ اول صحیح جانتا ہے- گیارہویں فلپیوں کا ۴ باب ۱۳ آیۃ مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں گریسباخ اور شولز کہتے ہیں کہ لفظ مسیح الحاق کیا گیا ہے- بارہویں اعمال کا ۸ باب ۳۷ آیۃ (فلپ نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے اُس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے) پھر ۹ باب ۵ و ۶ آیۃ اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے خداوند نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے (پینے کی کیل پر لات مارنا تیرے لئے برا ہے اُس نے کانپ کر اور حیران ہو کر کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں) خداوند نے اُسے کہا الخ- اور ۱۰ باب ۶ آیۃ میں لکھا ہے کہ وہ ایک شمعون دباغ کے یہاں جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے مہمان ہے (جو کچھ تجھے کرنا چاہیے وہ تجھکو بتاوے گا) اب وے الفاظ جو آیات کے بیچ حلقہ میں ہیں گریسباخ اور شولز کے قول کے مطابق الحاق ہیں انتہی قول گوشن صاحب-

پھر فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ ان الفاظ اور آیات مذکورہ کے سوا بعض اور آیات اور جملے ہیں جو بعض محققین کے قول کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کا ۸ باب ۱ سے ۱۱ تک پھر یوحنا کا ۵ باب ۴ آیۃ پھر متی کا ۶ باب ۱۳ آیۃ کے اُن الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ [1] ہے الحاق کا گمان ہے پھر متی کے ۲۷ باب ۳۵ آیۃ میں یہ الفاظ کہ نبی کی معرفت جو کہا گیا پورا ہو وے الی آخر آیت یوحنا کے ۱۹ باب ۲۴ آیۃ سے متی میں داخل ہوئے ہیں اور بعض آیات اور الفاظ مقدم و موخر بھی ہوئے ہیں مثلاً رومیوں کے ۸ باب پہلی آیۃ کے یہ الفاظ کہ جسم کے طور پر نہیں بلکہ روح کے طور پر چلتے اسی باب کی چوتھی آیت سے مقدم ہوئے ہیں اور پھر پہلے قرنتیوں کا ۱۰ باب ۲۸ آیۃ میں یہ جملہ کہ

[1] ٹامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے بھی ہورنٹ بی عالم عیسائی کے قول سے لکھا ہے کہ یہ فقرہ لوقا کی انجیل میں نہیں ہے اور نہ بہت نسخوں انجیل متی میں ۱۲

زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے اسی باب کی ۲۶ آیت سے متاخر اور مکرر ہوا ہے اور
رومیوں کے ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتوں کے حق میں گریسباخ کہتا ہے کہ پندرہ باب
کے شروع میں تھیں اور متاخر ہو کر سولھویں باب میں داخل ہوئیں مگر شولز کہتا ہے کہ
اُن کا اصل موقع وہی ۱۶ باب کے آخر میں ہے۔ اس کے سوا اور بھی الفاظ اور جملے ہیں
جنپر تبدیل یا الحاق کا شبہہ آتا ہے تمت کلامہ اِن سب باتوں کو میں نے کتاب اختتام
دینی مباحثہ مصنفہ پادری فانڈر صاحب چھاپہ سکندرہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء سے نقل کیا
ہے اور ان دنوں ایک اور کتاب میں بھی یہ بیان دیکھا یعنے پادری عماد الدین عیسائی
مذہب نے بھی اِن سب آیات محرفہ مرقومہ بالا کو کتاب اختتام دینی مباحثہ مصنفہ پادری
فانڈر صاحب سے نقل کر کے اپنی کتاب تحقیق الایمان چھاپہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور
۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴-۱۶ میں لکھا ہے۔ مگر بہت عیب پوشی کے ساتھ چنانچہ اول یوحنا ۵ باب
۷ و ۸ کو سب کے نیچے لکھا ہے تاکہ کچھ چھپا رہے اور اسی طرح ہدایت المسلمین مصنفہ پادری
عماد الدین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱-۱۰۳ میں بھی یہ سب آیات محرفہ مرقوم ہیں پھر پادری
فانڈر صاحب اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ویریوس
ریڈنگ (یعنے غلطی کاتبان) بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے
کہ صحیح کون ہے انتہے۔ پھر صفحہ ۱۳۱ میں فانڈر صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے یوحنا کے
۵ باب کی ۷ و ۸ آیتیں اور یوحنا کے ۸ باب کی پہلی سے ۱۱ آیت تک اکثر مصححین مشتبہہ
جانتے ہیں۔ اِن کے سوا صرف دو آیات اور ہیں جن کی صحت پر شبہہ ہے۔ یعنے یوحنا
کے ۵ باب کی ۴ آیت اور اعمال کے ۸ باب کی ۳۷ آیت اور پھر دو مقام ہیں جن کی
بابت نہ صحت کا بلکہ صرف مقدم اور موخر کا شبہہ ہے یعنے رومیوں کے ۸ باب کی پہلی
آیت اور ۱۶ باب کی ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ آیتیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ان چار آیتوں کا غیر
صحیح ہونا یقین نہیں صرف شبہہ ہے اس لئے کہ وے آیات سب قدیم نسخوں میں
نہیں پائی گئی ہیں اور فرض کریں کہ فی الحقیقت غیر صحیح ہوں تو اُن کے مضمون سے
ظاہر ہے کہ اُن کے غیر صحیح ہونے کے سبب نہ انجیل کی کوئی تعلیم نہ کوئی حکم اور نہ کوئی